عدالت نبویؐ کے فیصلے

Marfat.com

DATA ENTERED

۳۹۹۱

مصنّف

عبد اللہ القرطبی

ناشر

ادبستان۔ لاہور

۱۹۵۱ء — قیمت چار روپے

ملک محمد رفیق پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے پنجاب پریس لاہور میں چھپ کر ادبستان لاہور سے شائع ہوئی

Marfat.com

DATA ENTERED

فہرس

مقدمات جرم وسزا ——— ۹

مقدمات جہاد ——— ۶۷

مقدمات نکاح ——— ۱۵۳

مقدمات طلاق ——— ۱۰۵

مقدمات بیع ——— ۲۱۷

مقدمات وصیت ——— ۲۶۳

متفرق فیصلہ جات ——— ۳۱۹

حضورؐ کا نسب نامہ اور احوال ——— ۳۵۰

Marfat.com

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری کئی حیثیتو
ں میں تھی۔ آپ پیغمبر تھے، ایک لاثانی شریعت کے موسس تھے، فاتح تھے، واعظ
تھے، امیر لشکر تھے۔ اور ان سب کے ساتھ ساتھ آپؐ قاضی بالحق بھی تھے۔ آپ
اپنی اس مقدس حیثیت سے نزاعات و مقدمات کے فیصلے صادر فرمایا کرتے
اور بعض معاملات میں فیصلہ دئے جانے کا حکم فرماتے۔

اس کتاب میں وہ مقدمات اور اُن کے فیصلے جمع کر دئے گئے ہیں
قاضی بالحق حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں وقتاً فوقتاً

Marfat.com

پیش ہوتے رہے۔

حضرت امام مالک، حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس مسئلہ میں کامل اتفاق ہے کہ نزاعات و مقدمات کا فیصلہ کرتے ہوئے حضورؐ کے فیصلہ جات پیش نظر ہونے چاہئیں۔ کہ یہی شرعی امثال اور قانونی نظیریں ہیں۔ اسلامی شریعت کی رُو سے کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس حکم کے سوا کوئی فیصلہ دے جو اللہ عزّوجل نے اپنی کتاب میں بیان فرما دیا ہو۔ یا جس کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ فرمانا ثابت ہو چکا ہو۔

یہ کتاب اس لحاظ سے مسلمانوں کے لئے یقیناً مفید ہو گی کہ اس سے نزاعات و مقدمات خالص اسلامی قانون کی روشنی میں فیصل ہو سکیں گے۔ یہی عدل و انصاف کی صحیح راہ ہے۔

محمد رفیق ملک

Marfat.com

Marfat.com

مقدّماتِ جُرم و سزا

Marfat.com

مقدماتِ قتل

کفار حربی کے بارے میں فیصلہ

قاتل سے اقبالِ جرم کرانا

اسلام میں سب سے پہلا خون اور اُس کا قصاص

پتھر کے ساتھ ہلاک کرنے والے کے متعلق فیصلہ

عورت کو مارنے اور اس کا بچہ گرا دینے کی سزا

قسامت کے طریق پر فیصلہ

باپ کی بیوی سے نکاح کرنے والے کے متعلق فیصلہ

دو بستیوں کے درمیان پڑے ہوئے مقتول کا فیصلہ

زخم کا بدلہ

دانت توڑنے کا مقدمہ

شادی شدہ زانی کے بارے میں فیصلہ

تہمت، شراب اور لواطت کے متعلق احکام

عادی چور کی سزا

ایک یہودیہ کو سزائے قتل

جادوگر کو سزا

Marfat.com

مقدّمات قتل

اب میں اس سلسلہ کا آغاز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فیصلہ جات سے کرتا ہوں جو مقدمات قتل میں حضور نے صادر فرمائے۔ اس لئے کہ احادیث صحیحہ (مسلم وغیرہ) میں وارد ہے۔ کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سب سے پہلے قتل کے مقدمات کا فیصلہ فرمائے گا۔ اور عبادت کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کی پیشی ہوگی۔

یاد رکھنا چاہئے۔ کہ شرک باللہ کے بعد خدا کے نزدیک کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہیں۔ کہ کسی کو بے گناہ قتل کیا جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا و مافیہا کا تباہ و برباد ہو جانا اتنی سنگین بات نہیں جتنا ایک مسلمان کا قتل ہو جانا ہے۔ اور حدیث

Marfat.com

میں وارد ہے۔ کہ بالفرض اگر تمام اہلِ آسمان واہلِ زمین کسی ایک مسلمان کے قتل پر متفق ہو جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور اُن تمام کو دوزخ میں ڈال دے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص کسی مسلمان کے قتل میں آدھے لفظ کے ساتھ بھی مدد کرے گا۔ تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور ایسی حالت میں پیش ہوگا۔ کہ اس کی پیشانی پر یہ الفاظ لکھے ہوں گے۔

"یہ شخص خدا کی رحمت سے محروم ہے"

صحیح بخاری میں آیا ہے۔ کہ فرمایا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے "مسلمان اپنے دین کی رُو سے کامل طور پر آزاد ہے جب تک وہ کسی خونِ ناحق کا مرتکب نہ ہو" ایک اور موقعہ پر ارشاد ہُوا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوا۔ اور اُس نے نہ تو خدا کے ساتھ کسی کو شریک کیا۔ اور نہ ہی کسی مسلمان کا خون بہانے پر جرأت کی۔ تو وہ اس لائق ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے۔ خطابی میں ہے۔ کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ مسلمان ہمیشہ نیک اور آزاد ہے۔ لیکن جس وقت بھی وہ کسی خونِ ناحق کا مرتکب ہُوا۔ تو اُس نے اپنی نیکی کو برباد کر لیا۔ اور اپنی آزادی کو کھو دیا۔ حضرت امام مالکؒ سے مروی ہے۔ کہ جو شخص خدا کے حضور ایسی حالت میں پیش ہوا۔ کہ اُس نے کسی مسلمان کے قتل میں شرکت نہیں کی۔ تو اُسے بارگاہِ الٰہی میں کسی قسم کی ندامت یا پشیمانی نہ اٹھانی پڑے گی۔

Marfat.com

سزائے قید

اس بارے میں ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ کہ آیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابوبکرؓ نے قید کی سزا دی ہے یا نہیں۔ بعض نے ذکر کیا ہے کہ ہر دو حضرات متذکرۃ الصدر کے زمانے میں کوئی قید خانہ نہ تھا۔ اور نہ ہی ہر دو حضرات میں سے کسی نے کبھی قید کی سزا کا حکم دیا۔ البتہ بعض مثلاً عبد الرزاق اور نسائی نے اپنے اپنے طور پر روایت کیا ہے۔ کہ رسول مقبولؐ نے مدینہ منورہ میں ایک شخص کو قتل کے الزام میں قید کیا۔ نیز مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے ایک شخص کو کسی جرم کے بدلے میں دن کے کچھ حصہ کے لئے قید میں رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔ احکام ابن زیاد میں فقیہہ ابو صالح ایوب بن سلیمان سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے ایک شخص کو قید کی سزا دی۔ جس نے ایک مشترکہ غلام کو مناسب سمجھوتے کے بغیر اپنے حصہ کی ادائیگی سے آزاد کر دیا۔ اس پر حضورؐ نے غلام کی مکمل آزادی کا بوجھ اس شخص پر ڈال دیا۔ یہاں تک کہ اس بوجھ سے سبکدوش ہونے کے لئے شخص مذکور کو اپنی چند بھیڑ بکریاں بھی فروخت کرنی پڑیں۔

ابن شعبان کی کتاب میں امام اوزاعی سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو دانستہ قتل کر دیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک سو کوڑے لگائے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ اور ایک سال کے لئے جلاوطنی

Marfat.com

کی سزا بھی دی۔ لیکن قصاص نہیں لیا۔ البتہ اُسے ہدایت فرمائی۔ کہ ایک غلام آزاد کرے۔ ابن شعبان نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ آپ نے کوڑے مارنے اور قید کرنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت عمرؓ کا طرزِ عمل

ابن شعبان کے نزدیک یہ ثابت شدہ ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک قید خانہ موجود تھا۔ اور آپ نے حطیہ شاعر کو ہجو کے جرم میں قید کیا تھا۔ اور صبیغ نامی ایک اور شخص کو اس جرم میں قید کیا تھا کہ اس نے سورہ والذاریات سورۃ المرسلات اور سورہ النازعات کے بارے میں دور از کار موشگافیاں کی تھیں۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی ایسا کرنے کی تلقین کی تھی۔ اُسے کئی مرتبہ پٹوایا گیا۔ پھر عراق کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ بعض نے کہا۔ بصرہ کی طرف۔ اور ہدایت کر دی کہ کوئی شخص اس کے پاس نہ بیٹھے۔ محدث فرماتے ہیں۔ کہ اگر کبھی وہ ہماری طرف آتا تو خواہ ہم سو آدمی بھی ایک جگہ بیٹھے ہوتے سب منتشر ہو جاتے۔ کچھ عرصہ کے بعد ابو موسیٰ نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں اطلاع دی۔ کہ صبیغ نے آئندہ کے لئے اپنے قابل اعتراض طرزِ عمل سے توبہ کر لی ہے اس پر حضرت عمرؓ کی طرف سے اس کے مقاطعہ کا حکم منسوخ کیا گیا۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا دستور

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی تمیم کے ایک شخص صابی

Marfat.com

کُفّارِ حربی کے بارے میں فیصلہ

واقعہ عرنیین

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بنی عکل یا بنی عرنیہ کے کچھ لوگ حاضر ہوئے۔ جو انتہائی لاغر اور کمزور تھے۔ یہ لوگ اسلام لے آئے تھے لیکن مدینہ منورہ کی آب و ہوا اُن کے موافق نہ آئی۔ اور وہ بیمار اور کمزور ہو گئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی حالت ملاحظہ فرما کر حکم دیا کہ وہ اونٹوں کا بول بطور دوا استعمال کریں۔ اور اُن کا دودھ پئیں چنانچہ وہ زکوٰۃ کے اونٹوں میں گئے۔ اور حسب ہدایت عمل کیا۔ اور تندرست ہو کے تازے ہو گئے۔ لیکن اس کے بعد وہ اسلام سے منحرف ہو کر مرتد ہو گئے۔

Marfat.com

زکوٰۃ کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ اور اُن کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ حضور نبی کریمؐ نے اُن کے تعاقب میں اپنے آدمی بھیجے۔ ابھی دن بہت زیادہ نہ چڑھا تھا۔ کہ وہ پکڑے آئے۔ پس حضورؐ نے حکم دیا۔ کہ اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ جائیں اور اُن کی آنکھیں پھوڑ دی جائیں۔ اور انہیں قید میں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ اسی حالت میں وہ مر گئے۔

ابو قلابہ کہتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے چوری اور قتل دو جرائم کا ارتکاب کیا اور ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ سے جنگ کی۔ اسی لئے انہیں ایسی سنگین سزا دی گئی۔ سعید بن جبیر اور محمد بن سیرین نے کہا ہے کہ یہ واقعہ سورۂ مائدہ کی آیت

إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ۚ

"اُن لوگوں کا بدلہ جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملک میں دوڑے دوڑے پھرتے ہیں۔ یہی ہے۔ کہ انہیں قتل کیا جائے۔ اور اُن کے ہاتھ پاؤں اُلٹے سیدھے کاٹ دئے جائیں۔ یا ان کو ملک بدر کر دیا جائے۔"

کے نزول سے پہلے رونما ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ کل آٹھ کس تھے۔ اور

Marfat.com

اُنہوں نے چرواہے کی آنکھیں بھی پھوڑ ڈالی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا۔ کہ آنکھیں پھوڑنے کی کیا صورت ہے۔ فرمایا۔ لوہے کی سلاخ کو خوب اچھی طرح گرم کر کے اُسے دونوں آنکھوں کے قریب لایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تپش اور حدّت کے اثر سے آنکھوں کا نُور پانی ہو کر بہہ جاتا ہے۔

Marfat.com

قاتل سے اقبالِ جُرم کرانا

سماک بن حرب کی ایک روایت صحیح مُسلم میں وارد ہے۔ جو علقمہ بن وائل نے اپنے والد کے حوالے سے اُن کے سامنے بیان کی۔ کہ ایک دن وہ حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ ایک شخص حضورؐ کے پاس ایک دوسرے شخص کو رسّے کے ساتھ کھینچتا ہوا لایا۔ اور فریاد کی، یا رسول اللہ! اس شخص نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ اس پر حضورؐ نے شخص مذکور سے دریافت کیا۔ کہ کیا تو نے قتل کیا ہے؟ ابھی ملزم جواب دینے نہ پایا تھا۔ کہ حضورؐ نے مدعی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اگر اس نے اعترافِ جُرم نہ کیا۔ تو تمہیں اپنے دعویٰ کے ثبوت میں شہادت پیش کرنا ہو گی۔ مگر ملزم نے جواب دیا۔ کہ ہاں حضورؐ۔ فی الحقیقت میں نے

قتل کیا ہے۔ فرمایا۔ کس طرح؟ عرض کیا۔ حضور! میں اور مقتول دونوں ایک درخت پر سے لکڑیاں کاٹ رہے تھے۔ کہ اُس نے مجھے گالی دی۔ اس پر مجھے غصہ آگیا۔ اور میں نے اُس کے سر پر کلہاڑی ماری اور اس کی موت واقع ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تیرے پاس کچھ مال ہے۔ جو تو اپنی جان کے بدلے میں ادا کرے؟ عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے پاس کوئی مال نہیں۔ سوائے اس کمبل کے اور اس ایک کلہاڑی کے۔ فرمایا۔ کیا تجھے خیال ہے۔ کہ تمہاری قوم تمہارے بجائے مال ادا کرکے تمہیں چھڑا لے گی۔ جواب دیا۔ یا رسول اللہ! میں اپنی قوم کی نظر میں اس سے بھی کم وقعت رکھتا ہوں کہ میرے بدلے وہ کوئی مال ادا کرے۔ یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رسی اس کی طرف پھینک دی۔ اور فرمایا۔ تم جانو اور تمہارا ساتھی۔ جب وہ واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر اس شخص نے اس کو قتل کر دیا۔ تو وہ بھی اسی کی طرح قتل کے جرم کا مرتکب قرار دیا جائے گا کسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات اس شخص کو بھی پہنچ گئی۔ وہ واپس آیا۔ اور عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ! مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر میں نے اس شخص کو قتل کر دیا۔ تو میں بھی اسی کی مانند قتل کے جرم کا مرتکب قرار پاؤں گا۔ درآں حالیکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ میں نے اسے حضور ہی کے حکم سے پکڑا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ کیا

Marfat.com

تم پسند نہیں کرتے۔ کہ یہ شخص مقتول کے گناہوں کا بوجھ بھی اپنے سر پر اٹھا لے
اُس نے جواب دیا۔ کیوں نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ پھر ایسا ہی ہوگا۔ کہ مقتول کے
گناہوں کا بوجھ بھی اس کے سر پڑے گا۔ یہ سُن کر اُس نے وہ رسّی جس کے
ساتھ اُس نے ملزم کو باندھا ہوا تھا۔ پھینک دی۔ اور اُسے چھوڑ دیا۔
ایک اور حدیث میں بھی یہ سارا واقعہ اسی طرح درج ہے۔ البتہ اس میں
اتنا فرق ہے۔ کہ جب شخص مذکور واپس ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ کہ قاتل اور مقتول دونو جہنم میں جائیں گے۔ پس ایک شخص اُس کے
پاس آیا۔ اور اُسے حضورؐ کی بات سے آگاہ کیا۔ تو اُس نے اُس شخص کو چھوڑ
دیا۔

اسمٰعیل بن سالم کا بیان ہے۔ کہ میں نے جب حبیب بن ابی ثابت سے
اس واقعہ کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ مجھ سے ابن اشرع نے یہ حدیث
اس طرح بیان کی تھی۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شخص مذکور کو
ملزم کے معاف کر دینے کے لئے کہا تھا۔ تو اُس نے حضورؐ کی اس بات کو ماننے
سے انکار کر دیا۔ اور مسند ابن ابی شیبہ میں وائل بن حجر الحضرمی کی حدیث
میں بھی یہ واقعہ اسی طرح بیان ہوا ہے۔ کہ حضورؐ نے مقتول کے ولی سے دریافت
کیا۔ کہ کیا تو مجرم کو معاف کر سکتا ہے۔ تو اُس نے کہا نہیں۔ فرمایا۔ کیا خون بہا
قبول کرو گے۔ کہا نہیں! فرمایا۔ کیا پھر اُس کو قتل کرو گے۔ کہا ہاں! اس کی

۳۹۹۱

Marfat.com

یہ بات حضورؐ نے تین مرتبہ دہرائی۔ اور پھر فرمایا۔ کہ اگر تو اس کو معاف کر دے
تو وہ اپنے گناہ کے بوجھ کا ذمہ دار ہوگا۔

مسند ابن ابی شیبہ میں حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث وارد ہے
کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص سے قتل کے
جرم کا ارتکاب ہوا۔ اُسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا
گیا۔ حضورؐ نے شخص مذکور کو مقتول کے ولی کے سپرد کر دیا۔ ملزم نے عرض
کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ سے یہ فعل دانستہ سرزد نہیں ہوا۔ حضورؐ نے ولی سے
فرمایا۔ کہ اگر یہ شخص اپنے بیان میں سچا ہوا۔ اور تو نے اُسے قتل کر دیا۔ تو تو دوزخ
میں جائے گا۔ اس پر شخص مذکور نے اُسے چھوڑ دیا۔ راوی کا بیان ہے۔ کہ وہ
اپنی رسی کو کھینچتا ہوا نکلا۔ اس پر لوگوں نے اُس کا نام "ذو النسعہ" (رسی
والا) ڈال دیا۔ ایک اور کتاب میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ کہ قاتل کے ہاتھ نے عمداً یہ فعل کیا ہے۔ اور دل نے خطا۔ نسائی
کی کتاب میں ہے۔ کہ ملزم نے کہا۔ "واللہ! میں نے اُسے قتل کرنے
کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ پس رسول اللہ [illegible] نے فرمایا۔ کہ اگر ملزم کا بیان
صحیح ہوا۔ تو پھر تو بھی اس کو قتل کر کے دوزخ میں جائے گا۔

Marfat.com

اسلام میں سب سے پہلا خون اور اُس کا قصاص

ابن اسحاق کا بیان ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی سمت جاتے ہوئے نخلیہ یمانیہ پر سے گذرے۔ اس کے بعد مختلف مقامات مثلاً قرن۔ ملیح۔ لیۃ اور ان کے بعد حرۃ الرعا پر۔ اور وہاں آپ نے مسجد بنائی۔ اور اس میں نماز ادا کی۔ عمرو ابن شعیب نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ اُس روز حرۃ الرعا میں آپ نے ایک خون کا قصاص لیا۔ اور وہ اسلام میں سب سے پہلا خون ہے۔ جس کا قصاص لیا گیا۔

بنی لیث کے ایک شخص نے بنی ہذیل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ تو حضور نے اُس کے بدلے میں شخص مذکور کو موت کی سزا دی۔ واضح میں کہا گیا ہے

Marfat.com

کہ اُس کو سزا کا حکم دینے سے پہلے قسامتؔ کا طریق اختیار کیا گیا۔ اور قاتل کے خلاف جُرم قائم کرنے کے لئے ایک جماعت کو قسم کھانے کے لئے کہا گیا اور سِیَر میں لکھا ہے۔ کہ محلّم بن جثامہ نے جب عامر بن اضبط اشجعی کو قتل کر دیا۔ تو مقتول کے وارثوں نے قاتل کے خلاف قسم کھائی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی دیت دلانے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ حضورؐ نے ایک سو اُونٹ دیت میں دلائے۔ اس واقعہ کے بعد محلّم تھوڑی ہی مدت زندہ رہا کہا جاتا ہے۔ کہ سات دن سے بھی کم۔ پھر وہ مر گیا۔ جب اُسے دفن کیا گیا۔ تو زمین نے بھی اس کو قبول نہ کیا۔ بلکہ اُسے اُگل ڈالا۔ سِیَر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ الٰہی! محلّم کو نہ بخشیو۔ پس زمین نے اُسے تین مرتبہ اُگل دیا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ زمین اس سے بھی بُرے آدمی کو قبول کر لیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا منشا ہے۔ کہ اس شخص کو تم لوگوں کے لئے عبرت کا موجب بنائے۔ پس لوگوں نے اس کی لاش

عہ) اگر کسی مقام میں کوئی مقتول پایا جائے اور اس کے قاتل کا علم نہ ہو سکے تو اس مقام کے کچھ لوگوں کو اس کے بارے میں قسم کھلا کر اپنی برّیت ظاہر کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس طریق کار کا نام قسامت ہے۔

Marfat.com

کو پہاڑ کی دو وادیوں کے درمیان ڈال دیا۔ اور اس کو درندے کھا گئے ۔

Marfat.com

پتھر کے ساتھ ہلاک کرنے والے کے متعلق فیصلہ

صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل ڈالا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ ایک لونڈی زیور پہنے ہوئے شہر میں نکلی۔ تو ایک یہودی نے اُسے پتھر دے مارا۔ اُس لڑکی کو حضور نبی کریم صلعم کے حضور لایا گیا۔ اُس امر میں تھوڑی تھوڑی جان باقی تھی۔ رسول اللہ صلعم نے دریافت فرمایا کیا تجھے فلاں شخص نے مارا ہے۔ اُس نے سر کے اشارہ سے جواب دیا۔ کہ نہیں۔ پھر پوچھا۔ تو پھر اُس نے سر کے اشارہ کے ساتھ جواب دیا کہ نہیں۔ پھر تیسری مرتبہ پوچھا گیا۔ تو اُس نے اشارہ کے ساتھ کہا۔ کہ ہاں۔ پس یہودی کو پکڑ لیا گیا۔ اور اُسے برابر پوچھتے رہے۔ یہاں تک کہ اُس نے اقرار کر لیا۔ کہ ہاں میں

Marfat.com

نے ہی مارا ہے۔ پس حضرت رسول کریمؐ نے اُسے اسی طرح قتل کئے جانے کی سزا دی (صحیح مُسلم اور کتاب عبدالرزاق میں درج ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کے بارہ میں سنگساری کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ سنگسار کر دیا گیا۔

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ قاتل کو بھی اُسی قسم کی چیز سے قتل کیا جائے جس کے ساتھ اُس نے جُرم کا ارتکاب کیا ہو۔ مثلاً پتھر۔ لاٹھی۔ گلے کا گھونٹنا وغیرہم۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے) لیکن اہل عراق کا خیال ہے۔ کہ قصاص صرف تلوار سے لینا چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا اشارہ جو سمجھ میں آجائے۔ وہ کلام کے برابر ہے۔ اور تیسری بات یہ معلوم ہوئی۔ کہ عورت کے قصاص میں مرد کو قتل کیا جا سکتا ہے۔

عورت کو مارنے اور اس کا بچہ گرا دینے کی سزا

مؤطا امام مالکؒ۔ بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔ کہ بنی ہزیل کی دو عورتوں میں سے ایک عورت نے دوسری کے پتھر مارا۔ جس سے اُس کے پیٹ کا بچہ گر گیا۔ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ اس کے بدلے میں ایک نفر غلام یا ایک لونڈی دی جائے۔ مسلم کی ایک اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ ایک نے دوسری کو پتھر مارا۔ تو وہ عورت اور اس کے پیٹ کا بچہ دونو مر گئے۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہے۔ کہ اس کو خیمہ کی چوب سے مارا۔ اور وہ حمل سے تھی۔ اور اُس کی سوکن تھی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولہ کی دیت کو قاتلہ کے اُن رشتہ داروں پر ڈال دیا جو اس کے ورثہ میں زیادہ قریبی تعلق نہ رکھتے تھے۔ بچہ کے بارے میں حکم دیا۔ کہ ایک

Marfat.com

غلام یا لونڈی دی جائے یا دیت کا بیسواں حصّہ۔ جس کی مقدار پانچ سو درہم ہے۔ نسائی میں وارد ہے۔ کہ اُس نے مقتولہ کو خیمہ کی چوب سے مارا۔ جس سے وہ اور اُس کے پیٹ کا بچہ دونو مر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کے لئے تو حسب تحریر محولہ بالا لونڈی یا غلام دینے کا حکم صادر فرمایا۔ اور مقتولہ کے بدلے میں قاتلہ کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔ نسائی کے علاوہ بعض دوسری کتابوں میں بھی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتلہ کو مقتولہ کے بدلے میں قتل کرا دیا۔ اور بچہ کے بدلے میں پچاس دینار یا چھ سو درہم ادا کرنے کا حکم دیا۔ اس کو قتادہ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ اور مالک بن انس بھی اسی کے قائل ہیں۔ اور مصنّف عبد الرزاق میں عکرمہ سے روایت ہے۔ کہ بنی ہذیل کے اُس شخص کا نام جس کی ایک بیوی نے دوسری کو قتل کیا۔ حمل بن مالک بن النابغہ ہے۔ اور قاتلہ کا نام ام عفیف بنت مسروح۔ اور مقتولہ ملیکہ بنت عویمر تھی۔ صحیح بخاری کے بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے والی عورت کو قتل نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے۔ کہ نبی صلعم نے بنی لحیان کی ایک عورت کے پیٹ کے بچہ کے متعلق غلام یا لونڈی دینے کا حکم جاری فرمایا۔ لیکن پھر وہ عورت جس کے خلاف یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ مر گئی۔ اس پر حضور صلعم نے حکم دیا۔ کہ ورثہ کے حق دار اُس کے بیٹے اور خاوند ہے۔ اور دیت کے ذمہ دار اُس کے دُور کے رشتہ دار +

Marfat.com

قسامت[1] کے طریق پر فیصلہ

موطا امام مالک میں ایک شخص کی زبانی مروی ہے۔ کہ اُس کی قوم کے چند اکابر نے اُس سے ذکر کیا۔ کہ ایک مہم کے سلسلہ میں پہلے عبداللہ بن سہیل اور اُس کے بعد محیصہ نام ایک شخص خیبر میں گئے۔ جب محیصہ خیبر میں وارد ہوئے۔ تو اُسے اطلاع دی گئی۔ کہ عبداللہ بن سہیل کو کسی شخص نے قتل کر دیا۔ اور اُس کی لاش کو کسی کنوئیں یا چشمے میں ڈال دیا گیا۔ پس اُس نے یہود سے کہا۔ خدا کی

---

[1] اگر کسی مقام میں کوئی مقتول پایا جائے۔ اور اس کے قاتل کا علم نہ ہو سکے تو اس مقام کے چند لوگوں کو اس کے بارے میں قسم کھلا کر اپنی برأت ظاہر کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اس طریق کار کا نام قسامت ہے۔

Marfat.com

قسم! تم لوگوں نے ہی اُسے قتل کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ نہیں! ہم نے قتل نہیں کیا۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس واپس گیا۔ اور اُن سے یہ تمام واقعہ ذکر کیا۔ اس پر وہ خود۔ اُس کا بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن جو مقتول کا بھائی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ محیصّہ نے بات شروع کرنی چاہی۔ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حویصہ کو کلام کرنے دو۔ کیونکہ وہ بڑا ہے۔ اس پر حویصہ نے اپنا مافی الضمیر عرض کیا۔ بعد ازاں محیّصہ نے تمام واقعہ گوش گذار کیا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ یہود یا تو تمہارے آدمی کا خُوں بہا ادا کریں۔ ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔

اس کے بعد حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہُود کی طرف حسب قرار داد لکھ بھیجا۔ انہوں نے جواب میں تحریر کیا۔ کہ واللہ! ہم نے عبداللہ کو قتل نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حویصہ۔ محیصہ اور عبدالرحمٰن سے استفسار کیا۔ کہ کیا تم قسم کھا کر کہہ سکتے ہو۔ کہ فی الواقعہ یہود نے عبداللہ کو قتل کیا ہے۔ آپ نے اُن سے بار بار یہ سوال کیا۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ کہ نہیں۔ کیونکہ قتل ہمارے سامنے نہیں ہُوا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہودی تمہارے لئے قسم کھائیں گے۔ انہوں نے جواب میں گذارش کی۔ کہ یا رسول اللہ! وہ تو مسلمان نہیں ہیں۔ ہم ان لوگوں کی قسم کو کس طرح قبول کریں۔ اس پہ حضور نے خون کی دیت کے طور پہ ایک سو

Marfat.com

اونٹنی مقتول کے وارثوں کو دی - ایک اور حدیث میں وارد ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اگر تم میں سے پچاس آدمی اُن کے ایک شخص کے خلاف قسم کھائیں - کہ اس آدمی نے عبداللہ کو قتل کیا ہے - تو اُسے باندھ کر تمہارے حوالے کر دیا جائے گا -

صحیح بخاری میں وارد ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم قاتل کے خلاف شہادت پیش کرنے پر آمادہ ہو - انہوں نے عرض کیا - کہ ہمارے پاس کوئی شہادت نہیں - آپ نے فرمایا - وہ حلف اٹھائیں گے - جواب دیا ہمیں یہود کی قسم کا اعتماد نہیں - اس پر حضور نے حکم دیا - کہ زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے دیت ادا کی جائے - کیونکہ حضور نے یہ امر پسند نہ فرمایا - کہ مقتول کا خون رائگاں جائے - مصنف عبدالرزاق میں وارد ہے - کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اول یہود کو قسم کھانے کے لئے کہا - تو انہوں نے قسم کھانے سے انکار کر دیا - پھر انصار کو کہا - تو انہوں نے بھی انکار کیا - اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود پر دیت ڈال دی - مصنف عبدالرزاق میں ہے - کہ اسلام میں یہ پہلا واقعہ ہے - جس میں قسامت کے ذریعے فیصلہ کیا گیا -

فائدہ :- اس سے ثابت ہوتا ہے - کہ قسامت پر قتل کی سزا وارد ہو سکتی ہے - کیونکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ کیا تم حلف اٹھاتے ہو - اور اپنے عزیز کے خون کے دعوے دار بنتے ہو ! اور کتاب مسلم کی

Marfat.com

حدیث میں ہے۔ کہ "پس اُسے باندھ کر تمہارے حوالے کر دیا جائے گا۔"

فائدہ نمبر ۲۔ مالی مقدمات کے قاعدہ کے خلاف اس میں مدعیوں کو قسم کھانے کے لئے کہا گیا ہے۔

فائدہ نمبر ۳۔ صرف حلف اٹھانے سے انکار کرنے پر معاملے کا تصفیہ نہیں کیا جاتا۔ جب تک کہ مدعا علیہم کو قسم اٹھانے کے لئے نہ کہا جائے۔

فائدہ نمبر ۴۔ ذمی لوگ جب شریعت کا کوئی حق ادا کرنے سے انکار کریں۔ تو اُن کے ساتھ جہاد واجب ہے۔

فائدہ نمبر ۵۔ جو شخص حاکم وقت سے دُور رہو۔ ضروری نہیں کہ اُسے پیش کیا جائے۔ بلکہ کافی ہے۔ کہ اُس مقام میں حکم لکھ کر بھیج دیا جائے۔

فائدہ نمبر ۶۔ قاضی کا گواہوں کے بغیر بھی حکم جاری کرنا جائز ہے۔

فائدہ نمبر ۷۔ (اہل عراق کے قول کے خلاف) غائب مدعا علیہ کے خلاف حکم صادر کیا جا سکتا ہے۔

فائدہ نمبر ۸۔ قسامت میں محض ایک شخص کی قسم کافی نہیں۔

فائدہ نمبر ۹۔ ذمیوں پر اسلامی قوانین کے ماتحت فیصلہ عائد کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں یقین واثق نہیں ہوا۔ کہ فی الواقعہ عبد اللہ کو یہود نے قتل کیا ہے۔ تو آپ نے زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے مقتول کا خون بہا دینے کی ہدایت فرمائی۔

فائدہ نمبر ۱۰: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی کو زکوٰۃ میں سے اُس کے نصاب سے زیادہ مال دیا جائے۔

حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام شافعیؒ اس بارے میں متفق الرائے ہیں کہ سب سے اوّل خون کے مدعیان کو حلف اٹھانے کا حکم دیا جائے۔ البتہ امام شافعی کے نزدیک اُس صورت میں قسم کی ضرورت نہیں جب مقتول یہ بیان کر دے کہ میرے قتل کا ذمہ دار فلاں شخص ہے۔ آپ نے مزید فرمایا۔ کہ جب مدعی اور مدعا علیہ میں باہم ایسی عداوت ہو جیسی کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان تھی۔ تو قسامت واجب ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور ابن لبابہ نے حضور نبی کریمؐ کے ارشاد کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر لوگوں کے دعوے کے مطابق عمل کیا جائے تو لوگ خواہ مخواہ ایک دوسرے پر جان اور مال کا دعوے کرنے لگ جائیں۔

باپ کی بیوی سے نکاح کرنے والے کے متعلق فیصلہ

نسائی اور مسند ابن ابی شیبہ میں براء سے مروی ہے۔ کہ میں اپنے ماموں ابو بردہ سے ملاقی ہوا۔ بحالے کہ اُس کے ہاتھ میں ایک جھنڈا تھا۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کی طرف بھیجا ہے۔ جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں اُسے قتل کر دوں۔ بعض دوسری کتابوں کے بیان کے مطابق یہ کہ اُس کا سر کاٹ لا۔ اور اُس کا مال لوٹ لے۔

ابن السکن کی کتاب الصحابہ میں مذکور ہے۔ جسے ابن ابی خیثمہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ کہ خالد بن ابی کریمہ نے معاویہ بن مخمرہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے باپ

Marfat.com

معاویہ کے دادا کو ایک ایسے شخص کی جانب بھیجا۔ جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا تھا پس انہوں نے شخص مذکور کی گردن ماری۔ اور اُس کا مال لُوٹ لیا۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے۔ کہ یہ صحیح حدیث ہے۔

ابن السکن کی کتاب اور اس کے علاوہ ابن ابی خیثمہ کی کتاب میں وارد ہے۔ کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی ماریہ کے چچا کا بیٹا ماریہ کے ساتھ متہم ہوا۔ حضور نبی کریمؐ نے حضرت علیؓ کو مامور فرمایا۔ کہ تم جاؤ۔ اور اگر شخص مذکور کو ماریہ کے پاس دیکھو۔ تو اُس کی گردن اڑا دو حضرت علیؓ اُس کی جانب آئے۔ تو دیکھا۔ کہ وہ ایک تالاب میں نہا رہا ہے۔ آپ نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے باہر نکالا۔ اور دیکھا۔ کہ وہ میش بریدہ ہے۔ پس حضرت علیؓ نے اُس سے اپنا ہاتھ روک لیا۔ اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال عرض کر دی۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے شخص مذکور کو دیکھا۔ کہ وہ ایک نخلستان میں ہے۔ وہ کھجوریں جمع کر رہا تھا۔ وہ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھا لیکن جب اُس نے حضرت علیؓ کو اپنی طرف تلوار لے کر آتے ہوئے دیکھا۔ تو وہ کانپ اٹھا۔ اور کپڑا اُس کے بدن پر سے گر گیا۔ اور حضرت علیؓ نے دیکھا۔ کہ وہ میش بریدہ ہے +

Marfat.com

دو بستیوں کے درمیان پڑے ہوئے مقتول کا فیصلہ

مسند ابی شیبہ میں ابو سعید سے روایت ہے ۔ کہ ایک مقتول کو دیکھا گیا۔ وہ دو بستیوں کے درمیان پڑا تھا ۔ حضور نبی صلعم کے حکم سے دونو بستیوں کے فاصلہ کو ناپا گیا ۔ پس جس بستی کا فاصلہ مقتول سے نزدیک تر پایا گیا ۔ اس بستی کے باشندوں کے ذمے قتل کے الزام کی مدافعت لگائی گئی ۔

مصنّف عبد الرزاق میں حضرت عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک مقتول چند گھروں کے درمیان پایا گیا ۔

آپؓ نے حکم فرمایا ۔ کہ مدعا علیہم حلف اٹھائیں ۔ اگر وہ حلف اٹھانے سے انکار کریں ۔ تو دیت کے آدھے حصّے کا بوجھ مدعا علیہم کے ذمے ہوگا ۔ اور باقی کا نصف حصّہ ساقط قرار دیا جائے گا ۔

Marfat.com

زخم کا بدلہ

مصنف عبدالرزاق میں ابن جریج کی طرف سے روایت کی گئی ہے کہ [illegible]
شخص نے کسی دوسرے کے پاؤں کو زخمی کر دیا۔ زخم کھانے والے نے [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں استغاثہ کیا کہ یا رسول اللہ! [illegible]
دلائیے۔ حضورؐ نے فرمایا: زخم کے مندمل ہو جانے تک انتظار [illegible]
نے اس بات پر اصرار کیا کہ فوراً بدلہ لیا جائے۔ آپ نے [illegible]
دلا دیا۔ کچھ روز کے بعد اس شخص کا زخم ٹھیک ہو گیا۔ لیکن بدلہ [illegible]
لنگڑا ہو گیا۔ اس نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں اس بات کا ذکر کیا تو حضور
نے فرمایا: کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ زخم اچھا ہونے تک [illegible]
[illegible]

Marfat.com

لمبے عرصے کے لئے لنگڑا ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد حضور نبی کریم صلعم نے حکم دیا کہ اب جس کسی کو کسی کے ہاتھوں زخم پہنچے۔ تو وہ فوری طور پر اس کا بدلہ نہ لے بلکہ اُس وقت تک انتظار کرے۔ کہ اُس کا زخم اچھا ہو جائے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ جو خرابی لنگڑے پن وغیرہ کی قسم سے ہو۔ اُس کا بدلہ صرف دیت ہے۔ لیکن جس شخص نے زخم کا قصاص لیا۔ اور قصاص دینے والے کو زیادہ زخم پہنچ گیا۔ تو وہ دیت کا حق دار ہے۔

عطاء بن ابی رباح کا خیال ہے۔ کہ زخم کا قصاص ہے۔ امام کے لئے یہ جائز نہیں۔ کہ اُسے مارے۔ یا اُسے قید کرے۔ اُس پر حق صرف قصاص کا ہے۔ تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں۔ اگر وہ چاہتا۔ تو زخم پہنچانے والے کو مارنے اور قید کئے جانے کا حکم دیتا۔ حضرت امام مالک کا قول ہے۔ کہ ایسے شخص سے قصاص لیا جائے۔ اور مزید کوئی سزا نہ دی جائے۔

Marfat.com

دانت توڑنے کا مقدمہ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ربیع بنت نضر کی بہن نے ایک لڑکی کو تھپڑ مارا جس سے اُس کے اگلے دانت ٹوٹ گئے۔ یہ مقدمہ حضورؐ کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضورؐ نے اس پر قصاص کا حکم دیا۔ ام ربیع نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! کیا فلاں عورت سے قصاص لیا جانے کا ہے۔ خدا کی قسم! اُس سے قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ حضور نبی صلعم نے فرمایا۔ سبحان اللہ۔ اے ام ربیع! قصاص تو خداتعالےٰ کی کتاب قرآن مجید میں وارد ہے۔ اُس نے کہا۔ واللہ! اُس سے کبھی قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ اور وہ اس پر برابر اصرار کرتی رہی۔ یہاں تک کہ دیت دینے کا فیصلہ ہوا۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے بندے بھی ہیں۔ کہ اگر

وہ کسی بات پر اللہ تعالےٰ کی قسم کھائیں۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم کو ضرور پورا کرتا ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہر دو کتب میں وارد ہے۔ کہ ایک شخص نے کسی دوسرے کا ہاتھ کاٹ کھایا۔ اُس نے جب اپنا ہاتھ اُس کے منہ سے کھینچا۔ تو شخص مذکور کے اگلے دانت گر گئے۔ لوگوں نے اِس قضیہ کو حضور صلعم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے فرمایا۔ تم میں کا ایک شخص اپنے ایک بھائی کو اونٹ کی طرح سے کاٹ کھاتا ہے۔ جاؤ اس کی کوئی دیت نہیں۔

ابو داؤد میں وارد ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحیح وسالم آنکھ کے بارے میں جو ضرب کے نتیجے میں کمزور ہو گئی۔ ایک تہائی دیت کی ادائیگی کا فیصلہ فرمایا۔ لادنہ اور مؤطا میں زید بن ثابت سے ایک سو دینار کی روایت مروی ہے۔ حضرت امام مالک نے فرمایا ہے۔ کہ اس بارے میں وقت کا مجتہد اپنے اجتہاد کے ساتھ مناسب فیصلہ کر سکتا ہے۔

Marfat.com

شادی شدہ زانی کے بارے میں فیصلہ

موطا امام مالکؒ میں وارد ہے۔ کہ بنی اسلم میں کا ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ میں زنا کا مرتکب ہو گیا ہوں مجھ پر حدِ شرعی قائم کیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے دریافت کیا کیا تو نے میرے سوائے کسی اور سے بھی یہ اقرار کیا ہے

عرض کیا۔ نہیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے اس سے کہا کہ جا اللہ تعالےٰ کے حضور توبہ کر۔ اور اس واقعہ کو پوشیدہ رکھ۔ اللہ تعالےٰ تیری پردہ پوشی فرمائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس قدر [illegible] اس شخص کے دل کو اطمینان نہ ہوا اس لئے وہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور وہی سوال بیان کیا انہوں نے بھی [illegible]

Marfat.com

دیا۔ جیسے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا۔ لیکن وہ اب بھی مطمئن نہ ہوا۔ اور سیدھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ! مجھ سے زنا کا ارتکاب ہو گیا ہے۔ حضورؐ نے اُس سے اپنا منہ پھیر لیا۔ اُس نے پھر کہا۔ اور پھر کہا۔ لیکن تینوں مرتبہ حضورؐ نے اعراض کیا۔ آخر جب اُس نے بار بار اصرار کیا۔ تو حضورؐ نے اُس کے گھر والوں سے کہلا بھیجا کہ آیا اُس شخص کو جنون کا عارضہ ہے۔ یا یہ دیوانہ ہے۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا۔ کہ نہیں اُسے اس قسم کا کوئی عارضہ نہیں۔ بلکہ وہ بالکل تندرست ہے اس پر حضورؐ نے اُس سے سوال کیا۔ کہ کیا تو شادی شدہ ہے۔ یا غیر شادی شدہ۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ شادی شدہ۔ پس حضورؐ کے حکم سے اُسے سنگ سار کر دیا گیا۔

۵ صحیح بخاری میں وارد ہے۔ کہ بنی اسلم میں کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور زنا کے جُرم کا اعتراف کیا۔ حضور نبیؐ نے اُس سے دریافت کیا۔ کیا تجھے جنون ہے؟ اُس نے عرض کیا۔ کہ نہیں فرمایا۔ کیا تو شادی شدہ ہے؟ عرض کیا۔ ہاں۔ اس پر حضورؐ کے حکم سے اُسے جنازہ گاہ میں سنگ سار کیا گیا۔ جب پتھروں کی بوچھاڑ ہوئی۔ تو وہ بے تاب ہو گیا۔ اور بھاگ نکلا۔ لیکن پکڑ لیا گیا۔ اور پھر سنگ سار کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ حضور نبی صلعم نے اُسے ذکرِ خیر کے ساتھ یاد فرمایا۔ اور اُس کی نمازِ جنازہ

Marfat.com

پڑھی۔ کتاب ابوداؤد میں ہے۔ کہ حضورؐ نے اُس کے متعلق فرمایا۔ قسم اُس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ اب ضرور وہ بہشت کی نہروں میں ہے۔ اور اُن میں غوطے مار رہا ہے۔

3۔ مُوطا میں وارد ہے۔ کہ ایک عورت حضور نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور اعتراف کیا کہ اُس نے زنا کیا ہے۔ اور وہ حاملہ ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ جا اور اُسے دودھ پلا جب دودھ پلانے کی میعاد ختم ہو گئی۔ تو پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جا اس بچے کو کسی کے سپرد کر آ۔ چنانچہ وہ اُسے کسی کے سپرد کر کے حاضر ہوئی۔ تو حضورؐ نے حکم دیا۔ کہ اسے سنگسار کیا جائے۔ پس اُس کے لئے سینے تک ایک گہرا گڑھا کھودا گیا اور پھر اُسے سنگسار کیا گیا۔ حضورؐ نے اس کے جنازہ کی دُعا پڑھی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ ایک ایسی عورت کے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں جس نے زنا کیا۔ فرمایا۔ اس نے ایسی توبہ کی ہے۔ کہ اگر وہ مدینہ کے ۷۰ آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے۔ تو اُن کی مغفرت کے لئے کافی ہو۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا تھا۔ کہ اُس نے اللہ تعالےٰ کے واسطے اپنی جان دی۔ اور نسائی میں وارد ہے۔ کہ اُس کے سنگسار کرتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ حضورؐ ایک خچر پر سوار تھے۔ اور حضورؐ نے بھی ایک کنکر سے مارا۔

Marfat.com

مؤطاکی حدیث سے ایک فقہی مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر کوئی فرد ایک مرتبہ زنا کا اقرار کرے۔ تو اس پر حد قائم کردی جاتی ہے۔ یہ بات ضروری نہیں۔ کہ وہ چار مرتبہ اقرار کرے۔ دوسرا فقہی مسئلہ یہ ہے۔ کہ جس کو سنگسار کیا جاتا ہو اُسے کوڑے نہیں لگائے جاتے۔ تیسرا فقہی مسئلہ یہ ہے کہ مجنون کے اقرار کا کوئی اثر نہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ کیا اِسے جنون ہے؟

زنا کے جُرم میں یہود پر رجم کی سزا

مؤطا میں ایک حدیث وارد ہے۔ کہ چند یہودی حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اظہار کیا۔ کہ ایک عورت اور مرد زنا کے مرتکب ہوئے ہیں۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ تورات میں اس کے متعلق کیا حُکم ہے۔ عرض کیا۔ کہ ہم زانی اور زانیہ کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں۔ اور انہیں دُرّے لگاتے ہیں۔ عبداللہ بن سلامؓ نے کہا۔ تم غلط کہہ رہے ہو۔ تورات میں سنگساری کے بارے میں آیت موجود ہے۔ چنانچہ کتاب تورات منگوائی گئی۔ یہود اس کی ورق گردانی کرنے لگے۔ اور ایک شخص نے سنگساری کی آیت کو اپنے ہاتھ سے چھپا کر اُس سے پہلی اور پچھلی آیات پڑھ دیں۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے اُس سے کہا۔ اپنا ہاتھ ہٹاؤ۔ اُس نے ہاتھ ہٹایا۔ تو رجم کی آیت نظر آگئی۔ پس حضور نبی کریمؐ کے حکم سے اُس مرد اور عورت کو سنگسار کر دیا گیا۔ حضرت

Marfat.com

عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ مرد عورت پر جھکا پڑتا تھا۔ کہ وہ پتھروں کی ضرب سے محفوظ رہے۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں یحنی علیہا کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس پر اوندھا ہوا جاتا تھا۔ کہ پتھر عورت کے اوپر پڑنے کی بجائے اس کے جسم پر پڑیں۔

معانی القرآن میں ایک قول زجاج کی جانب منسوب ہے کہ خیبر کے رہنے والے سرداران یہود میں زنا کی خرابی حد سے زیادہ تھی۔ تورات میں اس بارے میں یہ حکم وارد تھا۔ کہ شادی شدہ مرد اور عورت کو اس جرم [illegible] کرنے کی سزا دی جائے۔ جب ان کے ایک مرد اور ایک عورت [illegible] کا مرتکب ہوئے۔ تو یہود کو یہ خیال ہوا کہ نبی عربی نے شادی شدہ زانیوں کے حق میں دُرّوں کی سزا تجویز کی ہوگی۔ اور یہی منشا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کہ

یحرفون الکلم عن مواضعہ [illegible] (المائدہ [illegible])

مصنف ابو داؤد میں وارد ہے کہ یہودی اپنی قوم کے ایک مرد اور عورت کو حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں لائے جنہوں نے زنا کا ارتکاب کیا تھا [illegible] نے ان لوگوں سے کہا کہ اپنی قوم کے دو [illegible] عالم آدمیوں کو میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ [illegible] دو آدمیوں کو لے آئے آپؐ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی قسم [illegible]

[illegible]

نے جواب دیا۔ کہ تورات کے اندر اس بارے میں یہ حکم ہے۔ کہ اگر چار آدمی اس بات کی شہادت دیں۔ کہ انہوں نے سلائی اور سُرمہ دانی کی طرح عورت اور مرد کو باہم دیکھا ہے۔ تو انہیں سنگ سار کر دیا جائے۔ اس پر حضورؐ نے اُن سے فرمایا۔ کہ پھر تمہیں ان کو سنگ سار کرنے میں کیا روک ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ جب ہمارا غلبہ جاتا رہا۔ تو ہم نے اس طرح قتل کرنے کو ناپسند کیا۔ پھر حضور نبی کریمؐ نے واقعہ کے گواہ طلب کئے۔ جنہوں نے گواہی دی۔ اور حضور نبی کریمؐ نے ان دونوں کے سنگ ساری کا حکم صادر فرمایا۔

فائدہ اوّل۔ اس حدیث سے ایک فقہی مسئلہ کا استنباط ہوتا ہے۔ کہ یہودی اگر اسلام کے احکام کے مطابق فیصلہ کرانا چاہئیں تو قاضی اپنے حسب پسند یہود کے علماء کی رائے طلب کرنے کے بغیر فیصلہ کر سکتا ہے۔

فائدہ دوم۔ جس مرد کو سنگ سار کیا جائے۔ اس کے لئے گڑھا کھودنا ضروری نہیں۔ کیونکہ یہودی کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ عورت کو پتھروں سے بچانے کے لئے اُس پر جھکا پڑتا تھا۔ اگر گڑھا کھودا ہوتا۔ تو وہ جھکنے پر قادر نہ ہو سکتا۔ حضرت امام مالکؒ کا اسی پر عمل ہے۔ بعض حضرات نے کہا ہے۔ کہ امامِ وقت کو گڑھا کھودنے یا نہ کھودنے کا اختیار ہے۔

فائدہ سوم۔ جس فرد کو سنگ سار کیا جانا منظور ہو۔ اُسے دُرّے نہیں لگانے چاہئیں۔ مصنّف ابو داؤد اور کتاب الشرف میں لکھا ہے

Marfat.com

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے بارے میں کوڑوں کی سزا کا حکم صادر فرمایا جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے وطی کی۔ لیکن بیوی نے لونڈی کو اس شخص کے لئے حلال کر دیا۔ اگر حلال نہ کرتی۔ تو مرد کو سنگسار کئے جانے کا حکم ہوتا۔

کنوارے اور بیمار زانی کے متعلق حکم

موطا میں وارد ہے۔ کہ دو شخص نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم دونوں کے مابین کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ فرمائیے۔ دوسرے نے جو پہلے شخص کی نسبت دین کے معاملے میں زیادہ سمجھ رکھتا تھا۔ عرض کیا۔ کہ ہاں یا رسول اللہ ہمیں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ دیجئے اور مجھے اجازت دیجئے۔ کہ کچھ عرض خدمت کروں۔ آپ نے اجازت دی۔ اس نے بیان کیا۔ کہ میرا بیٹا اس شخص کے پاس بطور مزدور کام کرتا تھا۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا۔ لوگوں نے مجھے بتایا۔ کہ میرا بیٹا سنگساری کے لائق ہے۔ میں نے ایک سو بکریاں اور ایک لونڈی اس کے فدیہ کے طور پر دی۔ اس کے بعد میں نے اہل علم سے پوچھا۔ انہوں نے مجھے بتایا۔ کہ میرے بیٹے کی سزا تو سو درے اور ایک سال کے لئے جلا وطنی ہے۔ اور اس عورت کے لئے سنگساری کی سزا ہے۔ حضور نبی کریم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارے

Marfat.com

درمیان کتاب اللہ کے ساتھ ہی فیصلہ کروں گا۔

پس حضورؐ نے اس کی بکریاں اور لونڈی واپس کرنے کا حکم دیا۔ اور اُسے ایک سو کوڑے لگوائے۔ اور پھر ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا۔ اور ایک شخص انیس اسلمی کو حکم دیا۔ کہ وہ اُس عورت کے پاس جائے۔ اور اگر وہ زنا کا اقرار کرے۔ تو اُسے سنگ ساری کی سزا دی جائے۔ اس عورت نے اقرار کیا۔ اور وہ سنگ سار کر دی گئی۔

بعض علماء کا کہنا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا۔ کہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ ان معنوں میں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت۔ بعض کا خیال ہے۔ کہ یہ فیصلہ قرآن کریم کے منشاء سے استنباط کے ماتحت ہے۔ یعنی سورۂ نور کی اس آیت سے۔ کہ عورت سے اس طرح عذاب ٹل سکتا ہے۔ اور یہ وہ عورت ہے۔ جس پر اس کا خاوند زنا کا الزام عائد کرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فعل سے یہ بھی ظاہر فرما دیا۔ کہ سنگ سار کرنے کی سزا ایسے زانی کے لئے ہے۔ جو شادی شدہ ہو

اس حدیث میں ایک فقہی نکتہ تو صلح حرام کے فسخ کرنے کے بارے میں ہے اور دوسرا حد قائم کرنے کے لئے وکیل بنانے کے متعلق۔ اگرچہ حضرت امام ابوحنیفہؒ حدود جاری کرنے کے معاملہ میں وکالت کو جائز خیال نہیں فرماتے۔ خاص کر

Marfat.com

گواہ قائم کرنے کے لئے۔ تیسرا مسئلہ زانی کا صرف ایک مرتبہ اقرار کر لینے کے متعلق ہے۔ چوتھی بات یہ ثابت ہوتی ہے۔ کہ جس فرد پر رجم واجب ہو۔ اُسے دُرّوں کی سزا نہیں دی جاتی۔ پانچویں یہ کہ اس بارے میں کسی واقف کار سے سوال کیا جائے۔ اور اس کے بعد اُس سے زیادہ واقف کار سے۔ چھٹی بات یہ کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی عورت پر زنا کا الزام لگائے۔ تو حاکم کسی شخص کو اُس عورت کی طرف بھیجے کہ اس واقعہ کے متعلق دریافت کرے۔ پس اگر وہ اقرار کرلے۔ تو اُس پر حد لگائی جائے۔ اور الزام لگانے والے کو بری قرار دیا جائے لیکن اگر وہ عورت انکار کرے۔ تو تہمت لگانے والے پر حد قائم کی جائے۔ ساتویں بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ احکام میں خبر واحد کو جائز تسلیم کیا گیا ہے۔ آٹھویں یہ کہ جس کسی کے خلاف الزام لگایا جائے۔ اُسے عذر پیش [illegible] ہے۔ نویں بات یہ کہ غیر بیاہے زانی کی سزا جلاوطنی ہے۔ اور دسویں یہ کہ عورتوں اور غلاموں کے لئے جلاوطنی کی سزا نہیں۔ کیونکہ عورتیں عزت و ناموس اور غلام مال کا حکم رکھتے ہیں۔

بخاری کا خیال ہے۔ کہ جلاوطنی سے مراد شہر بدر کر دینا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس باب کا عنوان یوں قائم کیا ہے۔

"غیر بیاہے مرد و عورت کو کوڑے لگائے جائیں اور انہیں شہر بدر کیا جائے"

Marfat.com

مؤطا امام مالک میں زید بن اسلم سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے نبی کریمؐ کے حضور زنا کا اقرار کیا۔ حضورؐ نے ایک کوڑا منگوانے کا حکم دیا۔ ایک ٹوٹا سا کوڑا منگایا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اس سے اچھا کوڑا لاؤ۔ اس پر ایک نیا کوڑا لایا گیا۔ حضور نے فرمایا۔ اس سے ذرا کمزور کوڑا لاؤ۔ اس پر ایک ایسا کوڑا لایا گیا۔ جو سواری میں استعمال کیا جا چکا تھا۔ اور نرم ہو چکا تھا۔ پس حضورؐ کے حکم سے اُس کے ساتھ حد لگائی گئی۔ پھر حضور نے فرمایا۔ اے لوگو۔ اب تمہارے لئے وقت آگیا ہے۔ کہ تم اللہ تعالےٰ کی حُدود سے رُک جاؤ۔ اور جو شخص کسی ناپاک فعل کا مرتکب ہو جائے۔ تو اُسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی پردہ پوشی کے ساتھ پردہ رکھے۔ کیونکہ جو شخص بھی اپنا چہرہ ہم پر ظاہر کرے گا۔ ہم اس پر خدا کی کتاب کا حکم قائم کر دیں گے۔

ابو عُبَید کی کتاب میں وارد ہے۔ کہ سعد بن عبادہ حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کو لائے۔ جو اپاہج اور بیمار تھا۔ وہ اپنے قبیلہ کی ایک لونڈی کے ساتھ پایا گیا۔ حضور نبی صلعم نے فرمایا۔ اس کے لئے ایک ایسی شاخ لو۔ جس میں ایک سو ٹہنیاں ہوں۔ پھر اِسے اُس کے ساتھ ایک مرتبہ مارو۔ ابن قتیبہ کی شرح میں ہے۔ کہ اسے کوڑے لگاؤ۔ لوگوں نے عرض کیا۔ ہمیں احتمال ہے کہ وہ مر جائے گا۔ حضور نے حکم دیا کہ اسے ایک شمکال کے ساتھ مارو۔ اور شمکال کھجور کے خوشہ کو کہتے ہیں جس کا نام اہل مدینہ کی اصطلاح میں عذق ہے +

Marfat.com

تہمت شراب اور لواطت کے متعلق احکام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ جب میری برأت کی آیات نازل ہوئیں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور جو حکم اللہ تعالٰی نے نازل فرمایا تھا۔ اُس کا اعلان کیا۔ اس کے بعد منبر سے نیچے اتر کر دو مردوں اور ایک عورت کے متعلق تہمت لگانے کے جرم میں حد جاری کرنے کا حکم دیا۔

صحیح بخاری میں عروہ سے روایت ہے کہ تہمت لگانے والوں میں حسان بن ثابت مسطح اور حمنہ بنت جحش کے نام [illegible] متعلق تھے سوائے اس کے اور کوئی علم نہیں [illegible] ایک جماعت تھی اور اُن میں سے اللہ تعالٰی نے قول کے مطابق جس [illegible]

لیا تھا۔ وہ عبداللہ ابن ابی اسلول منافق تھا۔

لواطت کی سزا

حضور نبی صلعم سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضور نے لواطت کے جرم میں کسی کو سنگسار کیا ہو۔ اور نہ اس بارے میں آپ کا کوئی حکم مروی ہے۔ البتہ اتنا ثابت ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ فاعل اور مفعول ہر دو کو قتل کر دو۔ اس امر کو ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں آتا ہے۔ کہ غیر شادی شدہ ہوں یا شادی شدہ ہوں اسی کے مطابق حضرت ابو بکرؓ نے اپنے عہد میں فیصلہ کیا۔ اور اسی کے مطابق صحابہ کے مشورہ کے بعد حضرت خالدؓ کی طرف بھی تحریر کیا گیا۔ حضرت علیؓ اس بارے میں سب سے زیادہ شدید تھے۔ حضرت ابو بکرؓ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے ایسا فعل کرنے والوں کو زندہ آگ میں جلا دینے کی سزا دی۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ ایسے لوگوں کو سنگسار کیا گیا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے یہ بھی کہا۔ کہ اگر غیر شادی شدہ ہو۔ تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔ اور ابن قصار کے بیان کے مطابق اس بات پر صحابہ کا اجماع ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ ہر دو کو کسی اونچی جگہ سے نیچے گرا دیا جائے۔ اور حضرت علیؓ نے ان دونوں پر دیوار گرائی۔

۞ ۞ ۞ ۞

Marfat.com

مرتد و زندیق کی سزا

متداول کتب میں کہیں یہ وارد نہیں۔ کہ حضور نبی کریم ص نے کسی مرتد کو سزائے قتل دی ہو۔ یا بدمذہب کو۔ البتہ آپ سے اس قدر ثابت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ قتل کر ڈالو ایسے شخص کو جو اپنا دین بدل ڈالے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ام قرفہ نامی ایک ایسی عورت کو قتل کیا تھا۔ جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئی تھی۔

شراب نوشی

صحیح بخاری میں عقبی بن الحارث سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ ایک شخص مسمی نعمان کو حضرت نبی کریمؐ کی خدمت میں لایا گیا۔ اس حالت میں کہ وہ مست تھا آپ کو ناگوار خاطر ہوا۔ اور حاضرین کو حکم دیا۔ کہ اسے سزا دیں۔ پس لوگوں نے اسے چھڑی اور جوتوں سے مارا۔ میں نے خود اس کو پٹتے دیکھا۔ حضرت انس بن مالک کا بیان ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے شراب پینے کی سزا میں موٹی اور جوتوں سے پٹوایا۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے چالیس کوڑے لگوائے۔ سائب بن یزید کا بیان ہے۔ کہ ہم لوگ شراب نوش کو حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں ان کے زمانہ ہائے خلافت میں لے جاتے۔ اور اپنے ہاتھوں۔ جوتوں اور چادروں سے مارتے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے آخری ایام میں آپ نے چالیس کوڑوں کی سزا دی۔ اس کے بعد بادہ سرکشی اور فسق کرنے پر اسی کوڑوں کی سزا بھی دی گئی۔ اور حضرت عثمانؓ

Marfat.com

عثمان
دوم

کی ایک حدیث میں کسی دوسری جگہ وارد ہوا ہے۔ کہ جب اُن کی خدمت میں ولید بن عقبہ کے خلاف حمران اور ایک دوسرے شخص نے گواہی دی۔ اس طور پر کہ حمران نے تو بیان کیا۔ کہ اُس نے شراب پی تھی۔ اور دوسرے شخص نے کہا۔ کہ میں نے اُسے شراب کی قے کرتے دیکھا۔ اور حضرت عثمان رضؓ نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ وہ شراب کی قے نہیں کر سکتا جب تک کہ اُس نے شراب پی نہ ہو۔ پس آپ نے حکم دیا۔ کہ اے علیؓ! اٹھو۔ اور اس کو دُرّے لگاؤ حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ سے فرمایا۔ کہ تم اٹھو اور اسے دُرّے لگاؤ۔ حضرت حسنؓ نے کہا۔ "اس کے دُکھ کا کام اُسی شخص کے سپرد کرو۔ جس کے سپرد اُس کی راحت کا کام رہا ہے" گویا حضرت حسنؓ نے حضرت علیؓ سے خفگی کی۔ پھر حضرت علیؓ نے عبداللہ بن جعفر سے کہا۔ اے عبداللہ اٹھو! اور اسے کوڑے لگاؤ۔ پس عبداللہ نے دُرّے لگانے شروع کئے۔ حضرت علیؓ گنتی کرتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ چالیس تک گنے اور پھر کہا۔ کہ بس کرو۔ حضور نبی کریمؐ نے چالیس کوڑوں کی سزا دی ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے بھی۔ حضرت عمرؓ نے اسّی۔ اور یہ سب سنّت ہیں۔ اور مجھے یہی زیادہ پسند ہے۔ حضرت امام شافعیؒ نے چالیس کو اختیار فرمایا ہے۔ مصنّف عبدالرزاق میں ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے اسّی کوڑے لگوائے ہیں۔

Marfat.com

عادی چور کی سزا

موطا امام مالک میں وارد ہے کہ رسول اللہ نے ایک ایسے شخص کے ہاتھ کاٹنے کی سزا دی جس نے ایک ڈھال کی چوری کی تھی اور اس کی قیمت تین درہم تھی۔ حضرت امام مالکؒ کا بیان ہے کہ صفوان بن امیہ سے کہا گیا کہ وہ ہلاک ہو گیا جس نے ہجرت نہ کی۔ پس صفوان بن امیہ مدینہ منورہ میں وارد ہوئے۔ انہوں نے چادر رکھوا اپنے سرہانے رکھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ اور اس نے اُن کی چادر اٹھا لی۔ صفوان نے چور کو پکڑ لیا۔ اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ حضور نے حکم دیا۔ کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔ صفوان نے کہا۔ یارسول اللہ میں نے یہ چادر اسے بخش دی۔ حضور نے فرمایا پھر تم نے اسے میرے پاس لانے سے پہلے ہی ایسا کیوں نہ کیا۔

Marfat.com

نسائی میں وارد ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریمؐ نے ایک چور کا ہاتھ کٹوا کر اُسے گلے میں لٹکوا دیا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں وارد ہے۔ کہ ایک مرتبہ قریش کو ایک مخزومیہ عورت کے معاملہ نے سخت پریشان کیا۔ اُس نے چوری کی تھی۔ اور لوگ کہتے تھے۔ کہ کون ایسا شخص ہو۔ جو حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں اِس کے معاملے کے بارے میں گفتگو کرے۔ انہوں نے یہ بھی خیال کیا۔ کہ اسامہ بن زید کے سوائے جو رسول اللہؐ کو بہت محبوب ہے۔ دوسرا کون اس بات کی جرأت کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسامہ بن زید حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس عورت کے معاملہ کے بارے میں عرض کیا۔ حضورؐ نے اُن کی عرض داشت سن کر فرمایا۔ اے اسامہؓ! کیا تو اللہ تعالیٰ کی حدُود کے بارے میں سفارش کرتا ہے۔ اس پر حضرت اسامہؓ نے فوراً عرض خدمت کیا۔ کہ یا رسول اللہ! مجھے معاف فرمائیے۔ مجھ سے خطا ہوئی۔ اس کے بعد پچھلے پہر حضور نبی کریمؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا۔ لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ کہ جب اُن میں کا کوئی بڑا آدمی چوری کرتا۔ تو اُس سے درگذر کرتے۔ اور جب کوئی کمزور آدمی ایسے فعل کا مرتکب ہوتا۔ تو اُسے سزا دیتے۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر فاطمہ بنت محمدؐ پر بھی یہ جرُم وارد ہوتا۔ تو وہ بھی لائق تعزیر ہوتیں۔ پس آپ کے حکُم سے اُس مخزومیہ

Marfat.com

عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔ صحیح مُسلم کی ایک اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ حضرت ام سلمہؓ نے بھی اس بارہ میں حضور نبی کریمؐ سے گفتگو کی۔ تو حضورؐ نے جواب فرمایا۔ کہ اگر فاطمہ بھی ہوتی۔ تو اُسے بھی سزا دی جاتی۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ اس مخزومیہ عورت کا دستور تھا۔ کہ زیور اور دوسری برتنے کی چیزیں مانگ لاتی۔ اور پھر واپس کرنے سے انکار کر دیتی۔ پس حضور نبی صلعم نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔

مصنف عبدالرزاق میں وارد ہے۔ کہ نبیؐ کے حضور ایک غلام کو لایا گیا جس نے چوری کی تھی چار مرتبہ متواتر آپ نے اُسے رہا کر دیا۔ پھر جب پانچویں مرتبہ لایا گیا۔ تو آپ نے اُس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا جب چھٹی مرتبہ لایا گیا۔ تو آپ نے اُس کا پاؤں کاٹ دینے کی سزا دی۔ ساتویں مرتبہ اُس نے پھر چوری کی۔ تو آپ نے اس کا دوسرا ہاتھ قطع کر دینے کی حکم دیا۔ اور پھر جب آٹھویں مرتبہ لایا گیا۔ تو اُس کا دوسرا پاؤں بھی کاٹ ڈالا گیا۔

ایک عادی چور کو قتل کی سزا

واضح میں وارد ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا تو حضورؐ نے حکم دیا۔ کہ اسے قتل کر دو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اس نے چوری کی ہے۔ فرمایا۔ کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو۔ دوسری مرتبہ اُس نے پھر چوری کی۔ اور حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضورؐ نے حکم دیا۔

کہ اسے قتل کر دو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اس نے تو چوری کی ہے۔ فرمایا۔ کہ اس کا پاؤں کاٹ ڈالو۔ یہاں تک کہ متواتر چوری کرتا اور اس کی سزا پاتا۔ بالآخر اس کے دونو ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹ گئے۔ اور پھر حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں اس نے پھر منہ کے ساتھ چوری کی۔ تو آپ کے حکم سے وہ قتل کر دیا گیا۔

اکثر علماء کا خیال ہے۔ کہ یہ حکم اُس اکیلے شخص کے ساتھ خاص تھا۔ مگر ابومصعب کا خیال ہے۔ کہ اگر اس نے پانچویں چوری کی ہو۔ تو اُسے قتل کر دیا جائے۔ اور ابوداؤد میں وارد ہے۔ کہ پانچویں مرتبہ چوری کرنے پر حضور نبی کریمؐ نے اُسے قتل کر دینے کا حکم دیا۔ اور اُسے ایک کنوئیں میں ڈلوا دیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔ ہم نے اُس پر پتھر مارے۔ اصیلی نے اپنے بغداد کے شیوخ سے جو روایت کی ہے۔ اور جسے میں نے خود دیکھا ہے۔ اُس میں درج ہے۔ کہ ایک شخص کی عادت تھی۔ کہ وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو چرا کر لے جاتا تھا۔ اُس کو نبی کریمؐ کے حضور لایا گیا۔ تو حضور نے اس کا ہاتھ قطع کر دینے کا حکم دیا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ نبی صلعم کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا۔ جس نے کھانے کی چوری کی تھی۔ تو حضور نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔ سفیان کا بیان ہے۔ کہ جو چیز اسی دن بگڑ جانے والی ہو۔ یعنی ثرید اور گوشت۔ تو اس قسم کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں۔ بلکہ اور سزا دینی چاہیئے۔

Marfat.com

ایک یہودیہ کو سزائے قتل

ایک معتبر حدیث میں ہے۔ ایک یہودیہ زینب بنت الحارث نے ایک بکری کا گوشت پکا کر اس میں زہر ملا کر حضور کی خدمت میں رکھ دیا۔ حضور نے کھانے کے لئے لقمہ اٹھایا۔ اور اُسے چبایا۔ مگر وہ حلق سے نیچے نہ اترا۔ آپ کے ساتھ ایک اور شخص بشر بن براء بھی کھانے میں شریک تھے۔ انہوں نے بھی ایک لقمہ لیا تھا۔ لیکن انہوں نے نگل لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لقمہ اپنے دہن مبارک سے نکال دیا۔ اور فرمایا۔ یہ ہڈی مجھے بتاتی ہے کہ اس میں زہر ہے۔ پس آپ نے اُس یہودیہ کو بلوایا۔ تو اُس نے اعتراف کیا کہ ہاں اس میں زہر ہے۔ جب اُس سے پوچھا گیا کہ اُس نے یہ حرکت کیوں کی۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ خیال کیا کہ اگر یہ نبی ہیں۔ تو انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا

Marfat.com

اور اگر یہ کوئی دنیاوی بادشاہ ہیں۔ تو ہم اُن کے قبضے سے چھوٹ جائیں گے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درگذر فرمایا۔ لیکن بشر بن براء نے اس زہر کے اثر سے وفات پائی۔

صحیح بخاری۔ مسلم۔ اسمٰعیل قاضی اور ابن ہشام چاروں کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے معاف فرمادیا۔ ابو داؤد اور کتاب اشرف المصطفےٰ کے مؤلفین نے ذکر کیا ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے اُس عورت کو مسلمانوں کے خون کے جُرم میں جو اس کے زہر کے اثر سے مر گئے تھے۔ قتل کرا دیا تھا۔ کتاب اشرف کی ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ آپ نے اُسے سُولی دئے جانے کا حکم دیا +

Marfat.com

جادوگر کی سزا

مصنف عبدالرزاق میں وارد ہے۔ کہ حضورؐ کی خدمت میں ایک جادوگر
کو پیش کیا گیا حضورؐ نے اُسے قید میں رکھنے کا حکم دیا۔ اور ہدایت فرمائی۔ کہ اگر
اس کے حریف پر جادو کا اثر ہو گیا۔ تو اُسے قتل کر دیا جائے۔ حضورؐ سے یہ بھی
مروی ہے۔ کہ حضورؐ نے ایک جادوگر کو تلوار کے ساتھ اڑا دینے کی سزا
دی۔ اس واقعہ کو ابن سلام نے بھی اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ حضرت عائشہؓ کے
متعلق مذکور ہے۔ کہ آپ نے ایک لونڈی کو جس نے ان پر جادو کیا تھا۔ قتل کرا
دیا۔ اگرچہ یہ ثابت نہیں۔ البتہ اتنا ضرور ثابت ہے۔ کہ آپ نے اسے فروخت
کر دیا۔ اور ایسا ہی حضرت حفصہؓ کے متعلق مذکور ہے۔ اور اسمٰعیل قاضی کی
کتاب احکام القرآن میں حضرت حفصہؓ کے متعلق ایسا ہی ذکر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

حضرت عثمانؓ نے اس واقعہ کے بارے میں اُن پر اعتراض کیا تھا۔ کہ انہوں نے حاکم وقت کی اجازت کے بغیر ایسا کیوں کیا۔ ابن منذر کا بیان ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ نے اُس لونڈی کو فروخت کر دیا تھا۔ ابن منذر نے حضور نبی کریمؐ کی اس حدیث کا ذکر بھی کیا ہے۔ کہ جادوگر کی سزا ضرب شمشیر ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ اس حدیث کی اسناد میں شک وارد ہے۔ یہ اس لئے۔ کہ وہ اسمٰعیل بن مسلم کی روایت ہے۔ اور وہ ضعیف الروایۃ ہے۔

کتاب نسائی اور کتاب ابو داؤد میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ ایک نابینا شخص نے سُنا۔ کہ اس کی لونڈی حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں دشنام کہتی ہے۔ اس لئے اُس نے غصہ میں اُسے قتل کر دیا۔ نبی کریم ص نے اُس کا خون رائگاں قرار دیا۔

اس حدیث میں یہ فقہی مسئلہ نکلتا ہے۔ کہ جو شخص حضور نبی کریمؐ کی شان میں دشنام کہے۔ اُسے قتل کر دیا جائے۔ بخلاف مُرتد۔ اور اشراف میں ابن منذر کی زبانی بیان ہے۔ کہ عام علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے۔ اور وہ جو امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ سے مروی ہے۔ کہ اہل ذمہ میں سے جو شخص آنحضرتؐ کی شان میں دشنام کہے۔ اُسے قتل نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ جس مشرکانہ مذہب پر قائم ہے۔ وہ اُس سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ لیکن اس کے خلاف دلیل یہ ہے، کہ حضور نبی کریمؐ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا۔ کعب بن اشرف کا ذمہ کون

Marfat.com

اٹھاتا ہے۔ کیونکہ اُس نے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسُولؐ کو دُکھ دیا ہے۔ پس حضور نبی کریمؐ کی اجازت کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت نے اُسے قتل کر ڈالا دفنس نے اپنی کتاب میں اور صاحب اشرف نے اپنی کتاب میں اس پر اتنا اضافہ کیا ہے۔ کہ پھر وہ لوگ اُس کا سر تھیلے میں ڈال کر نبی کریمؐ کے حضور میں لائے۔

یہاں حضرت ابوبکرؓ کا ایک قول بھی ذکر کے لائق ہے۔ ایک شخص نے حضرت ابوبکرؓ کو گالی دی۔ اس پر ابی برزہ نے اس شخص کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے اُس سے فرمایا۔ کہ رسول اللہؐ کے بعد یہ حق اور کسی کو نہیں پہنچتا۔ کہ اُس کے حق میں دشنام دہی کرنے والے کو موجب قتل قرار دیا جائے۔ یہ بات اس امر کی کھلی دلیل ہے۔ کہ جو شخص حضور نبی کریمؐ کی شان میں دشنام دہی کرے۔ اُسے قتل کر دیا جائے۔ اور اسی طرح ایسا شخص بھی جو کسی اور طرح آپ کو ایذا دے۔ آپ پر عیب لگائے۔ یا آپ کی شان میں کوئی نامناسب بات کہے۔ اس بات کو عیلی نے اپنے مستخرج میں ابن قاسم کے حوالے سے درج کیا ہے۔ اور ابن وہب نے مالک کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ جو کوئی حضور نبیؐ کی توہین یا تحقیر کی غرض سے یہ کہے۔ کہ آپ غیر طاہر تھے تو وہ اس لائق ہے۔ کہ اُسے قتل کر دیا جائے۔ عیلی نے مستخرجہ میں ابن قاسم کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ کہ جو شخص حضور نبی کریمؐ کی شان میں دشنام طرازی

Marfat.com

اُسے توبہ کرنے کے لئے کہا جائے۔ اگر وہ انکار کرے۔ تو اُس کی سزا قتل ہے جس طرح مُرتد کی سزا ہے۔ اسے مقتول کے ورثہ کو بحق مسلمین ضبط کر لیا جائے۔ خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ۔ اور واضحہ میں مالک اور ابن قاسم وغیرہم کا قول درج ہے۔ اور اُن کے علاوہ دوسری بعض کتابوں میں بھی ہے۔ کہ ایسے شخص کو توبہ کے بغیر قتل کر دیا جائے۔ اس کو ابن الحکیم نے بھی مالک کے حوالہ سے بیان کیا ہے +

Marfat.com

مقدّماتِ جہاد

Marfat.com

جاسوس کے بارے میں حکم

قیدیوں کے بارے میں حکم

بنی قریظہ اور بنی نضیر کے بارے میں فیصلہ

فتح مکہ کے موقعہ پر اعلان امن

نمازوں کو قصر کرنے کا حکم

سرداران یہود کا انجام

جنگ احزاب و بنی غطفان

کفار کے ساتھ صلح کا مسئلہ

مال غنیمت کی تقسیم

مسلمانوں کے اموال کے متعلق حکم

قاصد کو قتل نہ کئے جانے کا قاعدہ

امان دینے کے متعلق احکام

جزیہ کے احکام

Marfat.com

ابن نحاس کی کتاب معانی القرآن - اسماعیل قاضی کی کتاب احکام القرآن اور سیرۃ ابن ہشام میں مروی ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے ایک مہم پہ عبداللہ بن جحش اسدی کو مامور کیا - اور اُس کے ساتھ مہاجرین کی ایک جماعت کو جانے کا حکم دیا - انصار اُن میں کوئی نہ تھا - احکام میں لکھا ہے۔ کہ یہ ماہ رجب کی آخری تاریخ کا واقعہ ہے۔ بعض ارباب سِیر نے کہا ہے۔ کہ ماہ رجب کی کوئی آخری تاریخ تھی - احکام میں یہ بھی درج ہے۔ کہ یہ جمادی الآخری کا واقعہ ہے - کیونکہ ذکر کیا گیا ہے۔ کہ ابن حضرمی کو جمادی الآخر کے آخری دن اور رجب کے پہلے دن قتل کیا گیا - بہر حال جب حضورؐ نے عبداللہ بن جحش کو اس مہم کے لئے مامور کیا - تو اُن کے سپرد ایک تحریر کی - اور ہدایت کی - کہ اس کو نہ پڑھنا - تاوقتیکہ تم فلاں مقام پہ نہ پہنچ جاؤ - اور نیز یہ کہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اس تحریر کی تعمیل پہ مجبور نہ کرو لہٰذا جب وہ دو یوم چل چکے تو اُس تحریر

کو کھول کر پڑھا۔ اُس میں لکھا تھا۔ کہ جب تم میری اس تحریر کو دیکھو۔ تو چلتے رہو۔ یہاں تک کہ نخلہ کے مقام پر مابین مکہ و طائف پونہچ جاؤ۔ وہاں پونہچ کر قریش کا انتظار کرو۔ اور ہمارے لئے اُن کی مختلف خبریں معلوم کرو۔ جب عبداللہ نے اس تحریر کو پڑھا۔ تو اُس کے منہ سے انا للہ و انا الیہ راجعون نکلا اور اُس نے کہا میں سر آنکھوں کے ساتھ اس حکم کی تعمیل کروں گا۔ پھر اپنے ہمراہیوں سے کہا۔ کہ جو شخص میرے ہمراہ چلنے پر آمادہ ہے۔ وہ چلے۔ اور جو شخص واپس ہونا چاہے۔ وہ واپس ہو جائے۔ کیونکہ حضور نبیؐ نے مجھے اس بات سے منع فرمایا ہے۔ کہ میں اس بارے میں اپنے کسی ساتھی کو مجبور کروں۔

اسمٰعیل قاضی اور نحاس نے کہا ہے۔ کہ عبداللہ کے اس کہنے پر اُن میں سے دو آدمی واپس چلے گئے۔ اور سیرۃ ابن ہشام میں درج ہے۔ کہ ان میں سے کوئی آدمی واپس نہیں ہوا۔ لیکن جب وہ مقام بحران پر پونہچے۔ جو فرع کے اُوپر کی طرف ہے۔ تو اُن میں سے سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ گم ہو گیا۔ جس پر وہ دونوں باری باری سوار آتے چلے آرہے تھے۔ پس وہ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ اور عبداللہ بن جحش اپنے دوسرے ہمراہیوں کے ساتھ آگے نکل گئے۔ یہاں تک کہ نخلہ میں جا اُترے۔ جہاں رسول اللہؐ نے اُن کو اقامت کرنے کا حکم دیا تھا۔ اتنے میں قریش کا قافلہ وہاں سے گذرا جو قریش کا مال تجارت مثل کشمش۔ چمڑہ وغیرہ لے جا رہا تھا۔ اُس قافلے میں

Marfat.com

عمر بن الحضرمی - عبداللہ بن عباد اور مالک بن عباد بھی تھے - اُن میں سے آخر الذکر شخص صدف کا بھائی ہے - عبداللہ بن جحش نے اس قافلے کے بارے میں اپنے ہمراہیوں سے مشورہ کیا - انہوں نے کہا - کہ اگر ہم آج کی رات ان لوگوں کو چھوڑ دیں گے - تو وہ ضرور حرم کے علاقہ میں داخل ہو جائیں گے - اور اس طرح ہم سے بچ جائیں گے - لیکن اگر ہم ان کو قتل کریں گے - تو ماہ حرام میں قتل کریں گے - پس ان لوگوں کو اس بارے میں تردد پیدا ہوا - لیکن بعد میں انہوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا - کہ اہل قافلہ میں سے جس کسی پر قابو پائیں - اُسے قتل کر دیں - اور اس کا مال چھین لیں - چنانچہ اس پر واقد بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن الحضرمی پر تیر پھینکا - اور اُسے مار ڈالا - اور عثمان ابن عبداللہ اور حکیم بن کیسانی کو قید کر لیا - لیکن نوفل بن عبداللہ ان لوگوں کے ہاتھوں سے نکل بھاگا - اور وہ اُس پر قابو نہ پا سکے - پھر عبداللہ بن جحش اور ان کے ہمراہی قافلہ کا مال اور دونوں قیدیوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے - جب مدینہ پہنچے - اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے - تو حضورؐ نے اُن سے فرمایا - کہ میں نے تم لوگوں کو ماہ حرام میں جنگ کرنے کی اجازت نہ دی تھی - پھر قافلے کے مال اور دونوں قیدیوں کو قبول کرنے سے یکسر انکار فرمایا - اس پر ان لوگوں کے ہوش اڑ گئے - اور انہوں نے خیال کیا - کہ ہم برباد ہو گئے - دوسرے مسلمان بھی ان لوگوں سے سخت برہم ہو گئے - اور قریش نے کہا - محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان

کے اصحاب نے شہر الحرام کی بے حرمتی کی۔ اس میں خون بہایا۔ مال لوٹا اور لوگوں کو قید کر لیا۔ مسلمانوں میں سے جو شخص یہود کی تردید کرنا چاہتا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ انہوں نے یہ قتل شعبان میں کیا ہے۔ اور یہود نے ازرہ تغافل کہا کہ قتل کیا عمر بن الحضرمی کو واقد نے پس جنگ دیرپا ہو گئی۔ اور حضرمی سے کہ جنگ سر پر آ گئی۔ اور واقد سے کہ جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے یہ بدفال ان لوگوں پر ہی ڈال دی۔

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "اے پیغمبرؐ! تم سے اشہر الحرام میں لڑائی کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ تو ان کو سمجھا دو۔ کہ ان مہینوں میں جنگ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی راہ سے روکنا۔ اللہ تعالےٰ کو نہ ماننا۔ خانہ کعبہ میں نہ جانے دینا اور اس کے اہل کو اس میں سے نکال دینا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بُرا ہے" (سورہ بقر)

یعنی اگرچہ ابن الحضرمی کا قتل بُرا ہے۔ لیکن فتنہ اس سے بھی بُرا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کفر ہے۔ اور بُت پرستی کرنا ان سب سے بُرا ہے پس مسلمان جس ہراس میں تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اُسے رفع کر دیا۔ پس حضور رسول اللہؐ نے قافلہ کے مال اور دونوں قیدیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ قریش نے آپ کی طرف عثمان بن عبداللہ اور حکیم بن کیسانی کے لئے فدیہ کا پیغام ارسال کیا۔ تو حضورؐ نے جواب دیا۔ کہ ہم ان کے بدلے میں اُس وقت

Marfat.com

تک فدیہ نہ قبول کریں گے جب تک ہمارے دونوں آدمی سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان واپس نہ آجائیں۔ کیونکہ ہمیں ان کے متعلق تم سے خطرہ ہے۔ پس اگر تم نے ہمارے اُن آدمیوں کو قتل کر دیا۔ تو ہم تمہارے ان دونوں آدمیوں کو قتل کر دیں گے۔ لیکن اس اثناء میں سعد اور عتبہ واپس آ گئے تو آپ نے ان ہر دو کو فدیہ کی ادائیگی کے بعد رہا کر دیا۔ لیکن بعد میں حکم بن کیسان نے اسلام قبول کر لیا۔ اور ایک مخلص مسلمان بن گیا۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں رہ گیا اور بئر معونہ کے واقعہ میں اُسے شہادت نصیب ہوئی۔ اور عثمان مکہ چلا گیا۔ اور وہیں بحالت کفر مر گیا۔

[illegible] کی کتاب ہدایہ میں درج ہے۔ کہ یہ پہلی جنگ تھی۔ جو مسلمانوں اور کفار کے مابین واقعہ ہوئی۔ اور یہ پہلی غنیمت تھی۔ جو مسلمانوں کے ہاتھ آئی اور وہ پہلا مقتول تھا۔ جو کفار کی طرف سے قتل ہوا۔ نیز [illegible] کی کتاب [illegible] میں درج ہے۔ کہ یہ پہلا مقتول ہے۔ جو مشرکوں میں سے قتل کیا گیا۔ [illegible] بھی ذکر کیا ہے۔ کہ ابن وہب نے روایت کی ہے۔ کہ نبی نے مال غنیمت واپس دے دیا۔ اور مقتول کی دیت ادا کر دی۔ اور یہ واقعہ ہجرت سے چودہ ماہ بعد ہوا۔ اور اسمٰعیل قاضی نے کہا ہے۔ کہ نبی نے عبداللہ بن جحش کو سر بمہر تحریر دینے اور دو دن تک نہ پڑھنے کی ہدایت دینے میں یہ فقہی مسئلہ ہے کہ ایسی وصیت پر جو سر بمہر ہو شہادت جائز ہے۔ اور یہ امام مالک اور

Marfat.com

اور بعض دیگر اسلاف کا قول ہے۔ اور امام حسن بصریؒ سے روایت ہے۔
کہ وصیّت کی سر بہ مہر تحریر پر شہادت جائز نہیں۔ اس لئے۔ کہ شاید اس
میں کسی کی حق تلفی ہو +

Marfat.com

جاسوس کے بارے میں حکم

صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں روایت ہے کہ مشرکوں میں کا
ایک جاسوس حضور نبی کریمؐ کی طرف آیا۔ اس وقت حضور ایک منزل میں فروکش
تھے۔ ابھی حضورؐ خبردار ہونے نہ پانے تھے کہ وہ چپکے سے کھسک گیا۔ حضورؐ
نے فرمایا۔ اس شخص کو جانے نہ دو۔ پس لوگ اس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ ایاس
کہتے ہیں کہ میرے والد نے گھوڑا بڑھا کر اُسے جا لیا۔ اور اس کی اونٹنی کی مہار
پکڑ لی اور اسے قتل کر دیا۔ حضور نبی کریمؐ نے مقتول کا سامان لیا اور مال غنیمت
انہیں عطا کر دیا۔

ایک صحابی سے جاسوسی کے فعل کا وقوع

عبداللہ بن ابی رافع کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ

Marfat.com

حضور رسول ؐ نے ان کو اور زبیر اور مقداد کو ایک مرتبہ ایک مہم پر نامزد کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ کوچ کرتے جاؤ۔ یہاں تک کہ روضہ خاخ کے مقام تک پہنچ جاؤ۔ وہاں ایک عورت ہوگی۔ جو ہودے میں بیٹھی ہوگی۔ اُس کے پاس ایک خط ہے۔ وہ خط اُس سے لے لو۔ اور اس عورت کو چھوڑ دو۔ لیکن اگر وہ عورت خط نہ دے۔ تو اُس سے خط چھین لو۔ اور بے شک اُس کی گردن اڑا دو۔

کتاب الفضل میں یہ بھی ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نبی ؐ کو اس خط کے بارے میں اطلاع دی ہے۔ اور زجاج نے یوں بیان کیا۔ کہ اس خط کی اطلاع آپؐ کو اللہ تعالےٰ نے دی۔ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں پس ہم روانہ ہوئے اور ہمارے گھوڑے ہم کو اڑائے لئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم۔ روضہ خاخ میں پہنچ گئے۔ جہاں وہ ہودہ نشین عورت ہم کو مل گئی۔ ہم نے اُس سے کہا۔ کہ وہ خط نکال دے۔ ورنہ ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے۔ اس پر اُس نے وہ خط اپنی مینڈھیوں میں سے نکالا۔ اور ہم اس خط کو لے کر حضور نبی کریم ؐ کی خدمت میں آئے۔ معلوم ہوا کہ وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے تھا۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض معاملات کی مشرکین مکّہ کو خبر رسانی کی گئی تھی۔ حضور رسول ؐ نے حاطب کو بلایا۔ اور اس سے پوچھا۔ اے حاطب! یہ کیا بات ہے حاطب نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے بارے میں جلدی نہ

Marfat.com

فرمائیں۔ میں ایک ایسا شخص ہوں جو یونہی قریش کے ساتھ پیوستہ ہوں۔ ورنہ
مجھ میں اور اُن میں کوئی نسلی تعلق نہیں ہے۔ حضورؐ کی ہمراہی میں جو مہاجرین
ہیں۔ اُن کی مکہ میں قرابت ہے۔ اور اس طرح اُن کے اہل و عیال کی حفاظت
ہوتی ہے۔ میں نے خیال کیا۔ کہ چونکہ اُن میں اور مجھ میں کوئی نسلی تعلق نہیں۔
تو میں اُن پر کوئی احسان کروں۔ جس کے بدلے میں وہ میرے اہل و عیال کی
حفاظت کریں۔ یہ حرکت میں نے کفر کی وجہ سے نہیں کی۔ اور نہ ہی مُرتد ہو
جانے کی وجہ سے۔ اور نہ ہی اسلام کے بعد کفر پر راضی ہو جانے کے باعث
حضور رسول مقبولؐ نے حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا۔ اس نے تم سے سچ کہہ
دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق
کی گردن اڑا دوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ یہ غزوۂ بدر میں شریک ہو چکے ہیں۔ اور
آپ کو کیا علم۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے اعمال و افعال پر مطلع ہو کر اور اس
بنا پر اُن سے فرمایا ہو۔ کہ تم جو چاہو کرو۔ میں نے تم کو بخش دیا۔

اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے ذیل کی آیات نازل فرمائیں۔

اے مسلمانو! اگر تم ہماری راہ میں جہاد کرنے اور ہماری رضامندی کی
تلاش کرنے کی خاطر نکلے ہو۔ تو ہمارے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ
کہ تم ان کی طرف دوستی کے تعلقات کی طرح ڈالنے لگو۔ (الممتحنہ)

ابو [illegible] نے [illegible] الاحوال میں ذکر کیا ہے کہ وہ موجودہ [illegible]

جس کے پاس سے خط برآمد ہوا۔ اُس کا نام سارہ تھا۔ اور فتح مکہ کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اس بات کا ذکر ہشام نے بھی کیا ہے۔ وہ عورت مزینہ سے تھی۔ سحنون نے کہا ہے۔ کہ جب کوئی مسلمان اہل حرب کے ساتھ خط و کتابت کرے۔ تو اُسے قتل کر دیا جائے۔ اُسے توبہ پر مجبور نہ کیا جائے۔ اور اس کا مال اس کے وارثوں کو دے دیا جائے۔ ان کے سوائے دوسرے لوگ کہتے ہیں۔ کہ ایسے آدمی کو سختی کے ساتھ کوڑے لگائے جائیں۔ اور دیر تک قید رکھا جائے۔ اور اُسے ایسی جگہ سے دُور رکھا جائے۔ جو کفار کے قریب ہو۔ مستخرجہ میں ہے۔ کہ ابن قاسم نے کہا۔ اُسے قتل کر دیا جائے۔ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ وہ زندیق کی مثل ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

"اور تم میں سے ایسے لوگ ہیں۔ جو تمہاری باتیں کافروں کو جا سناتے ہیں پس یہی جاسوس ہیں"

سحنون کا قول زیادہ صحیح ہے۔ جس کی دلیل حاطب والی حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا تھا۔

Marfat.com

قیدیوں کے بارے میں حکم

ابن وہب کی روایت ہے۔ کہ نبیؐ نے یہودیوں کی خون ریزی کے بعد دو قیدی قتل کئے جنگ بدر کے دن قیدیوں میں سے عقبہ بن ابی معیط کو قید رکھ کر قتل کیا گیا۔ اس شخص کے سوائے جنگ بدر کے قیدیوں میں سے اور کسی کو قتل نہیں کیا گیا۔ عاصم بن ثابت بن ابی الافلح نے اس کی گردن اڑائی تھی۔ بعض کا خیال ہے کہ حضرت علیؓ نے۔

ابن ہشام کا بیان ہے۔ کہ نضر بن حارث بن کلاہ کو حضرت علیؓ نے کچھ عرصہ تک قید رکھا۔ اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس کی گردن اڑائی گئی۔ اسی روایت میں اس کے قتل کا مقام صفرا بیان کیا گیا ہے۔ ابن ہشام کا اپنا بیان ہے۔ کہ اسے رستے میں قتل کیا گیا [illegible]

Marfat.com

بیان کیا۔ کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ پس خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ ان جملہ روایات میں سے کون زیادہ صحیح ہے۔ ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے روز تین شخصوں کو قید میں رکھ کر قتل کر دیا تھا۔ وہ تین آدمی یہ ہیں۔ عقبیٰ بن ابی لعیط۔ طعیمہ بن عدی۔ اور نضر ابن حارث اور اس روز بہت فدیہ لیا گیا۔ اور زیادہ سے زیادہ فدیہ ایک آدمی کا چار ہزار تھا۔ بعض لوگوں سے یہ فدیہ لیا گیا تھا۔ کہ اُن میں سے ہر شخص دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھائے۔ ابن وہب نے بیان کیا۔ کہ اہل مدینہ اچھی طرح لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔

ابن سلام کی تفسیر میں بیان ہے۔ کہ حضور نبی صلعم نے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اُن میں کے جس شخص کا جی چاہا۔ وہ مکہ چلا گیا۔ اور سفیان نے حضور نبیؐ سے روایت کی ہے۔ کہ طلقا تو قریش میں سے ہیں۔ اور عتقاء ثقیف میں سے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے۔ کہ جب جنگ بدر کے قیدی لائے گئے۔ تو حضورؐ نے صحابہ سے اُن کے متعلق مشورہ کیا۔ حضرت ابو بکر رضؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! یہ آپ کی قوم میں سے ہیں۔ اور آپ کے ہم اصل ہیں۔ پس ان کی جان بخشی کیجئے۔ شاید اللہ تعالےٰ ان کی توبہ کو قبول کرے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے رائے دی۔ کہ یا رسول اللہ! ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی۔ آپ کو وطن سے نکالا۔ ان کے جنگ جو لوگوں نے آپ سے جنگ کی۔

اس لئے ان کی گردنیں اڑا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیات بھی نازل ہوئیں۔

"نبی جب تک ملک میں کافروں کے ساتھ
اچھی طرح لڑائی نہ کرے۔ اس کے پاس قیدیوں
کی بھیڑ رہنا مناسب نہیں۔" (انفال)

حسنؒ نے کہا ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ کو اس بارے میں وحی نہیں آئی۔ البتہ آپ نے مسلمانوں سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ تو سب لوگوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا۔ کہ فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے۔ پس اہل بدر کے قیدیوں کا فدیہ چار ہزار لیا گیا۔ اور اس روز کافروں کا خون نہیں بہایا گیا۔ کتاب اشرف میں وارد ہے۔ کہ پہلا سر جو اسلام کے زمانے میں نیزہ پر چڑھایا گیا وہ ابو عزہ کا سر تھا۔ جسے نیزہ پر چڑھا کر مدینہ کی طرف لے جایا گیا۔ اور سیرت ابن ہشام میں ہے۔ کہ جنگ بدر کے ستر قیدیوں میں سے ابو عزہ جمحی بن عبداللہ شاعر بھی تھا۔ وہ لوگوں کو حضرت نبی کریمؐ کے خلاف اکسایا کرتا تھا اور قید کر لیا گیا۔ اس کے سوا اور کوئی قیدی قتل نہیں کیا گیا۔ بعد ازاں بحالت قید ہی اس کی گردن اڑا دی گئی۔ اور احد والے دن حضرت نبی کریمؐ نے ابی ابن خلف کو قتل کیا اور اس کو ایک چھوٹے سے نیزے کے ساتھ زخمی کیا جس سے اس کی گردن میں ایک خراش آ گئی۔ اس نے خون بند کر لیا۔

Marfat.com

پکارا۔ کہ مجھے محمد نے قتل کر ڈالا۔ کفّار قریش نے کہا۔ تو بزدل ہوگیا ہے۔ اور تجھ پر خوف غالب آگیا ہے۔ اُس نے کہا۔ وہ مکّہ میں مجھے مار ڈالے گا چنانچہ اللہ کا یہ دشمن سرف کے مقام پر مر گیا۔ اس حال میں کہ وہ لوگ مکّہ کی طرف جا رہے تھے۔ جنگ اُحد میں شریک ہونے والے مسلمانوں کی تعداد کل ۷۰۰ تھی۔ اور مشرکین تین ہزار کی تعداد میں تھے۔ جن کیساتھ دو سو سوار بھی تھے۔

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ سعد بن معاذ نے امیہ بن خلف سے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ کو مکّہ میں یہ فرماتے سُنا ہے۔ کہ تو اُن کے ہاتھوں قتل ہوگا۔ اُس نے کہا مجھے اس بات کا علم نہیں۔ لیکن اس بات کے سننے سے وہ بہت گھبرا گیا پس جب جنگ بدر کا وقت آیا۔ تو ابو جہل نے لوگوں کو اُس میں شریک ہونے کے لئے کہا۔ تو اُمیّہ نے نکلنا پسند نہ کیا۔ ابو جہل نے اُس کے پاس آکر کہا۔ کہ اے ابو صفوان! اگر تو ہار کر بیٹھ گیا۔ تو دوسرے لوگ بھی بیٹھ جائیں گے۔ اور اگر تو پیچھے رہ گیا۔ جو اُن کا سردار ہے۔ تو وہ لوگ بھی پیچھے رہ جائیں گے۔ وہ اسی طرح برابر اصرار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اُمیّہ نے اُسے کہا۔ کہ لو! جب تم مجھے مجبور ہی کر رہے ہو۔ تو میں مکّے میں سب سے اچھا اونٹ خریدتا ہوں۔ پھر اُمیّہ نے اپنی بیوی سے کہا۔ اے صفوان کی ماں! میری تیاری کر دے۔ اس نے کہا صفوان کے ابّا۔ تو وہ بات بھول گیا۔ جو تیرے مدینہ والے بھائی نے تجھے بتائی تھی۔ اُس نے کہا نہیں۔ میں ان کے ساتھ تھوڑی دور تک ہی جانے کا ارادہ

Marfat.com

رکھتا ہوں۔ پس جب اُمیہ نکلا۔ تو ہر ایک منزل پر جہاں اترتا تھا۔ اپنے اونٹ کا زانو باندھتا رہا۔ اور برابر اسی طرح کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو بدر کے مقام پر ہلاک کیا۔ اور معانی میں جو لکھا ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امیہ بن خلف کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ وہ غلط ہے جنگ اُحد کا واقعہ ہجرت کے بتیسویں مہینے کے شروع میں ۱۰ شوال کو شنبہ کے دن ہُوا

حضرت رسولؐ کی خدمت میں یمامہ کے سردار ابوامامہ کو لایا گیا۔ آپ کے حکم کے موافق اُسے مسجد میں باندھ دیا گیا۔ رسول اللہ نے متواتر روزانہ تین مرتبہ اُسے اسلام قبول کر لینے کی تلقین کی۔ لیکن جب اس نے مسلمان ہونا قبول نہ کیا۔ تو اُسے اختیار دیا گیا۔ کہ اگر تو آزاد رہنا چاہے۔ تو آزاد کر دیا جائے گا۔ فدیہ دینا چاہے۔ تو فدیہ لے لیا جائے گا۔ اور قتل ہونا چاہے۔ تو قتل کر دیا جائے گا۔ اس نے جواب دیا۔ اگر آپ قتل کریں گے۔ تو یہ بھی ایک بڑے آدمی کا قتل ہوگا۔ اگر فدیہ لیں گے۔ تو بڑے آدمی کا فدیہ ہے۔ اگر آزاد کریں گے۔ تو ایک بڑے آدمی کو آزاد کریں گے۔ لیکن یہ بات کہ میں اسلام قبول کر لوں خدا کی قسم ایسی جبر سے تو اسلام نہیں لاؤں گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اُسے چھوڑ دیا گیا۔ اس نیک اور حمیدہ سلوک کا اس پر یہ اثر ہوا کہ وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ

اصبغ نے ابن الحوارز کی کتاب میں بیان کیا ہے۔ کہ امام کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ جب کسی قیدی کو قتل کرنا چاہے۔ تو اسے اسلام کی دعوت دے اور اس سے دریافت کرے۔ کہ جن لوگوں کی قید میں وہ ہے۔ آیا ان میں سے کسی کے ساتھ اس کا عہد ہے؟ اور حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا۔ کہ حضورؐ کو قیدیوں کے بدلے میں فدیہ قبول کرنے۔ بطور احسان رہا کر دینے۔ قتل کر دینے اور غلام بنانے کا اختیار دیا گیا۔ کہ جو سلوک چاہیں اس سے کریں۔ اور خطابی کی روایت میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں ایک قیدی کو لایا گیا۔ جو کانپتا تھا۔ حضور نے فرمایا۔ ادفوہ (یعنی اُسے گرم کپڑا اڑھادو) اُسے قتل کر دیا گیا۔ اس پر حضور نبی کریمؐ نے اس کی دیت ادا کر دی۔ اور اگر حضورؐ اس کے قتل کی ہدایت فرماتے۔ تو کہتے وافوہ (فا کی تشدید کے ساتھ) یعنی اسے جلدی کرو۔

بنو قریظہ اور بنی نضیر کے بارے میں فیصلہ

صحیح بخاری، مسلم اور نسائی میں روایت ہے۔ کہ جنگ احزاب کے روز سعد
بن معاذ کو تیر مارا گیا۔ جس سے ان کی اکحل کی رگ کٹ گئی۔ پس حضور نے آگ کے
ساتھ اُسے داغ دیا۔ تو اُن کے ہاتھ پر ورم ہو گیا۔ جب چھوڑ دیا گیا۔ تو پھر خون
بہنے لگا۔ پھر دوبارہ داغ دیا گیا۔ تو پھر ہاتھ میں ورم آ گیا۔ پس جب انہوں
نے یہ حالت دیکھی۔ تو دعا کی۔ کہ الٰہی! اُس وقت تک میری جان نہ نکلے جب
تک بنی قریظہ کی طرف سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔ پس وہ اپنی رگ
کو مضبوطی سے دبائے رہے۔ ابھی اس میں سے ایک قطرہ بھی ٹپکنے نہ پایا تھا
کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر نے اپنے اور مسلمانوں کے معاملے میں سعد بن معاذ
کو منصف تسلیم کر لیا۔ پس حضور رسولؐ نے سعد کو بھیجا۔ وہ پاس ہی تھے

گدھے پر سوار ہو کر آ گئے۔ جب مسجد کے قریب آئے۔ تو رسول اللہؐ نے یہود سے مخاطب ہو کر کہا۔ اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ پس وہ کھڑے ہو گئے۔ آپ تشریف لائے۔ اور حضور رسول مقبولؐ کے پاس بیٹھ گئے۔ حضورؐ نے سعد بن معاذ سے فرمایا۔ یہ لوگ تمہاری منصفی قبول کرتے ہیں۔ سعدؓ نے کہا تو میں ان کے متعلق یہ فیصلہ کرتا ہوں۔ کہ ان میں سے لڑنے والے قتل کر دئے جائیں۔ عورتیں اور بچے قید کئے جائیں۔ اور ان کا مال تقسیم ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے ان کے بارے میں بادشاہ حقیقی کا سا فیصلہ کیا ہے۔

اس کے بعد وہ لوگ قلعہ پر سے اُترے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ میں بنی نجار کی ایک عورت کے گھر کے اندر قید رکھا۔ پھر آپ نے خندقیں کھدوائیں۔ اور ان کو بلوا کر ان خندقوں میں اُن کی گردنیں اڑا دی گئیں۔ ان میں حی ابن اخطب۔ کعب بن اسعد اور اُن کے دوسرے رئیس بھی تھے۔ ان کی تعداد چھ سے سات سو تک تھی۔ لبعض لوگ جو اُن کی کثرت کے قائل ہیں۔ اُن کا بیان ہے۔ کہ وہ آٹھ سو سے ہزار تک تھے۔

اسی سلسلے میں بنی قریظہ نے کعب بن رسد سے جب کہ وہ اُن کو حضور نبیؐ کی خدمت میں لے جا رہا تھا۔ پوچھا۔ اے کعب! تیری رائے میں ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اس نے کہا۔ کیا ہر موقعہ پر تم بیوقوف ہی بنے رہو گے؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ پکارنے والا ٹلنے کا نہیں۔ اور تم میں سے

Marfat.com

جانے والا واپس آنے کا نہیں۔ وہ تو خدا کی قسم قتل ہے۔ پس وہ سب کے سب قتل ہو گئے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ کہ ان کی عورتوں میں سے سوائے ایک کے اور کوئی قتل نہیں کی گئی۔ اس عورت کا نام بنانہ تھا۔ اور یہ وہ عورت تھی۔ جس نے خلاد ابن سوید پر چکی گرا کر انہیں قتل کیا تھا۔

عبداللہ ابن ابی سلول منافق نے بنی قریظہ کے متعلق سعد بن معاذ کو کہا۔ کہ وہ میرے دونوں بازوؤں میں سے ایک ہیں۔ وہ تین سو تو زرہ پوش ہیں۔ اور چھ سو بے زرہ ہیں۔ سعد نے اس سے کہا۔ کہ سعد قسم کھا چکا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اس پر اثر انداز نہ ہوگی۔ پس جب سعد ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہوئے۔ تو ان کی زخمی رگ کھل گئی۔ اور وہ فوت ہو گئے۔

ابن سحنون کی کتاب میں روایت ہے۔ کہ نبی نے فرمایا۔ تم دشمن سے اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر رضامند ہونا منظور نہ کرو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ٹھیک ٹھیک اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر عمل بھی کر سکو گے یا نہیں۔ ان کو اپنے فیصلے پر رضامند کرو۔ سحنون نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ اگر امام واقف نہ ہو اور ان کو اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر رضامند کرے۔ پس ان کو ان کی امن گاہ کی طرف لوٹایا جانے یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کریں۔ محمد نے کہا ہے۔ کہ ان کو لوٹانے سے قبل ان پر اسلام پیش کرنا چاہئے اگر

Marfat.com

وہ انکار کریں - تو جزیہ کی تجویز ان کو پیش کرنی چاہئے۔ سحنون نے کہا ہے۔ کہ اگر وہ اللہ تعالے کے حکم اور کسی خاص شخص کے فیصلہ پر رضامند ہوں۔ اور وہ شخص قتل - قید یا سلب مال کا فیصلہ کرے تو وہ نافذ العمل نہ ہو گا۔ یہاں تک کہ وہ خود خدا تعالے کے حکم پر رضامند ہوں۔

بنی نضیر کا واقعہ

ابن شہاب کا بیان ہے۔ کہ بنی نضیر کا واقعہ محرم ۳ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ اور بعض کا قول ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے ۹ ربیع الاوّل ۴ھ کو جمعہ کے دن پچھلے پہر اُن پر چڑھائی کی۔ اور تئیس روز تک ان کا محاصرہ رہا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ پچیس دن۔

بنی قریظہ کے بارے میں حضور نبی کریمؐ کے فیصلہ میں ایک فقہی مسئلہ ہے۔ کہ اہل ذمہ جب جنگ کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ تو امام عادل ان میں سے ان کی عورتوں۔ بچوں اور ضعیف لوگوں یا مریضوں وغیرہ کو قید کرنا مناسب خیال کرے تو درست ہے۔ امام اوزاعی اسی خیال کے قائل ہیں۔ لیکن ابن قاسم نے بڑے بوڑھے اور مریض مریضوں کے بارے میں اور ایسے شخص کے بارے میں جو کمزور اور مغلوب ہو۔ اس اصول کی مخالفت کی ہے۔ اُن کا خیال ہے۔ کہ اُن کا خون مباح اور اُن کا قید کرنا جائز نہیں۔ ابو عبیدہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے جو بنی قریظہ کے خون کو مباح قرار دیا۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان لوگوں نے

Marfat.com

مسلمانوں کے خلاف عرب کے حملہ آور لوگوں کی مدد کی تھی۔ بحالیکہ آپ کے ساتھ ان کا معاہدہ تھا۔ پس حضورؐ نے ان سے اس فعل کو ان کی وعدہ شکنی کے مترادف قرار دیا۔ ابو عبید اور صفیان بن عتبہ نے کہا ہے۔ کہ ہمیں معلوم نہیں۔ نبی کریمؐ نے کسی قوم سے معاہدہ کیا ہو۔ اور اس نے معاہدہ شکنی کی ہو۔ تو آپ نے اس کے قتل کو حلال نہ ٹھہرایا ہو۔ سوائے اہل مکہ کے۔ اور وہ بھی اُن پر احسان فرمایا تھا۔ اور اہلِ مکہ کی عہد شکنی یہ تھی۔ کہ جب ان کے حلیفوں یعنی بنو بکر نے آں حضرتؐ کے حلیفوں یعنی بنی خزاعہ کے ساتھ جنگ کی۔ تو اہل مکہ نے ان کی مدد کی۔ پس حضورؐ نے اہل مکہ کے ساتھ جنگ کو حلال ٹھہرایا۔

مفضل کا بیان ہے۔ کہ حضور رسول اللہ نے اکیس روز تک بنو نضیر کا محاصرہ جاری رکھا۔ پھر انہوں نے حضورؐ سے صلح کی درخواست کی۔ مگر حضورؐ نے ان کی درخواست کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ سوائے اس شرط کے کہ وہ مدینہ سے نکل جائیں۔ وہ اس پر رضامند ہو گئے۔ تو آپ نے حکم دیا کہ تین تین آدمیوں کا اسباب ایک ایک اونٹ پر جس قدر لاد سکیں لادلیں۔ اور جو باقی رہے وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا ہے۔ پس وہ لوگ شام کی طرف نکل گئے۔

ابو عبید نے کتاب الاحوال میں یہ بھی ذکر کیا ہے۔ کہ یہود سے کہا گیا کہ نبی کے فیصلے کو قبول کرو۔ انہوں نے کہا۔ ہمارا بھروسہ سعدؓ کے فیصلہ پر ہے۔ رسول نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ تم سعدؓ کے فیصلے پر ہی اترو۔

Marfat.com

مصنف ابوداؤد میں وارد ہے۔ کہ بنو نضیر، بنو قریظہ سے افضل تھے۔
اور وہ دونوں ہارون علیہ السلام کی نسل میں سے تھے۔ کتاب المفضل میں وارد ہے۔ کہ بنو نضیر کی جلاوطنی کا سبب یہ ہوا۔ کہ حضور نبی کریمؐ ان کی طرف تشریف لے گئے۔ اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت بھی تھی۔ آپ نے اُن کے ساتھ اس معاملے میں گفتگو فرمائی۔ کہ بنی کلاب کے ان دو مقتولوں کی دیت میں آپ کو مدد دیں۔ جو عمرو ابن امیہ ضمیری کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔ انہوں جواب میں اپنی رضامندی ظاہر کی۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ خلوت میں مشورہ کیا۔ لیکن مشورہ آپ کے ساتھ غداری کا تھا۔ عمرو بن حجاش نضیری نے کہا۔ کہ میں کوٹھے پر چڑھ کر آپ پر پتھر گرا دوں گا۔ ایک دوسرے مورخ نے چکی کا ذکر کیا ہے۔ لیکن سلام بن شکم نے کہا۔ بخدا تم ایسا نہ کرنا۔ کہ تم نے جو قصد بھی کیا اس کی انہیں اطلاع مل جائے گی۔ اور یہ بات باہمی عہد کی خلاف ورزی ہوگی۔ ادھر اُن کے اس قصد کی اطلاع نبی کریمؐ کو بھی ہو گئی۔ ایک راوی کا بیان ہے کہ آپ کو اس کی خبر جبرئیل نے دی۔ پس آپ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور مدینہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور آپ کے صحابہ بھی آپ سے آکر مل گئے۔ انہوں نے عرض کیا حضور تشریف لے آئے۔ اور ہم کو خبر بھی نہ ہوئی۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ یہود نے غداری کا قصد کیا تھا۔ اللہ تعالے نے مجھے اس کی خبر دی۔

Marfat.com

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو کہلا بھیجا۔ کہ مدینہ سے نکل جاؤ۔ کیونکہ تم نے میرے ساتھ غدر کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ پس اب تم کو دس یوم کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس مدت کے بعد جو شخص بھی یہاں پایا گیا اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ وہ لوگ چند دنوں کے لئے تیاری کرنے کی خاطر ٹھہر گئے۔ کہ عبداللہ بن ابی نے انہیں کہلا بھیجا۔ کہ تم اپنے گھروں سے مت نکلو۔ کیونکہ میرے ساتھ دو ہزار نوجوان ہیں۔ جو تمہارے ساتھ قلعوں میں داخل ہوں گے۔ اور تمہارے ارد گرد کٹ کٹ کر مریں گے۔ اور بنو قریظہ اور بنو غطفان میں سے تمہارے حلیف تمہاری مدد کریں گے۔ پس ابن ابی کے اس وعدہ پر بنو نضیر کے سردار حیی کو حوصلہ ہو گیا۔ اور اس نے حضور کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ ہم اپنے گھروں سے نہیں نکلیں گے۔ جو جی میں آئے سو کر لو۔ پس حضور نبی کریم نے تکبیر کہی۔ اور ان پر چڑھائی کا حکم دیا۔ اس روز آپ کا جھنڈا حضرت علیؑ کے ہاتھ میں تھا۔ جب یہود نے مسلمانوں کو اپنی جانب آتے دیکھا۔ تو اپنے قلعوں پر چڑھ گئے۔ اور تیر اور پتھر برسانے شروع کر دئے۔ جن قبائل نے ان سے مدد کا وعدہ کیا تھا [illegible] کی۔ اور عبداللہ بن ابی اور بنو غطفان کے حلیفوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی۔ حضور نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ اور ان کے نخلستانوں کو کاٹ دیا۔ پس انہوں نے کہلا بھیجا کہ ہم مدینہ سے نکل جانے کے لئے تیار ہیں۔ آنحضرت نے جواب

Marfat.com

دیا ہم ان باتوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ اگر نکلنا ہے۔ تو فوراً نکل جاؤ۔ تمہارے خون معاف ہتھیاروں کے سوائے اور جو کچھ بھی اونٹوں پر لاد سکو وہ لے جاؤ اور نکل جاؤ۔ یہود نے اس شرط کو تسلیم کر لیا۔ نبی صلعم نے اُن کے باقی اموال اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا۔ بنو نضیر کے یہ اموال محض رسول اللہ کی ضرورتوں کے لئے مخصوص ہوئے۔ اُن کا پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو بطور غنیمت عطا کیا تھا۔ اور مسلمانوں کو اُن پر گھوڑوں۔ اور اونٹوں کے ساتھ حملہ آور نہیں ہونا پڑا تھا۔ پس یہ بنی نضیر کا بدلہ ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"تم میں جو لوگ تم سے ایسا کریں۔ اس کے سوائے
اُن کی جزا اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ دنیا کی زندگی
میں بھی اُن کو رسوائی حاصل ہو" (البقرہ)

بنی قریظہ پر حضرت نبی کریمؐ نے تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ چڑھائی کی تھی اور پندرہ روز تک اُن کا محاصرہ جاری رکھا تھا۔ تب انہوں نے حضرت نبی کریمؐ کی خدمت میں کہلا بھیجا۔ کہ اُن کی طرف ابو لبابہ کو بھیجا جائے۔ آپ نے ابو لبابہ کو اُن کی طرف بھیج دیا۔ بنو قریظہ نے اپنے معاملہ میں اُن سے مشورہ کیا۔ تو ابو لبابہ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اب تمہارا فیصلہ قتل ہے۔ مگر بعد میں اُن کو اس اشارہ سے ندامت ہوئی۔ پس "انا للہ و انا الیہ راجعون" پڑھا

اور کہا میں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی خیانت کی پس وہ پھر نبیؐ کی خدمت میں واپس نہیں آئے بلکہ مسجد کی طرف گئے۔ اور اپنے آپ کو ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ اور رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالے نے اُن کو توبہ کی بشارت دی۔

پس بنو قریظہ نے نبی کریمؐ کے فیصلہ کے سامنے اپنا سر جھکا دیا۔ اور اُن کے بارہ میں حضور نبی کریمؐ نے محمد بن مسلمہ کو حکم دیا۔ اُس نے اُن کی مشکیں کس دیں۔ اور ایک طرف کو الگ کھڑا کر دیا۔ بعد ازاں آپ نے عبد اللہ بن سلام کو مقرر فرمایا۔ اور اُنہوں نے اُن کا جملہ اسباب از قسم اسلحہ و مال و اموال جو کچھ بھی قلعوں میں تھا۔ ایک جگہ جمع کیا۔ اس میں ڈیڑھ ہزار تلواریں۔ تین سو زرہیں۔ ایک ہزار نیزے۔ پانچ سو سپر اور چمڑے کی ڈھالیں تھیں۔ اس کے علاوہ شراب کے مٹکے بھی تھے۔ جن کو گرا دیا گیا۔ اس مال غنیمت میں سے ⅕ حصہ نہیں نکالا گیا۔

قبیلہ اوس نے ان کے متعلق حضور نبی کریمؐ سے سفارش کی۔ کہ یہ لوگ بخش دئے جائیں۔ کیونکہ وہ ان کے حلیف تھے۔ نبی کریمؐ نے اُن کا فیصلہ سعد بن معاذ کے سپرد فرمایا۔ پس سعدؓ نے اُن میں کے لڑنے کے لائق آدمیوں کو قتل کرنے۔ عورتوں اور بچوں کو قید کرنے اور اُن کا مال تقسیم کرنے کا حکم صادر فرمایا جس پر حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ تم نے اس بادشاہ حقیقی کی طرح فیصلہ

Marfat.com

کیا ہے۔ جو سات آسمانوں کے اُوپر ہے۔ اور آں حضرتؐ واپس تشریف لے گئے۔ اُن کے بارے میں حکم دیا جس کی تعمیل میں اُن کو مدینہ میں داخل کیا پس حضور نبی کریمؐ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔ بنو قریظہ کو گروہ در گروہ لایا گیا۔ اور اُن کی گردنیں اُڑا دی گئیں۔ یہ لوگ تعداد میں چھ سے سات سو تک تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن میں سے ریحانہ بنت عمرو کو رکھا۔ اور لوٹ کا مال جمع کرنے کا حکم دیا۔ اُس تمام اسباب میں سے پانچواں حصّہ اور قیدیوں میں سے ہی ۱/۵ حصہ نکالا گیا۔ اور باقی کو حضور کے حکم سے نیلام عام کر دیا گیا۔ اور مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا۔ تمام حصّے تین ہزار بہتر ہوئے انہیں دو حصّے گھوڑے کے اور ایک حصّہ سوار کا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں میں سے کسی کو تو آزاد کرتے اور کسی کو عطا کر دیتے اور کسی کو کسی خدمت پر لگاتے۔ اور اسی بنا پر مالک نے مستخرجہ میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریظہ کے مال میں سے ۱/۵ حصہ نکالا۔ اور بنو نضیر کے مال سے ۱/۵ حصہ نہیں نکالا۔

Marfat.com

فتح مکہ کے موقع پر اعلان امن

موطا امام مالک۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم اور نسائی میں وارد ہے کہ فتح
مکہ کے موقعہ پر جب حضورؐ شہر میں داخل ہوئے۔ تو اس وقت حضورؐ نے
سر پر زرہ پہنا ہوا تھا۔ ابھی آپ نے اُسے اتارا ہی تھا۔ کہ ایک آدمی حضورؐ کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ابن خطل کعبہ کے پردہ کو تھامے
کھڑا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اُسے قتل کر دو۔ ابن شہاب کے حوالے سے حدیث
امام مالکؒ نے بھی یہی روایت کی ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں کہا ہے کہ حضور نبی کریمؐ اپنی اونٹنی پر سوار
تھے۔ اور آپ کے پیچھے اسامہ بن زید بھی بیٹھے تھے۔ آپ نے پکار کر اعلان کیا
کہ کسی زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے۔ کسی

Marfat.com

قیدی کو ہلاک نہ کیا جائے ۔ جو شخص اپنا دروازہ بند کر کے مکان کے اندر ہو کر بیٹھ جائے۔ اُس کے لئے امن ہے۔ اور نسائی و دیگر کتب میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ جو شخص کعبہ کے اندر داخل ہو جائے۔ اُس کے لئے امن ہے۔ اور جو شخص دروازہ بند کر کے اپنے گھر کے اندر بیٹھ جائے اُس کو امن ہے ۔ جو شخص اپنے ہتھیار ڈال دے اُس کے لئے امن ہے ۔ جو شخص ابو سفیان کے گھر داخل ہو جائے اسے امن ہے اس طرح حضورؐ نے سب لوگوں کو امان دے دی۔ سوائے چار مردوں اور دو عورتوں کے۔ اُن کے بارے میں حضورؐ نے حکم دیا۔ کہ یہ کعبہ کے پردہ کے ساتھ لٹک جائیں تو بھی انہیں قتل کر دیا جائے ۔ نسائی وغیرہ کتابوں کے بیان کے مطابق یہ لوگ حسب ذیل تھے :۔

عبداللہ بن اخطل ۔ عکرمہ بن ابوجہل ۔ مقیش بن صبابہ ۔ اور عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح ۔ عبداللہ بن اخطل کعبہ کے پردہ کو لٹکائے کھڑا تھا سعید بن حریث اور عمار بن یاسر اس کی طرف بڑھے ۔ لیکن سعید نے جو نسبتاً چھریرے بدن کے تھے ۔ آگے بڑھ کر عبداللہ کو قتل کیا مقیش بن صبابہ بازار میں چلا جا رہا تھا۔ کہ لوگوں نے اُسے دیکھ لیا۔ اور اُسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اخطل کے مال سے کوئی تعرض نہ کیا۔ ابن ہشام کا بیان ہے مقیش کا قاتل غیلہ ہے ۔ جو اس ہی کی قوم کا ایک فرد

Marfat.com

تھا۔ اور عبداللہ بن خطل کو دو آدمیوں سعید بن حریث اور ابو برزہ سلمی نے
قتل کیا۔ اور وہ دونوں اس میں شریک تھے۔ عکرمہ بن ابوجہل بھاگ گیا۔ اور
سمندر کے سفر پر روانہ ہوا۔ راستہ میں کشتی طوفان میں پھنس گئی۔ ملاحوں نے
کہا۔ کہ اب خدائے واحد کو یاد کرو۔ کیونکہ اس جگہ کوئی دیوی دیوتا تمہارے
کام نہیں آسکتا۔ عکرمہ نے کہا۔ کہ اگر سمندر میں مجھے خالص خدا کی ذات ہی
نجات دے سکتی ہے۔ تو خشکی میں بھی کوئی اور مجھے نجات نہ دلائے گا۔
اس لئے میں خدا سے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اگر اس نے مجھے اس مصیبت سے
نجات دے دی۔ تو سیدھا حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو
جاؤں گا۔ اور ان کی بیعت کروں گا۔ کیونکہ میں انہیں دل کا سخی اور رحم
کرنے والا پاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے طوفان سے نجات پائی۔ اور وہ اپنی
منت کے بموجب نبی کریم کی خدمت میں آکر مشرف باسلام ہو گیا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمان کے پاس آکر چھپ گیا
چنانچہ جب حضرت رسول کریم نے لوگوں کو اپنی بیعت کے لئے طلب
فرمایا۔ تو انہوں نے اسے وہاں سے نکال کر حضور نبی کریم کی خدمت میں لا
کھڑا کیا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ عبداللہ کی بیعت قبول فرمائیے۔ حضور
نے اپنا سر اٹھایا۔ اور تین مرتبہ اسے غور سے دیکھا۔ ہر مرتبہ حضور کے لبوں
سے انکار کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ اس کے بعد حضور نے اسے بیعت کر

Marfat.com

لیا۔ اُس کے بعد حاضرینِ مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تم لوگوں میں سے
کوئی بھی موقعہ شناس نہیں۔ کہ جب وہ دیکھتا۔ کہ میں نے اس کی بیعت سے
ہاتھ روک لیا۔ تو وہ فوراً کھڑا ہو جاتا۔ اور اُسے قتل کر دیتا۔ لوگوں نے عرض
کیا۔ ہمیں حضورؐ کے دل کے منشاء کا علم نہ تھا۔ اگر حضور ہمیں سر کے اشارہ
سے جتا دیتے تو ہم سمجھ جاتے۔ حضورؐ نے جواب دیا۔ نبی کو یہ بات زیبا
نہیں دیتی کہ وہ کن انکھیوں سے کام لے۔

ابن ہشام نے بیان کیا ہے۔ جیسے ابنِ حبیب نے ذکر کیا ہے۔ کہ حضور
نبی کریمؐ نے مذکورہ بالا مردوں اور عورتوں کے علاوہ ایک اور شخص حویرث
بن نضیر بن وہب بن عبد مناف کے قتل کا حکم بھی صادر فرمایا تھا۔ ابنِ
حبیب نے محولا بالا دو عورتوں کے علاوہ دو۔ اور عورتوں کا ذکر بھی کیا ہے
جن میں سے ایک تو ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ تھی اور دوسری سارہ بنت
عمرو بن ہشام کی آزاد کردہ ایک کنیز تھی۔ ان کے علاوہ دو اور کنیزیں
فرتنا اور قریبہ بھی تھیں۔ جو عبداللہ بن اخطل کی مجلس میں حضور نبیؐ کے
ہجو کے گیت گاتی تھیں۔ قرتنا مسلمان ہو گئی۔ اور حضرت عثمانؓ کے عہد
خلافت میں فوت ہوئی۔ اور قریبہ و سارہ قتل کی گئیں۔ اور ہندہ بنت عتبہ
بھی مسلمان ہو گئی۔ اور اُس نے بیعت کر لی۔

ابن اسحاق کا بیان ہے۔ کہ سارہ کو حضور نبی کریمؐ نے امان دے دی

Marfat.com

وہ زندہ رہی۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں وہ ایک سنگلاخ وادی میں ایک شخص کے گھوڑے کی ٹاپوں کے نیچے کچل کر ماری گئی۔ ابو عبیدہ نے کتاب الاحوال میں ذکر کیا ہے۔ کہ یہی سارہ حاطبؓ کا خط لے کر مکہ میں گئی تھی۔

ابن اسحاق نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے اسلام قبول کیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے کاتب کے عہدہ پر مقرر فرمایا۔ لیکن بعد ازاں مرتد ہو گیا حضور نبی کریمؐ کے زمانہ میں جب وہ پھر اسلام لے آیا۔ تو حضرت عمرؓ نے اسے ایک عہدے پر نامزد فرما دیا۔ حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ نے بھی اسے عہدہ دیا۔ عبداللہ ابن خطل بھی اسلام لایا تھا۔ حضور نبی کریمؐ نے اسے کسی کام کے لئے بھیجا تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی کو جو انصار میں سے تھا۔ بھیجا۔ اس کے ساتھ اس کا ایک غلام بھی تھا۔ جو اس کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ ایک منزل پر اترے۔ اور اس نے غلام کو حکم دیا۔ کہ وہ ایک بکرا ذبح کر کے کھانا پکائے۔ یہ کہہ کر وہ سو گیا جب جاگا۔ تو اس نے دیکھا کہ کوئی چیز تیار نہ تھی۔ اس پر اس نے غلام کو مار ڈالا۔ اور پھر مرتد ہو گیا۔ اور حویرث بن نقید ہی سے تھا۔ اور ان لوگوں میں سے تھا۔ جو حضور نبی کریمؐ کو مکہ معظمہ میں اذیت دیا کرتے تھے۔ عباس بن عبدالمطلب حضور نبی کریمؐ کی دو صاحبزادیوں

Marfat.com

فاطمہ اور اُم کلثوم کو مکہ سے مدینہ کی طرف لے جا رہے تھے کہ حویرث نے اِن دونوں کو لکڑی سے ٹھکرایا جس کے نتیجے میں وہ زمین پر گر گئیں۔ اور مقیش نے ایک انصاری کو قتل کر دیا تھا جس نے اُس کے بھائی کو غلط فہمی کی بنا پر مار ڈالا تھا۔ وہ مرتد ہو کر پھر مکہ کی طرف واپس چلا گیا۔ وہ صلح حدیبیہ کے سال میں حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں بہ مقام مکہ حاضر ہوا۔ اور اپنے مقتول بھائی کے خون کا مدعی ہوا۔ حضورؐ نے اُس کے مقتول بھائی کی دیت کا حکم دیا۔ لیکن بعد ازاں اُس نے اُس شخص کو جس نے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ اور جس کی دیت بھی اس نے وصول کر لی تھی قتل کر دیا۔ اور مرتد ہو کر واپس مکہ چلا گیا۔ اور انصار کا وہ شخص جس نے اس کے بھائی کو غلطی سے قتل کیا تھا۔ وہ عبادہ بن صامت کی جماعت میں کا ایک آدمی ہشام بن صبابۃ تھا۔ اس نے غزوہ بنی مصطلق میں مقتول پر دشمن سمجھ کر وار کر دیا تھا۔

ابن ہشام کا بیان ہے۔ کہ پہلا مقتول جس کی دیت حضور نبی کریمؐ نے فتح مکہ کے دن ادا فرمائی۔ وہ جنیدب بن اکوع نامی ایک شخص تھا۔ جسے بنو کعب نے قتل کر دیا تھا۔ پس حضورؐ نے اس کے خون کی دیت میں ایک سو اونٹنیاں ادا فرمائیں۔ اور آں حضرتؐ نے اعلان فرمایا۔ کہ اے جماعت خزاعہ قتل بند کرو کیونکہ قتل بہت ہو چکا ہے۔ ابن حبیب کا بیان ہے۔ کہ حضور رسول مقبولؐ نے بنی خزاعہ کو اجازت دی تھی۔ کہ وہ عصر کی نماز تک بنی بکر

Marfat.com

میں تلوار چلاتے رہیں۔ ابن ہشام کی روایت کے مطابق اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔ کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضور نبی کریمؐ اور اہل مکہ کے درمیان ایک شرطیہ قائم ہوئی تھی۔ کہ جو کوئی چاہے۔ وہ نبی کریمؐ کے ساتھ معاہدہ میں شریک ہو جائے۔ اور جو چاہے۔ وہ اہل مکہ کے ساتھ۔ چنانچہ بنی خزاعہ تو حضور نبی کریمؐ کے ساتھ معاہدہ میں شامل ہو گئے۔ اور بنی بکر نے اہل مکہ کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ اس کے بعد بنی بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ اور اپنے معاہدہ پر قائم نہ رہے۔ اور انہیں سخت نقصان پہنچایا۔ ان میں سے عمرو بن سالم خزاعی بچ نکلا۔ اور وہ حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں مدینہ پہنچا۔ اور آپ سے تمام روداد بیان کر کے آپ سے استمداد کی۔ یہ ایک امر بھی مکہ پر حضورؐ کی چڑھائی کا موجب بنا۔ ابن سلام نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ بنو خزاعہ نے مکہ میں جن لوگوں کو قتل کیا تھا۔ وہ کل پچاس نفر تھے۔ اُن کے قتل کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے ذیل کی آیت نازل فرمائی۔

ولیشف صدور قوم مومنین

(التوبۃ)

ابو سفیان نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ! قریش کی سبزی پامال کر دی گئی آج کے بعد قریش نہ ہوں گے۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا۔ قریش کے ساتھ

Marfat.com

آئندہ کبھی جنگ نہ کی جائے گی۔ اور کوئی قریش کبھی قید کر کے قتل نہ کیا جائے گا +

Marfat.com

نمازوں کو قصر کرنے کا حکم

ابن حبیب کا بیان ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ مکہ معظمہ میں پندرہ راتیں قیام پذیر رہے۔ اور نماز کو قصر کرتے رہے۔ اور صحیح بخاری میں ابن عباسؓ کی روایت ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ مکہ میں انیس دن قیام پذیر رہے اور نمازوں کو قصر کرتے رہے۔ اور انسؓ کی روایت میں ہے۔ کہ ہم نے حضور نبی کریمؐ کی ہمراہی میں دس روز مکہ میں ٹھہر کر نمازوں میں قصر کی۔ ابن عباس بیان کرتے ہیں۔ کہ اس منزل میں جو ہمارے اور مکہ معظمہ کے درمیان ہے ہم انہیں پڑھتے نماز دو رکعت پڑھا کرتے اور اگر زیادہ ٹھہرتے تو پوری نماز پڑھتے۔ اور مزنی نے حضرت امام شافعی سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے جب مکہ معظمہ کو فتح کیا۔ تو وہاں کامل اٹھارہ دن تک

قیام فرما کر نمازوں کو قصر کرتے رہے۔ اور مصنّف ابو داؤد میں جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ تبوک میں بیس روز تک ٹھہرے اور نمازیں قصر کر کے پڑھیں۔

سردارانِ یہود کا انجام

روایت ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے بیس سے تیس یوم تک اہلِ خیبر کا محاصرہ جاری رکھا۔ پھر انہوں نے اس شرط پر امان حاصل کی کہ کوئی چیز حضور نبی کریمؐ سے پوشیدہ نہ رکھیں گے۔ حضور نبی کریمؐ نے ان سے فرمایا۔ اے حُیی کے فرزندو! تمہیں اپنی عداوت اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ خوب معلوم ہے۔ پھر بھی میں اس سے باز نہیں رہ سکتا۔ لیکن تمہیں وہی حق دوں جو میں نے تمہارے دوسرے ساتھیوں کو دیا ہے۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر کسی چیز کو مجھ سے پوشیدہ رکھو گے۔ تو تمہارے خون ہم پر حلال ہو جائیں گے۔ اب بتاؤ کہ تمہارے برتن کہاں گئے۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہم نے جنگ میں ان کو خرچ کر دیا۔ روایت ہے کہ اس پر حضور نے

Marfat.com

صحابہ کو حکم دیا۔ تو وہ اُس مکان میں آئے جس میں برتن جمع تھے۔ اور انہیں اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پس اُن کی گردنیں اڑا دی گئیں۔ ابن عتبہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ کہ انہوں نے اس شرط پر امان حاصل کی تھی۔ کہ وہ کوئی چیز سوائے اپنے پہننے کے کپڑوں کے اپنے قبضے میں نہ رکھیں گے۔ اور اگر وہ کسی چیز کو چھپائیں گے۔ تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت سے بری الذمہ ہوں گے۔ ابو عبیدہ نے بیان کیا۔ کہ ہم سے یزید نے یہ حدیث بیان کی۔ کہ حیی بن اخطب نے حضور نبی کریم سے یہ وعدہ کیا۔ کہ وہ آپ کے خلاف کسی دوسرے کی امداد نہ کرے گا۔ اور اس معاہدہ پر خدا کو ضامن ٹھہرایا تھا۔ لیکن جب بنو قریظہ کا معاملہ پیش آیا۔ تو اس کو اور اس کے بیٹے سالم کو حضور نبی کریم کے حضور پیش کیا گیا۔ اور حضور نے فرمایا کہ اپنا موزوں بدلہ پاؤ۔ پھر اُس کی اور اُس کے بیٹے دونوں کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا۔ ابو عبیدہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے۔ کہ حضور نے کچھ لوگوں کو ابن ابوالحقیق کی طرف بھیجا۔ تاکہ اُسے قتل کر دیں۔ پس انہوں نے اُسے قتل کر دیا۔ اور اس ابوالحقیق کے پاس ایک خزانہ بطور امانت تھا جسے مسک الجمل یعنی اونٹ کا چمڑہ کہتے تھے اور ایک شخص کے بعد دوسرا بڑا آدمی اُس خزانے کا متولی ہوتا تھا۔ ابن ابوالحقیق نے اُس خزانے کو غائب کر لیا۔ پس اس خیانت کے جرم میں حضور نے اُسے قتل کی سزا دی۔ واقدی کا بیان ہے۔ کہ اس خزانہ کی تعداد دس ہزار دینار تھی۔

Marfat.com

جنگ احزاب، بنی غطفان

کہا جاتا ہے کہ جنگ احزاب جنگ اُحد کے دو سال کے بعد واقعہ ہوئی۔ اور یہ وہ دن تھا کہ حضور رسول مقبولؐ نے خندق کھودی۔ ان دنوں لشکر کفار کا سردار ابوسفیان بن صخر بن حرب تھا۔ پس انہوں نے حضورؐ کا محاصرہ دس دن تک جاری رکھا۔ مسلمان انتہائی بے چین ہو گئے۔ آپ پر حضور نبی کریمؐ نے دعا کی۔ کہ الٰہی میں تجھے تیرا عہد اور تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ اگر تیری یہی مرضی ہے تو تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ پس ابھی تھوڑی دیر نہ ہی گزری تھی کہ رسول اللہؐ نے بنی غطفان کے سردار عیینہ کو مدینہ کے نخلستانوں کی پیداوار کا تیسرا حصہ اس شرط پر پیش کیا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت واپس چلا جائے اور محاصرے میں شریک نہ ہو۔ عیینہ نے

Marfat.com

جواب دیا۔ کہ میں آدھا حصہ لے کر محاصرہ اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ اس پر حضور نبی کریم نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو جو انصار کے مشہور قبائل اوس اور خزرج کے سردار تھے۔ بلوا بھیجا جب وہ آئے۔ تو اُن سے کہا۔ کہ عینیہ مجھ سے تمہارے نخلستان کی آدھی پیداوار کا حصہ مانگتا ہے۔ اس وعدہ پر کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت واپس چلا جائے گا۔ اور حملہ آور جماعتوں کی حمایت سے دست کش ہو جائے گا۔ میں اُسے تیسرا حصہ دینے پر آمادہ ہوں۔ اور وہ آدھا حصہ لینے پر اصرار کرتا ہے۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اگر حضور کو کسی بات کا حکم ہوا ہے۔ تو اس پر عمل فرمائیے۔ رسول اللہ نے جواب دیا۔ کہ اگر مجھے کسی امر کے بارے میں حکم الٰہی ہوتا۔ تو مشورہ طلب نہ کرتا۔ لیکن یہ میری اپنی رائے ہے۔ جو میں بغرض مشورہ تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اس پر صحابہ نے عرض کیا۔ کہ پھر ہم ان کو سوائے ضربِ شمشیر کے اور کچھ نہ پیش کریں گے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ کہ بس یہی خوب ہے —— ابن عقبہ کی کتاب میں وارد ہے۔ کہ یہود نے اس شرط پر امان حاصل کی۔ کہ وہ سوائے اپنے بدن پر پہنے ہوئے کپڑوں کے اور کسی چیز کے مالک نہ ہوں گے اور اگر انہوں نے کسی چیز کو چھپایا تو اُن سے اللہ اور اُس کے رسول کی ذمہ داری اُٹھ جائیگی۔ فتح مکہ کے روز حضرت خالدؓ کی فوج میں سے دو شخص کرز بن جابر منہری اور خالد بن خنش خزاعی قتل ہوئے تھے۔ ابن حبیب کا بیان ہے۔ کہ مشرکین میں سے تیئیس افراد ہلاک ہوئے۔ اور ابن ہشام کے خیال کے مطابق بارہ یا تیرہ۔

Marfat.com

کفّار کے ساتھ صُلح کا مسئلہ

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ ایک مدّت معینہ کے لئے مشرکین کے ساتھ صلح اور التوائے جنگ کے مسئلہ پر اختلاف ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے۔ کہ ان کے ساتھ صلح جائز ہے۔ اور اپنے اس خیال کی تائید میں وہ اللہ تعالے کے اس قول کو پیش کرتے ہیں۔ کہ "وہ اگر صلح کی طرف جھکیں۔ تو تم بھی اس طرف جھکو۔" (الانفال) اور اللہ تعالے کا یہ فرمان بھی۔ کہ "اے مسلمانو! تم بزدل نہ بنو۔ اور خود پیام دے کر دشمنوں کو صلح کی طرف نہ بلاؤ۔ اور تم ہی غالب رہو گے۔ اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔" (محمد) یہ ہر دو آیات علامات ہیں۔ کہ جب مشرک صلح کے لئے بلائیں۔ تو اُن کی درخواست کو قبول کر لو۔ اور اگر مسلمانوں میں قوت ہو۔ تو وہ اُن کو صلح کی طرف نہ بلائیں۔ یہ قول حضرت امام

Marfat.com

مالک کا ہے۔ ایک دوسری جماعت کا خیال ہے۔ کہ اُن کے ساتھ کسی صورت میں بھی صلح جائز نہیں۔ اُن کے ساتھ تو جنگ ہی کرنی چاہیئے۔ یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئیں۔ یا جزیہ ادا کریں۔ اور اس جماعت کے خیال میں سورۂ انفال کی مندرجہ بالا آیت سورۂ محمد کی آیات قتال کے ساتھ منسوخ ہے یہ ابن عباسؓ کا خیال ہے۔ اور ایک جماعت کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ جب مسلمان ان کی جنگ سے عاجز آجائیں۔ تو کچھ مال کے عوض میں ان کے ساتھ صلح کر لینا جائز ہے۔ جو مسلمان اُن کو ادا کر دیں گے۔ اور مروی ہے۔ کہ حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ اور عبدالملک بن مروان نے ایسا کیا ہے۔ اس کا ذکر اوزاعی نے کیا ہے۔ اور صلح کی اجازت میں امام مالکؒ کی دلیل حضرت رسول کریمؐ کا وہ فرمان ہے۔ جو حضورؐ نے صفوان بن امیہ کو دیا۔ جب حضورؐ نے وہب بن عمیر کو اس کی طرف اپنی چادر دے کر کہلا بھیجا۔ کہ صفوان کے لئے دو ماہ کے واسطے امن ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ اے ابن ابو وہب صلح کر لو۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ میں صلح نہیں کروں گا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اچھا تمہیں چار ماہ کے لئے آزادی ہے۔ اوزاعی نے یہ بھی ذکر کیا ہے۔ کہ عبدالملک بن مروان رُوم کے سرکش بادشاہ کو ہر روز ایک ہزار دینار ادا کرتا تھا۔ اس واقعہ کو ولید بن مُسلم نے اوزاعی کی روایت کیساتھ نقل کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ امیر معاویہ نے صفین میں ایسا ہی کیا۔ اور عبدالملک نے زبیر کے زمانہ میں ایسا ہی کیا۔

Marfat.com

مالِ غنیمت کی تقسیم

صحیح بخاری اور حدیث کی بعض دیگر کتب میں ہے کہ آنحضرتؐ نے
گھوڑے کے لئے دو حصے اور پیدل کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا اور یہی
سے ثابت ہے۔ اور اس عمل پر علماء کا اجماع ہے سوائے حضرت امام ابو حنیفہؒ
کے کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہ کے خیال میں سوار کے دو حصے ہیں
ایک حصہ اس کا اپنا اور ایک حصہ اس کے گھوڑے کا ہوتا ہے۔
اس خیال کی تائید میں وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے
میں شامل ہونے والے سواروں کے لئے مال کی تقسیم یوں فرمائی کہ سوار کو دو
حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا۔ اس حدیث کو مجمع بن جاریہ نے روایت کیا
ہے۔ وہ ابن مبارک کی اس حدیث سے بھی دلیل لیتے ہیں

سوار کے لئے دو حصے اور پیدل کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا۔ لیکن ان ہر دو رواۃتوں سے ان کی تائید نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ حضرت ابن عباس نے خیبر کی تقسیم کے تعلق میں اس روایت کے خلاف بیان کیا ہے نیز حضرت عبداللہ ابن عمر اور دیگر صحابہ نے اس روایت کی مخالفت کی ہے خیبر کا مال غنیمت خاص اہل حدیبیہ کے چودہ سو افراد کے لئے تھا اور اہل حدیبیہ میں سے کوئی شخص تقسیم مال غنیمت کے وقت غیر حاضر نہ تھا۔ سوائے جابر بن عبداللہ کے۔ اور حضور نبی کریمؐ نے ان کے لئے بھی حصہ رکھا۔ اپنے تمام غزوات میں بھی حضور نبی کریمؐ نے اسی پر عمل کیا یعنی گھوڑے کے دو حصے اور سوار کا ایک حصہ۔

ابن اسحاق کا کہنا ہے۔ کہ بنی قریظہ کے معرکہ میں کل چھتیس[۳۶] سوار تھے۔ اسی طرح مدونہ میں بھی وارد ہوا ہے۔ اور یہ پہلا مالِ غنیمت تھا جس میں حصے کئے گئے۔ اور اس سے پانچواں حصہ اللہ اور رسولؐ کے لئے نکالا گیا۔ اور اسی پر عمل جاری ہوا۔ اسمعیل قاضی نے کہا ہے۔ کہ میرا خیال ہے۔ بعض علماء کے قول کے مطابق پانچویں حصہ کا حکم اس واقعہ کے بعد نازل ہوا۔ بہرحال اس بارے میں احادیث سے کوئی شافی بیان نہیں ملتا۔ خمس کا ذکر یقینی طور پر غزوۂ حنین کے اموال غنیمت کے سلسلہ میں آیا ہے۔ اور یہ آخری مالِ غنیمت ہے۔ جس کی جنگ میں

حضور نبی کریمؐ بنفسِ نفیس شریک ہوئے۔

واقدی نے کہا ہے۔ کہ کتاب المفضل میں درج ہے۔ کہ پہلی مرتبہ مال غنیمت میں سے خمس کا حصہ جنگ بنو قینقاع میں نکالا گیا۔ جو بدر سے ایک ماہ اور تین روز کے بعد ہوئی جن ایام میں حضور نبی کریمؐ نے متواتر پندرہ رات تک ان کا محاصرہ کیا۔ پس انہوں نے حضورؐ کے فیصلہ پر اپنی رضامندی ظاہر کی۔ اور حضورؐ نے اسی شرط پر اُن سے صلح کی تھی۔ کہ اُن کے مال مسلمانوں کے لئے اور اُن کی عورتیں اور بچے اُن کے اپنے لئے ہوں گے۔ چنانچہ واقعہ ہے۔ کہ حضور رسول مقبولؐ نے اُن کے ہتھیاروں میں سے تین کمانیں اور دو زرہیں اور تین تلواریں لے لیں۔ اور اُن کے اموال میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے نکالا۔

اہلِ بدر کی تعداد

بزاز نے مسند میں بیان کیا ہے۔ کہ بدر کے روز مسلمان کل ۳۱۲ تھے۔ ان میں سے ۸۶ مہاجر اور ۲۲۶ انصار تھے۔ حضرت علیؓ کے ہاتھ مہاجرین کا جھنڈا اور سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں انصار کا جھنڈا تھا۔ ان لوگوں میں سے بیس غلام تھے۔ ان کے ساتھ تین گھوڑے تھے۔ زبیر، مقداد اور مرثد بن ابی مرثد کے گھوڑے۔ اس کے علاوہ ستر اونٹ تھے جن پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ چنانچہ حضور نبی کریمؐ، حضرت

Marfat.com

علیؓ اور مرثدؓ یہ تین اصحاب ایک اونٹ کے حصّہ دار تھے۔ اور حمزہؓ۔ زید بن حارثہ۔ ابو کبشہ اور انبرکہ آخر الذکر دونوں حضور نبی کریمؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ایک اونٹ پر باری باری چڑھتے تھے۔ ایک اونٹ پر حضرت ابو بکرؓ۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ سوار ہوتے تھے۔ ابن ہشام نے بیان کیا ہے۔ کہ کل تین سو چودہ کس تھے۔ تراسی ۸۳ مہاجرین اور اکسٹھ ۶۱ اوس کے انصار۔ اور دو سو ستر خزرج کے انصار۔ اور صحیح بخاری میں ہے کہ قریش کے تمام افراد جن کے لئے جنگ بدر کے اموال میں سے حصہ نکالا گیا۔ اکاسی تھے۔

اسمٰعیل قاضی نے ذکر کیا ہے۔ کہ عبادہ بن صامت نے کہا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی جنگ کیلئے نکلے۔ اور پھر جب اللہ تعالےٰ نے مشرکوں کو شکست دی۔ تو ایک جماعت ان کے تعاقب میں روانہ ہوئی۔ اور ایک جماعت رسول اللہؐ کے ارد گرد حلقہ لئے رہی۔ ایک جماعت نے فوج اور اموالِ غنیمت پر قابو پایا جب وہ لوگ واپس آئے۔ جو مشرکین کے تعاقب میں گئے تھے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ہم مشرکین کے تعاقب میں گئے تھے۔ ہمارے لئے مالِ غنیمت کا حصہ نکالو جن لوگوں نے حضور نبی کریمؐ کے ارد گرد حلقہ کئے رکھا تھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم زیادہ اس کے حق دار ہیں۔ کیونکہ ہم نے رسولؐ کے ارد گرد حلقہ کیا تھا۔ کہ کوئی

آپ کو ناگہاں گزند نہ پوہنچائے۔ اور جن لوگوں نے لشکر پر غلبہ پایا تھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ مالِ غنیمت ہمارا حق ہے۔ اور ہم ہی نے اس پر قبضہ کیا ہے تو اللہ تعالےٰ نے اس بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں:۔

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ ...... الاخرہ

اس کے علاوہ مندرجہ آیت بھی قرآن میں موجود ہے۔

" واعلموا انما غنمتم من شیءٍ فان للہِ خمسہٗ وللرسول "

اسمٰعیل نے کہا۔ کہ حضور نبی صلعم نے بنی نضیر کا مال مہاجروں اور تین انصاریوں کے درمیان جن کے نام سہل بن حنیف۔ ابو دجانہ۔ اور حارث بن صمہ ہیں تقسیم کر دیا۔ کیونکہ مہاجرین جب مدینہ میں وارد ہوئے تھے۔ تو انصار اُن کو اپنی زمینوں کی پیداوار کا نصف حصہ دینے لگے۔ حضور نبی کریم نے فرمایا۔ کہ کیوں نہ میں بنی نضیر کا مال تم میں اور ان میں تقسیم کر دوں۔ اور تم اپنی پیداوار کے متعلق ان کے ساتھ سلوک کرنے کے معاملہ پر قائم رہو۔ اور اگر تم پسند کرو۔ تو میں وہ مال صرف مہاجرین کو دے دوں۔ اور تم جو کچھ اپنی پیداوار میں سے ان کو دیتے ہو۔ وہ بند کر دو۔ انہوں نے عرض کیا آپ انہی کو عطا فرمائیں۔ اور ہم اپنی پیداوار میں سے حصہ دینا بند کر دیں گے چنانچہ جو کچھ تھا وہ رسول اللہ نے مہاجرین کو دے دیا جس سے وہ آسودہ حال ہو گئے۔ اور انصار بھی خوش حال ہو گئے۔ واضح رہے کہ انصار میں

سے ان ہی تین اشخاص نے اپنی محتاجی کی شکایت کی تھی۔

غائب کا حصہ

ابن ہشام۔ ابن سحنون۔ ابن حبیب اور برقی نے ذکر کیا ہے۔ کہ طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن زید جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے تھے۔ وہ شام کو گئے ہوئے تھے حضور رسول مقبولؐ نے ان دونوں کے حصے الگ رکھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہؐ! اور ہمارا اجر۔ فرمایا اور تمہارے اجر بھی۔ اور بخاری نے ذکر کیا ہے۔ کہ عقبی بن عامر انصاری جنگ بدر میں حاضر تھے۔ اور یحییٰ بن معین نے کہا۔ کہ وہ بدر میں حاضر نہ تھے۔ بلکہ بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

ابن سحنون اور ابن حبیب نے ذکر کیا ہے۔ کہ ابو البابہ اور حارث بن حاطب اور عاصم بن عدی حضور نبی کریمؐ کے ہمراہ نکلے۔ تو حضورؐ نے ان کو واپس بھیج دیا۔ ابو البابہ کو مدینہ کا امیر بنایا۔ ابن مکتوم کو نماز پڑھانے پر مقرر کیا۔ اور رسول اللہ نے اُن کے حصے بھی الگ کئے۔ اور حارث بن صمہ مقام ارحا میں مکین گاہ میں تھے۔ تو حضور رسول مقبولؐ نے اُن کا حصہ بھی نکالا تھا۔ ابن ہشام کا بیان ہے۔ کہ خورب بن جبیر بن نعمان کے لئے رسول مقبولؐ نے حصہ نکالا۔ اور اس میں بھی کسی کو اختلاف نہیں۔ کہ حضرت عثمان غیب اپنی بیوی رقیہ بنت رسولؐ کی تیمارداری کے لئے

مدینہ ہیں رہ گئے تھے۔ تو حضورؐ نے اُن کا حصّہ بھی نکالا تھا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ یا رسولؐ اللہ! اور میرا اجر۔ تو فرمایا۔ تمہارا اجر بھی۔

ابن حبیب کا خیال ہے۔ کہ غائب کے لئے حصّہ رکھنا یہ خاص رسولؐ اللہ کے ساتھ ہے۔ اور مسلمانوں نے اس بات پر اجماع کیا ہے۔ کہ غائب کے لئے حصہ نہیں۔ ابن وہب اور ابن نافع نے امام مالک سے روایت کی ہے۔ کہ امام جب کسی شخص کو جنگ کے تعلق میں کہیں بھیجے۔ تو اس کو اس کا حصّہ ادا کرے۔ امام مالک سے یہ بھی روایت ہے۔ کہ اس کا کوئی حصہ نہیں سحنون فرماتے ہیں۔ کہ میں پہلی روایت کا قائل ہُوں۔

صحیح بخاری اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہے۔ کہ حضور رسولؐ نے اُحد کے دن ابن عمر کو واپس کر دیا جب کہ وہ چودہ سال کی عمر کے تھے۔ اور جنگ خندق میں شامل ہونے کی اجازت دے دی جب کہ ان کی عمر ۱۵ سال کی تھی۔ اس کے علاوہ زید بن ثابت اور براء بن عازب کو جنگ خندق میں شمولیت کی اجازت دی۔ اور ان دونوں کی عمر بندرہ پندرہ سال کی تھی۔ اور ابن حبیب نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ آں حضرتؐ عورتوں بچوں اور غلاموں کا حصہ نہیں نکالتے تھے۔ لیکن ان کو اموال غنیمت میں سے کچھ نہ کچھ عطا فرما دیتے تھے۔ امام مالک کا خیال ہے کہ ان کو کچھ نہ دیا جائے۔ صحیح بخاری میں وارد ہے۔ کہ نبی کریمؐ نے اونٹ اور بکریاں تقسیم

Marfat.com

کی ہیں۔ اور دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر قرار دی ہیں۔

انفال کا بیان

مؤطا امام مالک۔ صحیح بخاری اور مسلم میں مروی ہے۔ کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ واقعہ حنین کے لئے نکلے۔ جب باہم مقابلہ و مقاتلہ ہوا۔ تو مسلمانوں میں افراتفری مچ گئی۔ میں نے مشرکین میں سے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ وہ ایک مسلمان پر غالب ہو رہا تھا۔ میں اُس کی طرف گیا۔ اور پیچھے کی طرف سے ہو کر اس کے کندھے پر تلوار ماری۔ وہ میری طرف مُڑا۔ اور اس سختی سے مجھے دبوچا کہ موت میری آنکھوں میں پھر گئی۔ جب وہ قتل ہو گیا۔ تو میں اس کی گرفت سے نکلا۔ پھر میں حضرت عمرؓ کی طرف آیا۔ میں نے کہا۔ کیا ہُوا انہوں نے جواب دیا۔ اللہ کا حکم۔ پھر لوگ واپس ہوئے۔ اور حضور رسولؐ تشریف فرما ہوئے۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ جو کوئی شخص کسی دوسرے کو قتل کرے گا۔ اور اُس کے اس فعل کا شاہد موجود ہو۔ تو اس کا اسباب قاتل کو ملے گا۔ پس میں کھڑا ہو گیا۔ اور پکارا۔ کہ میرا کوئی گواہ ہے۔ پھر میں بیٹھ گیا۔ آپؐ نے تین مرتبہ اسی طرح فرمایا۔ ابو قتادہ کہتے ہیں۔ میں پھر کھڑا ہوا جس پر رسولؐ نے فرمایا۔ ابو قتادہ! کیا بات ہے؟ میں نے حضورؐ کی خدمت میں تمام واقعہ قتل عرض کیا۔ تو ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ! یہ درست کہتے ہیں۔ اُس مقتول کا سامان میرے پاس ہے۔ آپؐ اس میں سے

Marfat.com

ان کو کچھ دے کر راضی کر دیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شیر کی طرف توجہ نہ فرمائیں۔ جو اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر ہے۔ اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے جہاد کرتا ہے۔ اور مقتول کا اسباب تمہیں دے دیں۔ ایک روایت میں "توجہ نہ فرمائیں" کے بجائے "توجہ فرمائیں" کے الفاظ آتے ہیں۔ صحیح بخاری کی کتاب الاحکام میں درج ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ ہرگز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتول کا اسباب قریش کے ایک کمزور آدمی کے حوالے نہ کریں گے۔ کہ اُس سے اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو محروم رکھیں۔ اس پر حضور نبیؐ نے فرمایا۔ سچ کہا۔ مقتول کا اسباب انہیں دے دو۔ ابوقتادہ کہتے ہیں۔ پس میں نے اسباب میں سے ایک زرہ کو بیچ کر اُس سے ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلا مال تھا۔ جو اسلام لانے کے بعد مجھے ملا۔

قاتل کے لئے مقتول کا اسباب جائز نہ ہونے کے دلائل

صحیح بخاری میں مروی ہے۔ کہ مقتول کا وہ اسباب جو قاتل کا حق ہوتا ہے۔ وہ مال غنیمت کے خمس کے علاوہ ہے۔ اور نیز یہ کہ مقتول کے اسباب میں سے پانچواں حصہ الگ نہیں کیا جاتا۔ حضرت امام مالکؒ اور اُن کے

Marfat.com

ہم خیال حضرات کا خیال ہے۔ کہ وہ اسباب خمس میں شامل ہے حضرت امام مالکؒ کے بعض شاگرد اس نظریہ کی تائید میں قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ کہ

"واعلموا انما غنمتم من شیءٍ فان للہ خمسہٗ وللرسول"

انہوں نے مالِ غنیمت کے باقی چار خمس اُن لوگوں کا حق قرار دئے ہیں۔ جو مال غنیمت کو لوٹتے ہیں۔ اندریں حالات یہ جائز نہیں۔ کہ ان کے لئے اس کے علاوہ کچھ اور مال بھی مخصوص کیا جائے۔

اور ہم نے جو یہ کہا ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے خمس کا زائد عطیہ غزوہ حنین میں پہلی مرتبہ عطا کیا ہے۔ تو اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مال خمس کو اپنے اجتہاد کے مطابق خرچ کرنے کا کام حضورؐ کے سپرد فرمایا ہے۔ اور اس بارے میں دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ محولا بالا آیت غزوۂ خیبر اور غزوۂ نضیر کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اندریں حالات اس کی تصریحات کو غزوۂ حنین تک مؤخر کرنے کا کوئی موقعہ نہیں۔ حالانکہ حضورؐ نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی۔ جب جنگ کی آگ سرد پڑ گئی۔ اگر مال غنیمت کی تقسیم کا یہ معاملہ اس سے پہلے فیصل شدہ ہوتا۔ تو حضرت ابو قتادہ کو جو ایک مشہور شہسوار اور حضور نبی کریمؐ کے ایک جلیل القدر اور معزز صحابی تھے۔ اس کا بدرجۂ اُولیٰ علم ہوتا۔ پس مقتول کا اسباب

قاتل کو دے جانا ایک غیر معمولی امر تھا۔ اور اسی لئے تو انہوں نے اس کا مطالبہ نہ کیا۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریمؐ نے اعلان کیا۔ کہ جو شخص کسی کو قتل کرے تو وہ مقتول کے اسباب کا حق دار ہے۔ اور اب یہ بات ان کی چھپی نہ رہی۔

اس بارے میں ایک اور دلیل بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضورؐ نے مقتول کا اسباب حضرت ابو قتادہ کو صرف ایک شہادت کی بنا پر حلف کے بغیر دلا دیا۔ اگر وہ اصل مال غنیمت سمجھا جاتا۔ تو اُسے اُس میں سے الگ کرنے کے لئے واضح دلائل اور گواہان اور حلف کی ضرورت ہوتی۔ بعینہٖ جس طرح دیگر املاک کے لئے ہوتی ہے۔

ایک اور بات بھی قابل لحاظ ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمیں اس بات کی ایک روایت بھی نہیں پہنچی۔ کہ حضور نبی نے کبھی ایسا حکم دیا ہو اور نہ ہمیں یہ معلوم ہے۔ کہ سوائے حنین کے موقعہ کے کبھی حضورؐ نے اس پر عمل کیا ہو اور نہ ہی اس پر حضرت ابو بکرؓ یا حضرت عمرؓ نے ہی کبھی عمل کیا۔ ابن سوار کا قول ہے۔ کہ کسی شخص کو مقتول کا اسباب اور اس کا سامان نہیں دیا گیا سوائے براء ابن مالک کے۔ اور عبد الرزاق نے بھی اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ براء نے ایک سو جنگ جو آدمیوں کو قتل کیا۔ اور یہ ایک سو آدمی ان آدمیوں کے علاوہ تھے جن کو انہوں نے کسی دوسرے کی مدد سے قتل کیا۔

Marfat.com

صحیح بخاری میں وارد ہے۔ کہ بدر کے دن دو انصاری نوجوانوں معاذ بن عمرو اور معاذ بن عفرا نے ابوجہل پر تلواریں چلائیں۔ اور اُسے قتل کیا۔ اس کے بعد وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور واقعہ عرض کیا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا تم دونوں میں سے کس نے اُسے قتل کیا ہے۔ تو اُن میں سے ہر ایک نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ! میں نے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ کیا تم نے اپنی تلواروں کو پونچھ ڈالا۔ انہوں نے کہا۔ نہیں اور اپنی تلواریں حضور کے ملاحظہ کے لئے پیش کیں۔ حضورؐ نے تلواروں کو ملاحظہ فرما کر کہا۔ کہ تم دونوں ہی نے اُسے قتل کیا ہے۔ البتہ اس کا اسباب معاذ بن عمرو کو ملے گا۔

بخاری کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے جنگ بدر کے اختتام پر ابوجہل کو دیکھا۔ کہ وہ گرا پڑا ہے۔ اور اپنی تلوار کے ساتھ لوگوں کو سامنے سے ہٹا رہا ہے۔ تو انہوں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا۔ اور کہا۔ او خدا کی دشمن خدا نے تجھے خوار کر دیا۔ ابوجہل نے کہا۔ او بکریوں کے ذلیل چرواہے۔ تو ایک بڑی دشوار گذار بلندی پر چڑھ گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس پر اپنی تلوار چلائی لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ پھر ابوجہل ہی کی تلوار سے اُس کا سر کاٹ ڈالا۔ اور حضور نبیؐ کے پاس اُسے لے گئے۔ حضور نے وہ تلوار انہی کو بطور انعام عطا فرما دی۔ اس سے پہلے جس شخص نے اُسے زخمی کیا تھا۔ وہ معاذ بن جموح تھا جس نے اس کا پاؤں کاٹ دیا تھا۔ اس کے بعد معاذ بن عمر نے اُسے تلوار ماری جس سے کہ وہ گر گیا لیکن ابھی اس میں جان باقی تھی سب سے آخر حضرت عبداللہ بن مسعود نے اُس کا خاتمہ کر ڈالا۔

Marfat.com

مسلمانوں کے اموال کے متعلق حکم

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ایک گھوڑا جاتا رہا اُسے دشمنوں نے پکڑ لیا۔ اس کے بعد جب مسلمان غالب آگئے۔ تو نبیؐ کے عہد مبارک ہی میں وہ گھوڑا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو واپس مل گیا۔ اسی طرح اُن کا ایک غلام بھاگ گیا تھا۔ جو رومی لشکر میں جا مل گیا۔ وہ پھر مسلمانوں کے ہاتھ آگیا۔ خالدؓ بن ولید نے حضرت نبی کریمؐ کے عہد مبارک کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں اُسے عبداللہؓ کو واپس دے دیا۔

مدونہ۔ واضحہ اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہے۔ کہ ایک مسلمان نے دیکھا کہ اُن کا اونٹ مال غنیمت کے اونٹوں میں ہے۔ حضورؐ نے اُسے حکم دیا کہ اگر ابھی مال غنیمت تقسیم نہیں کیا گیا تو تو اپنا اونٹ

Marfat.com

لے لے۔ اور اگر تقسیم کیا جا چکا ہے۔ تو تو اُسے قیمتاً لینے کا زیادہ حق دار ہے۔
صحیح بخاری۔ صحیح مسلم اور مصنف ابوداؤد میں ہے۔ کہ فتح مکہ کے روز حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ حضورؐ کہاں فروکش ہوں گے؟
حضورؐ نے جواب میں فرمایا۔ ہمارے لئے عقیل نے کون سا گھر باقی چھوڑا ہے
اور بخاری میں یوں بھی آیا ہے۔ کہ سفر حج کے دوران میں حضرت اسامہ بن زیدؓ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! کل آپؐ کہاں اُتریں گے
تو آپؐ نے فرمایا۔ عقیل نے کوئی گھر ہمارے لئے چھوڑا بھی ہے۔ اُس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ہم انشاء اللہ وادیٔ بنی کنانہ میں اُتریں گے۔ جو محصب میں ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ یہ حضورؐ نے اس لئے فرمایا۔ کہ بنی کنانہ نے قریش کے ساتھ مل کر بنی ہاشم کے خلاف قسمیں کھائی تھیں۔ اس بات پر کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کا لین دین نہ کریں گے۔ اور نہ انہیں اپنے ہاں جگہ دیں گے جب حضورؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ تو عقیل ابن ابی طالب نے بنی ہاشم کے تمام گھروں پر قبضہ جما لیا۔ پھر جب انہوں نے اسلام قبول کیا۔ تو وہ ان ہی کے قبضہ میں رہے۔ اور حضور نبی کریمؐ نے فیصلہ فرمایا۔ کہ کسی شخص کے اسلام لانے کے وقت جو چیز اُس کے قبضہ میں ہے۔ وہ اُسی کی ہے۔ خطابی کی کتاب میں وارد ہے۔ کہ عقیل نے عبدالمطلب کے مکان کو فروخت کر دیا۔ کیونکہ وہ ابوطالب کے اموال کے وارث تھے۔ اِس لئے

Marfat.com

کہ حضرت علیؓ نے اپنے والد ابو طالب کی زندگی ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔
اور وہ اُن کے اموال کے وارث نہ ہو سکتے تھے۔ اور ان میں کوئی مکان بھی خاص
حضورؐ کا نہ تھا۔ کیونکہ حضورؐ کے والد معظم حضرت عبد اللہ اپنے والد معظم
حضرت عبد المطلب کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ اور اُن کے اکثر
بیٹے فوت ہو چکے تھے۔ اور جب اُن کا کوئی فرزند نہ رہا۔ تو ان کے مکانات
ابو طالب کے قبضے میں آ گئے۔ اور اُن کی وفات کے بعد عقیل کے قبضے
میں آئے۔ قریش کا دستور تھا۔ کہ وہ ان مسلمانوں پر سختی کیا کرتے تھے۔ جو
ہجرت کر جاتے تھے۔ اور اُن کے گھروں اور زمینوں کو فروخت کر دیتے تھے۔

صحیح بخاری میں وارد ہے۔ کہ حضور نبی صلعم کے پاس کہیں سے دیباج
کے چُغے ہدیہ کے طور پر آئے۔ ان پر سونے کی گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں۔
حضورؐ نے اُن چغوں کو اپنے بعض اصحاب کے درمیان تقسیم فرمایا۔ اور اُن میں
سے ایک چغہ مخرمہ بن نوفل کے لئے الگ رکھ لیا جب وہ ساتھ ہوا تو اس
کے ہمراہ مسور بن مخرمہ بھی تھا۔ اُس نے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی۔
حضور نبی صلعم نے اُس کی آواز سُن لی۔ اور چغہ لے ساتھ
ہی فوراً اُس کے استقبال کے لئے تشریف لے آئے اور فرمایا۔ اے ابو مسور
میں نے تمہارے لئے یہ الگ کر رکھا ہے۔ نسائی نے ذکر کیا ہے کہ مخرمہ
نے حضور نبی کی خدمت میں عرض کیا۔ ان چغوں میں میرا حصہ کہاں ہے

جو حضورؐ نے تقسیم فرمائے ہیں۔ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ یہ قبا میں نے تمہارے لئے الگ رکھی ہے پس اس نے اُسے لے لیا۔ اور آپؐ کا شکریہ ادا کیا۔

معاہد کا حربی کی طرف سے تحفہ

ابن سحنونؒ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ کہ حضور نبی صلعم نے ابو سفیانؓ سے۔ اہل ذمہ سے۔ دحیہ سے۔ مقوقش سے۔ اور اکیدر سے ہدیہ قبول فرمایا اور ان میں سے بعض کو خود بھی ہدیہ دیا۔ اور عیاض کا ہدیہ قبول نہیں کیا مقوقش کے ہدیہ میں ماریہ ام ابراہیم۔ ایک چتکبرا خچرؓ اور ایک گدھا تھا۔ حضورؐ نے ماریہ کو اپنے لئے قبول فرمالیا۔ خچرؓ اور گدھا بھی رکھ لئے حضورؐ کے وصال کے وقت یہ دونوں خچرؓ اور گدھا موجود تھے۔ مقوقش کی طرف سے ہدیہ۔ حاطب بن ابی ملتبعہ کے ذریعے آیا تھا۔ جو حضورؐ کے حکم سے سنہ ۶ھ کو اس کی طرف گئے تھے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ ہدیہ تین لونڈیاں تھیں۔ حضورؐ نے اُن لونڈیوں میں سے ایک جہم بن حذیفہ کو عطا فرمائی۔ اُس کا نام طرق تھا۔ اور دوسری سیریں۔ حسان بن ثابت کو دی جس سے عبدالرحمن پیدا ہوئے۔ وہ ماریہ کی بہن تھی۔

کتاب مسلم میں درج ہے۔ کہ فردہ بن نعاثہ نے حضورؐ کی خدمت میں ایک سفید خچرؓ بطور ہدیہ پیش کیا۔ اور یہی خچر تھا۔ جس پر آپؐ غزوۂ حنین میں میں سوار تھے۔ سحنون کا بیان ہے۔ کہ اگر شاہ روم کی طرف سے کوئی ہدیہ

Marfat.com

امام وقت کو موصول ہو۔ تو اُسے قبول کرنے میں کوئی حرج نہ سمجھنا چاہئے۔ اور وہ خاص اُس کا مال ہوگا۔ اوزاعی کا خیال ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کا مال ہے اور اُس کا عوض دے کر اُسے بیت المال میں رکھنا چاہئے۔ سحنون نے کہا ہے۔ کہ اس کا عوض دینے کی ضرورت نہیں۔ سحنون یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر کسی قاصد کو جو کسی کافر حکمران کی طرف بھیجا جائے۔ کوئی ہدیہ ملے۔ تو وہ اُس کا مال ہے۔ وہ عام مسلمانوں کی ملکیت نہیں۔ اور اس لئے اُس میں سے خمس حصہ نہ نکالا جائے۔ اور جب کوئی قاصد کسی کافر حکمران کی طرف سے آئے۔ تو امیر المومنین کے لئے اس کو کوئی تحفہ دینا ضروری نہیں۔ سوائے اس صورت کے کہ اس میں مسلمانوں کے لئے کوئی بہتری اور موقعہ شناسی کا پہلو ہو۔

صحیح بخاری میں وارد ہے۔ کہ ایلہ کے بادشاہ نے حضور نبی کریم کی خدمت میں ایک سفید خچر بطور تحفہ ارسال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے چادر عطا فرمائی۔ اور اُس کے لئے امان نامہ لکھ دیا۔ یہ واقعہ غزوہ تبوک میں ہوا عمرو بن حارث مروی ہیں۔ کہ حضور نبی صلعم نے اپنے ورثہ کے طور پر صرف سفید خچر اور اپنے ہتھیار چھوڑے۔ اور کچھ زمین جو بطور صدقہ تھی۔ حضرت عائشہ رض کا بیان ہے۔ کہ حضور کے ترکہ میں سے وہ زرہ تھی۔ جو ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض رہن تھی۔

صحیح بخاری میں آیا ہے۔ کہ حضور نبی صلعم نے اپنی وفات کے وقت

Marfat.com

درہم دینار کی قسم سے کوئی چیز نہیں چھوڑی - اور نہ کوئی غلام اور لونڈی یا کوئی اور چیز سوائے اپنی سفید خچر کے اور اپنی اُس زمین کے جو بطور صدقہ تھی چھوڑی۔

اور ابو عبیدہ نے کتاب الاحوال میں لکھا ہے - کہ عامر بن مالک نے حضورؐ کی خدمت میں ایک گھوڑا بطور ہدیہ ارسال کیا - تو حضورؐ نے اُسے واپس کر دیا - اور فرمایا - کہ ہم مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کیا کرتے - اور ابو عبید کہتے ہیں - کہ حضورؐ نے جو ابو سفیان کا ہدیہ قبول فرمایا - تو وہ اس زمانے میں قبول فرمایا تھا جب حضورؐ کے اور اہل مکہ کے درمیان التوائے جنگ کا معاہدہ تھا اور اسی طرح مقوقس شاہِ مصر کا جو ہدیہ حضورؐ نے قبول فرمایا تھا - تو اُس کی وجہ یہ تھی - کہ اُس نے حضورؐ کے اُن قاصدوں کی جو اس کی طرف بھیجے گئے عزت کی - اور حضورؐ کی نبوّت کا اقرار کیا - اور حضورؐ کو اپنے اسلام لانے سے مایوس نہیں کیا - اس سے ثابت ہوا - کہ حضور نبی صلعم نے کبھی ایسے مشرک کا ہدیہ قبول کرنے سے انکار فرمایا جس نے جنگ کا ارادہ کیا ہو - پھر خالد بن ولید نے - اکیدر کو حضور کی خدمت میں لا کر پیش کیا - وہ نصرانی تھا - حضورؐ نے اُس کی جان بخشی کی - اور جزیہ ادا کرنے کی شرط پر اس سے صلح کر لی - اور اُسے رہا کر دیا - پس وہ اپنی بستی کو واپس ہو گیا۔

مال غنیمت کی تقسیم

صحیح بخاری میں امام بخاریؒ نے ایک عنوان حسب ذیل الفاظ میں قائم کیا ہے۔

"نبی صلعم کے اُن عطیات کے بارے میں جو حضور خمس میں سے مؤلفۃ القلوب کو عطا فرماتے تھے۔"

اسے حضور نبیؐ سے عبداللہ بن زید نے روایت کیا ہے۔ زہری کا بیان ہے۔ کہ مجھ سے انسؓ نے ذکر کیا۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کو بنی ہوازن کے اموال عطا کئے۔ اور حضورؐ نے قریش کے بعض لوگوں کو ایک ایک سو اونٹ عطا کئے۔ تو انصار میں سے بعض لوگوں نے کہا۔ اللہ اپنے رسولؐ کو معاف فرمائے۔ آپؐ قریش کو مال دیئے جاتے ہیں۔ اور ہمیں ترک کئے جاتے ہیں حالانکہ اُن کا خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کسی طرح رسول اللہؐ کی خدمت میں انصار کی یہ بات پہنچ گئی۔ اس پر حضورؐ نے سب انصار کو چمڑے کے خیمے کے اندر اکٹھا کیا۔ اور حکم دیا کہ اُن کے ساتھ کوئی غیر نہ آئے۔ جب وہ اکٹھے ہو گئے۔ تو حضورؐ خیمے میں تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ جو تمہاری طرف سے مجھ کو پہنچی ہے۔ اُن کے معزز لوگوں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ہمارے ذمہ دار لوگوں نے تو کچھ نہیں کہا البتہ کچھ نوخیز نوجوانوں نے ایسا ضرور کہا ہے۔ کہ اللہ اپنے رسولؐ کو معاف

Marfat.com

فرمائے۔ وہ قریش کو دیتا ہے۔ اور انصار کو ترک کر رہا ہے۔ حالانکہ خون ہماری تلواروں میں سے ٹپک رہا ہے۔ اس پر حضورؐ نے ارشاد نے فرمایا۔ کہ میں تو انہی لوگوں کو دے رہا ہوں۔ جو آج سے چند دن پہلے ہی کافر تھے۔ لیکن کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو۔ کہ لوگ تو اپنے ہمراہ دنیا کے مال لے جائیں اور تم اللہ کے رسولؐ کو لے جاؤ۔ اور جس چیز کے ساتھ تم لوگ اپنے گھروں میں واپس جاؤ گے۔ وہ چیز اس سے بہتر ہے۔ جس کے ساتھ وہ واپس جائیں گے۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ ہم راضی ہیں۔ تو حضورؐ نے اُن سے فرمایا۔ کہ قریب ہے۔ میرے بعد تم پر اور لوگوں کو شدت کے ساتھ ترجیح دی جائے گی۔

مصنف ابن داؤد میں جبیر بن مطعم سے مروی ہے۔ کہ جب خیبر کا معرکہ ہوا۔ تو حضورؐ نے بنی ہاشم اور بنی مطلب میں رشتہ داروں کے حصوں کو الگ کیا۔ اور بنی نوفل و بنی عبد الشمس کو چھوڑ دیا۔ پس میں اور عثمانؓ۔ نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم بنی ہاشم کی فضیلت کا جو حضورؐ کی قرابت کی وجہ سے ان کو حاصل ہے۔ انکار نہیں کرتے۔ مگر بنی مطلب کا کیا حق ہے۔ کہ حضورؐ ان کو حصہ عطا فرماتے ہیں۔ اور ہمیں چھوڑتے ہیں۔ دراں حالیکہ ہماری قرابت ایک ہی ہے۔ حضور نبیؐ نے جواب میں فرمایا۔ کہ میں اور بنی مطلب جدا جدا نہیں۔ نہ جاہلیت

Marfat.com

میں اور نہ اسلام میں۔ ہم اور وہ تو ایک ہی ہیں۔ اور یہ کہ حضورؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملایا۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ خاص نبی صلعم کا فعل ہے۔ جس سے حضورؐ نے آل مطلب کے ساتھ اپنی یگانگت ظاہر فرمائی کیونکہ وہ بنی ہاشم میں سگے بھائیوں کی اولاد ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ عبد الشمس اور ہاشم توام تھے۔ اور بعض روایات میں کہا گیا ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ تم صبر کرو۔ یہاں تک کہ تم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کو حوض کوثر پر ملو۔ اور اسی طرح اس کو ابو زید نے بھی اپنی روایت میں بیان کیا ہے۔

اور جن لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ نے ترجیح دے کر ایک ایک سو اونٹ عطا کئے۔ وہ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن وغیرہ تھے۔ اور ابن ہشام نے ان کے ساتھ ابو سفیان۔ ان کے بیٹے معاویہ حکیم بن حزام۔ حارث بن ہشام سہیل بن عمرو۔ حویطب بن عبد العزیٰ اور علاء بن حارثہ ثقفی ذکر کیا ہے اور مالک بن عوف صفوان بن امیہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو دو دو سو اونٹ ملے۔ اور ایک جماعت کو ایک سو سے کم دیئے ہیں اور ایک گروہ کو پچاس پچاس عطا کئے۔

کسی شخص نے یہ بھی کہا۔ اے رسول اللہ! آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو ایک ایک سو اونٹ عطا کئے۔ اور جمیل بن سراقہ ضمری کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات مقدس کی جس کے ہاتھ میں

Marfat.com

محمدؐ کی جان ہے۔ کہ جمیل بن سراقہ۔ عیینہ اور اقرع اور اُن جیسے تمام تجربہ کاران روئے زمین سے زیادہ واقف کار ہے۔ لیکن میں نے ان دونوں کی دل جوئی کی خاطر اُسے دیا۔ اور جمیل بن سراقہ کو اس کے اسلام کے سپرد کیا۔

اور صحیح بخاری میں ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ میں بعض لوگوں کو توان کی دلی کمزوری اور بے صبری کی وجہ سے دیتا ہوں۔ اور بعض لوگوں کو اُن کی بھلائی اور بے نیازی کے سپرد کر دیتا ہوں۔ جو اللہ تعالےٰ نے انہیں عطا کی ہے۔ اور ان لوگوں میں سے ایک عمرو بن ثعلب ہیں۔ عمرو کہتے ہیں۔ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کے بدلے میں مجھے ایسے باغ بھی ملیں جن میں سایہ دار اور میوہ دار باغ ہوں۔ تو مجھے پسند نہیں۔

بعض لوگوں کے اعتراضات

غزوۂ حنین کے اموال کی تقسیم کے موقعہ پر ایک شخص نے کہا۔ کہ خدا کی قسم! یہ ایسی تقسیم ہے۔ جس میں انصاف نہیں کیا گیا۔ اور اس میں خدا کی رضا مطلوب نہیں۔ یہ الفاظ بنی تمیم کے ایک شخص نے جو ذوالخویصرہ کہلاتا تھا کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تیرا بُرا ہو جب میں انصاف نہ کروں گا۔ تو اور کون کرے گا۔ اس شخص کا نام خرقوص بن زہیر تھا۔ اُسے ابن سعد شاگرد واقدی نے بیان کیا ہے۔

اور ابراہیم بن محمد کا بھی تمیمی سے ذکر کیا گیا ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے

Marfat.com

حضور نبیؐ کی خدمت میں یمن سے کچھ سونا ارسال کیا۔ تو حضورؐ نے اُسے چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پس ¼ حصہ اقرع بن حابس کو۔ ¼ زید الخیل کو اور ¼ حصہ علقمہ بن علاثہ اور عیینہ بن حصن میں سے ہر ایک کو۔ اتنے میں ایک آدمی جو بے ڈول سی شکل کا تھا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی۔ اور پیشانی اوپر کی طرف اُبھری ہوئی تھی۔ کھڑا ہوا۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے ایک ایسی تقسیم دیکھی ہے جس میں خدا کی رضا مطلوب نہیں رکھی گئی۔ حضورؐ یہ سُن کر برافروختہ ہوئے۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہے۔ کہ حضورؐ خیبر کے اموال کو تقسیم فرما رہے تھے۔ کہ ایک سیاہ فام شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ آج آپ نے تو عدل ہی سے انصاف مد نظر نہیں رکھا۔

مشرکین کی جمع کی ہوئی چیزیں

ابن وہب نے روایت کی ہے۔ کہ جب حضورؐ نے ... واپس آ[illegible] کی خدمت میں چند لوگ آئے۔ اور سوال کیا یا رسول اللہ! ہمیں کچھ عطا فرمائیے حضورؐ نے انہیں کچھ نہ دیا۔ پھر انہوں نے کسی قلعہ کو فتح کیا۔ اور مسلمانوں میں سے کسی آدمی نے چمڑے کا بھرا ہوا ایک تھیلا اٹھا لیا۔ عبداللہ بن عمرو انصاری نے جو مال غنیمت کے نگران تھے۔ اُسے دیکھا اور پکڑ لیا۔ انہوں نے کہا یہ مجھے دے دو۔ کہ میں اسے لوگوں میں بانٹ دوں۔ اُس نے کہا خدا کی قسم! میں یہ آپ کو نہیں دوں گا یہاں تک کہ اسے اپنے ساتھیوں ...

Marfat.com

جائے گوں۔ اس پر بات بڑھ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خبر پہنچی۔ تو حضور نے فرمایا۔ اس شخص کا تھیلہ اسی کے پاس رہنے دو۔ کہ اپنے ساتھیوں کے پاس لے جائے۔ امام مالکؒ نے کہا ہے۔ اور یہ مختصر عبدالحکیم کبیر میں ہے۔ کہ میں یہودیوں کی چربی کا کھانا اچھا نہیں سمجھتا ـــــ

بنی نضیر اور خیبر کے اموال کی تقسیم کا بیان

صحیح بخاری میں حضرت امام بخاری اور ابو عبید نے ذکر کیا ہے۔ کہ بنی نضیر کے اموال جو اللہ تعالے نے اپنے رسولؐ کو عطا فرمائے۔ اُن کے لئے گھوڑ سواروں اور شتر سواروں نے کوئی تکلیف نہیں اٹھائی۔ اور وہ خاص رسولؐ کے لئے تھے۔ جس سے وہ اپنے اہل وعیال پر صرف کر کے باقی کو گھوڑوں اور ہتھیاروں پر اللہ تعالے کے راستے میں خرچ کرتے۔ اور یہ سب بنی نضیر کے مالوں سے تھا۔ اور اس میں سے خمس نہیں نکالا گیا۔ کیونکہ وہ رسول کے لئے خاص تھا۔ اور بنو قریظہ کے مال سے خمس نکالا گیا۔ کیونکہ وہ جنگ کے نتیجے میں ملا تھا۔

جیسا کہ ابو عبید نے ذکر کیا ہے۔ بنی نضیر کا واقعہ۔ بدر کی جنگ کے ٦ ماہ بعد تھا۔ مختصر مدونہ میں ابن شہاب کے حوالے سے ابن ابی زید نے

Marfat.com

ذکر کیا ہے۔ کہ وہ ماہ محرم ۷ھ میں ہوا تھا۔ اور ابن شہاب کے سوائے
باقی لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ ۶ھ میں واقع ہوا۔ اور سورۂ حشر انہی کے
بارہ میں نازل ہوئی۔ امام مالکؒ نے فرمایا ہے۔ کہ خیبر کو تھوڑی سی جنگ کے
بعد فتح کیا۔ اور اس میں سے خمس نکالا گیا۔ مگر وہ تھوڑا سا مال جو زبردستی یا
صلح کے ذریعہ ان سے ملا تھا۔ اس میں سے پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا۔ میں یہ
کہتا ہوں۔ کہ زبردستی اور جنگ ایک ہی چیز ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ میری
مراد صلح ہے۔ اور میں نے ابن شہاب کو یہ بھی کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ خیبر
زبردستی فتح کیا گیا۔ اور کچھ ان میں سے جنگ کے ساتھ بھی۔ اور مجھے معلوم
نہیں کہ اس سے ان کی کیا مراد ہے۔

امام مالکؒ کے بیان کے مطابق خیبر کا مال غنیمت اٹھارہ سو آدمیوں
پر تقسیم کیا گیا۔ اور ہر سو آدمی کے لئے ایک حصہ تھا۔ کل اٹھارہ حصے تھے۔ ابو
عبید نے کہا۔ کہ حضورؐ نے خیبر کے مال کو ۳۶ حصوں پر تقسیم کیا۔ ان میں ہر
ایک حصہ سو حصوں میں تقسیم تھا۔ ان اموال میں سے نصف حضورؐ نے اپنی
ضروریات اور پیش آمدنی کے لئے رکھا۔ اور نصف مسلمانوں کے درمیان تقسیم
فرما دیا۔ جن جائدادوں کو حضورؐ نے وقف کیا ہے۔ ان میں سے قلعہ کتیبہ۔
قلعہ وطیح اور قلعہ سلالم تھے۔ جب یہ تمام اراضی رسول اللہ کے ہاتھ آ گئی
اور مسلمانوں میں ایسے اشخاص کافی تعداد میں نہیں تھے جو زمین پر کام کر سکتے

Marfat.com

کے اہل ہوں۔ تو حضورؐ نے اُس میں سے نصف اراضی یہود کو کام کے لئے دے دی۔ اور اصح میں ہے۔ کہ وہ سات باغ جنہیں حضورؐ نے وقف فرمایا تھا۔ وہ بنی نضیر کی اراضی میں سے تھے۔ اور عنقریب اس کے بعد خمس کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ اگر بعد کے زمانے میں آنے والے لوگوں کی ضروریات کا احساس نہ ہوتا۔ تو میں جس علاقے کو فتح کرتا۔ اُسے اُسی وقت مسلمانوں کے درمیان اُسی طرح تقسیم کر دیتا۔ جس طرح حضور نبی کریمؐ نے خیبر کو تقسیم فرما دیا تھا۔

حضرت امام مالکؒ اور ابو عبید نے ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت بلالؓ اور اُن کے بعض اصحاب نے حضرت عمرؓ سے مطالبہ کیا۔ کہ شام کا فتح شدہ علاقہ اُن میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور چونکہ حضرت بلال نے یہ مطالبہ زیادہ شدت اور اصرار کے ساتھ کیا تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے خدا سے فریاد کی۔ کہ الٰہی ان لوگوں سے مجھے مخلصی بخش۔ ابھی وہ سال تمام نہ ہوا تھا۔ کہ وہ سب صاحبان فوت ہو گئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ کہ خیبر کا معرکہ ہجری ۶ھ کے صفر کے مہینہ میں ہوا۔ اور حضرت امام مالکؒ کا خیال ہے۔ کہ نہیں۔ وہ سخت سردی کے موسم میں ہوا۔ اس معرکہ میں حضور نبی کریمؐ کے بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہمارے لئے جنگ کرنا سخت مشکل ہے۔ حضور نے وجہ دریافت کی۔ تو عرض کیا۔ کہ سردی کی شدت ہے۔ اور ہم بھوک اور عریانی سے لاچار ہیں۔ اس پر حضور نبی کریمؐ نے

Marfat.com

دعا فرمائی۔ کہ الٰہی! آج کسی ایسے قلعہ پر فتح عطا کر جس میں کھانا اور چربی موجود
ہو پس اِس دعا کے بعد خیبر کا قلعہ فتح ہو گیا۔ ابن ہشام کا خیال ہے۔ کہ خیبر
کا مال اہلِ حدیبیہ پر تقسیم کر دیا گیا۔ خواہ وہ حاضر تھے یا غائب۔ اور اُن میں سے
سوائے حضرت جابر بن عبداللہ کے کوئی غیر حاضر نہ تھا۔ اور حضور نبی کریمؐ نے
جابر کا حصہ بھی ان لوگوں کے برابر ہی رکھا۔ جو وہاں موجود تھے۔ مفضل کا
خیال ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے ان لوگوں کے لئے بھی جو حضور کے درمیان اور
اہلِ فدک کے مابین صلح کرانے کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ [illegible]
سامان رکھا تھا۔ ان ہی کی موجودگی میں محیصہ بن مسعود بھی تھے جنہیں
حضورؐ نے تیس وسق جو عطا کئے تھے +

Marfat.com

قاصد کو قتل نہ کئے جانے کا قاعدہ

مصنف ابی داؤد میں نعیم بن مسعود سے مروی ہے۔ کہ جب مسیلمہ کذّاب نے حضور نبی صلعم کی خدمت میں خط لکھا۔ اور حضورؐ کی بارگاہ میں وہ پڑھا گیا۔ تو میں نے سُنا۔ کہ حضورؐ نے اُن دو قاصدوں کو جو وہ خط لائے تھے کہا۔ کہ تم دونوں کا اس بات کے بارے میں جو وہ کہتا ہے۔ کیا خیال ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ کہ ہمارا بھی وہی خیال ہے۔ جو اُس نے لکھا ہے حضورؐ نے اس پر ارشاد فرمایا۔ خدا کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی۔ کہ قاصد کو قتل نہیں کیا جاتا۔ تو تم دونوں کی گردن اڑا دی جاتی۔ ابو رافع بیان کرتے ہیں۔ کہ جب میں قریش کی طرف سے پیغام بر ہو کر حضور نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مجھ پر حق کھل گیا۔ اور میں اسلام لے آیا۔ تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ!

اب میں لوٹ کر قریش کی طرف نہ جاؤں گا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ میں عہد
کی خلاف ورزی نہ کروں گا۔ اور نہ قاصد کو روکوں گا۔ اس لئے اب تو تم
واپس چلے جاؤ۔ اور پھر بھی اگر تمہارے دل کی یہی کیفیت رہی تو آجانا۔
چنانچہ میں واپس چلا گیا۔ اور اس کے بعد پھر واپس آکر حضورؐ کی خدمت میں
حاضر ہو گیا۔ اور اسلام قبول کیا۔

صحیح بخاری میں وارد ہے۔ کہ صلح حدیبیہ کے دوران میں ابو جندل
بیڑیوں میں جکڑے حاضر ہوئے۔ اس حالت میں کہ وہ اپنے آپ کو گھسیٹ کر
چلتے تھے حضور نبی صلعم نے اس عہد کی وجہ سے جو حضورؐ نے قریش کے ساتھ
کیا تھا کہ ان کی طرف سے جو شخص ہماری طرف آئے گا۔ اسے ہم واپس کر دیں
گے۔ ابو جندل کو واپس مکہ چلے جانے کا ارشاد فرمایا۔ ابو سفیان [illegible]
نے کہا ہے۔ کہ ابو جندل کے بارے میں حضور نبی کا کوئی [illegible]
کہ انہیں ان کے باپ اور ان کے اپنے گھر والوں کی طرف واپس کیا گیا تھا۔
البتہ اگر کوئی عورت مکہ سے آئی۔ تو اسے واپس نہیں کیا جاتا تھا کیونکہ اللہ
تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان ایمان لانے والی عورتوں کو کافروں کے پاس
واپس نہ بھیجو۔ قرآن کریم کی یہ آیت اس شخص کے لئے ایک شافی دلیل ہے
جس کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت سے حدیث منسوخ ہو سکتی ہے
اسی امام بخاری نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے [illegible]

Marfat.com

والیں سہیل بن عمرو کی طرف لوٹایا گیا تھا۔ اور یہی وہ شخص ہے جس نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضور نبیؐ کے ساتھ منجملہ دیگر شرائط کے یہ بھی شرط رکھی کہ اگر کوئی مشرکین مکّہ کی طرف سے مدینہ آئے گا۔ تو اُسے واپس کر دیا جائے گا اور مزید یہ کہ محمدؐ اور اُن کے صحابہ مکّہ میں سال آیندہ آئیں گے۔ اور صرف تین یوم کے لئے ٹھہریں گے۔ اور اس کے علاوہ یہ بھی۔ کہ مکّہ میں داخل ہوتے وقت اُن کے پاس ہتھیار کی قسم کی کوئی چیز نہ ہو گی۔ سوائے تلوار اور کمان کے جو غلاف کے اندر ہوں گی۔ اور حضور نبیؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ معاہدہ قریش اور ہمارے مابین ایک چوکھٹ کے جوڑ کی طرح ہے۔ کہ اگر اس کا کوئی حصہ ٹوٹ جائے۔ تو ساری چوکھٹ بے کار ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ مکّہ میں ابو جندل کے آنے کا واقعہ سہیل بن عمرو کے مدینہ جانے اور عہدنامہ قرار پا جانے سے پہلے ہوا ہے۔ یہ بھی روایت ہے۔ کہ یہ سہیل ان لوگوں میں سے تھا۔ جو معرکہ بدر کے دن قید ہوئے تھے۔

مفصّل نے ذکر کیا ہے۔ کہ صلح حدیبیہ کے روز سبیعہ اسلمیہ نام ایک خاتون مسلمان ہو کر مکّہ سے آئیں۔ بعد میں اُن کا خاوند اُن کی تلاش میں آن پہنچا۔ اور حضورؐ کی خدمت میں آ کر کہنے لگا۔ یا محمدؐ! ابھی تو ہمارے معاہدے کی تحریر کی سیاہی بھی خشک ہونے میں نہیں آئی۔ اس پہ اللہ تعالےٰ نے ذیل کی آیات نازل فرمائیں۔

Marfat.com

(ترجمہ) مسلمانو! جب تمہارے پاس مسلمان خواتین ہجرت کر کے آ جائیں .... الاخرہ۔

پس حضورؐ نے خاتون مذکورہ سے قسم اٹھانے کے لیے کہا۔ پس اُس نے خدا کی قسم کھا کر کہا۔ کہ میں اپنے شوہر سے کسی ذاتی جھگڑے یا کسی ایسی ہی قسم کی اور وجہ سے نہیں نکلی۔ بلکہ میں صرف اسلام اور اس کی محبّت کی وجہ سے یہاں آئی ہوں۔ اس پر حضورؐ نے حکم دیا۔ کہ اس مرد کو اس کا ادا کردہ مہر اور دیگر خرچ دے دیا جائے۔ پس وہ دے دیا گیا۔ اور خاتون کو واپس نہ کیا گیا۔

Marfat.com

امان دینے کے متعلق احکام

کلبیؒ نے تفسیر ابن سلام میں کہا ہے۔ کہ بعض مشرکوں کو جو حضورؐ کے ساتھ کسی معاہدہ میں شریک نہ تھے۔ اور نہ ہی وہ حج کے موقعہ پر حاضر تھے۔ یہ اطلاع ملی۔ کہ پیغمبرِ اسلامؐ نے ماہ محرّم کے اختتام کے بعد ایسے مشرکوں کے ساتھ جنگ، کا حکم دے دیا ہے۔ پس وہ لوگ حضور نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تاکہ حضورؐ کے ساتھ تجدید عہد کریں۔ یہ واقعہ ماہ محرّم کے اختتام کے بعد ہوا۔ حضورؐ نے اُن کے سامنے اسلام۔ ادائیگی نماز و زکوٰۃ کے شرائط پیش کئے۔ جو انہوں نے منظور نہ کئے۔ اس پر حضورؐ نے اُنہیں اپنے علاقوں میں واپس جانے کی اجازت دی۔ اور وہ اپنے وطن پہنچ گئے۔ یہ لوگ بنی قیس بن ثعلبہ کے عیسائی تھے۔ پھر وہ لوگ یمامہ سے ملے۔ اور

Marfat.com

اُن میں سے کچھ نے تو اسلام قبول کر لیا۔ اور بعض لوگ اپنے دین پر قائم رہے

مسند ابن ابی شیبہ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایک مسلمان فوجی دستہ نے کچھ مال اپنے قبضے میں لیا۔ یہ مال حضرت نبی کریمؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے خاوند ابوالعاصؓ کا تھا۔ وہ بھاگ گئے تھے۔ لیکن رات کو خفیہ طور پر حضرت زینبؓ کے ہاں اُس مال کی طلب میں آئے۔ اور اُن کے ہاں پناہ لی جب حضورؐ نے صبح کی نماز کی تکبیر کہی۔ تو حضرت زینبؓ نے عورتوں کی صف میں سے پکار کر کہا۔ کہ لوگو! میں نے ابوالعاص کو پناہ دی۔ جب حضورؐ نے نماز سے سلام پھیرا۔ تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ کہ جو کچھ میں نے سُنا تم لوگوں نے بھی سنا ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ جی ہاں! ہم نے سُن لیا۔ پھر فرمایا قسم ہے۔ اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ مجھے اس معاملہ کے بارے میں اس بات کے سننے سے پہلے قطعاً کوئی علم نہ تھا۔ اور یقیناً مسلمانوں میں کا ایک ادنیٰ شخص بھی کسی شخص کو مسلمانوں سے بچانے کے لئے اسے اپنے پاس پناہ دے سکتا ہے۔ اس کے بعد حضورؐ اپنی بیٹی کے پاس گئے۔ اور انہیں ہدایت کی۔ کہ ابوالعاص کی تواضع کرو۔ لیکن وہ تمہارے قریب نہ آنے پائے۔ اس لئے کہ تم اُن کے لئے حلال نہیں پھر حضورؐ نے لوگوں سے کہا۔ اے لوگو! اگر احسان کرو۔ اور ابوالعاص کا مال اُسے واپس دے دو۔ تو یہ پسندیدہ امر ہے۔ اور اگر [illegible]

کو منظور نہ کرو۔ تو یہ اللہ کی طرف سے غنیمت کا مال ہے۔ جس کے تم زیادہ حق دار ہو۔ اس پر لوگوں نے وہ سارے کا سارا مال ابوالعاص کو واپس کر دیا۔ پس ابوالعاص اس مال کو لے کر مکّہ واپس چلے گئے۔ اور قریش کے ہر شخص کو جس کی طرف سے اُن کے ذمے کچھ نکلتا تھا۔ اس کے مواجب ادا کر دئے۔ انہوں نے کہا۔ خدا تم کو جزا دے۔ تم واقعی ایماندار ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی۔ کہ اللہ تعالٰے کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور نیز یہ کہ محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ خدا کی قسم مجھے اس سے پہلے اسلام لانے میں یہ احتمال تھا۔ کہ تم خیال کرو گے۔ مال ہضم کرنے کی خاطر مسلمان ہو گیا ہے۔ پس جب اللہ تعالٰے نے تمہارے مواجب ادا کرنے کا سامان کر دیا۔ تو میں نے اسلام قبول کر لیا۔

اس کے بعد ابوالعاص مکّہ سے نکلے۔ اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

ایک دوسری روایت میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب حضور نبی کریمؐ نے اُن انصار کو جنہوں نے حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ کو قید کیا تھا۔ اشارہ کیا۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ کہ اگر حضورؐ اجازت دیں تو ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ چھوڑ دیتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میں ایک درہم چھوڑنے کے لئے بھی نہیں کہتا۔ جب رسولؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے اپنے خاوند ابوالعاص کے فدیہ میں اپنا وہ ہار بھیجا۔ جو ان کی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ

Marfat.com

نے انہیں شادی کے دن پہنا کر بھیجا تھا۔ حضور نبیؐ نے جب اُس ہار کو دیکھا تو انصار سے کہا۔ کہ اگر مناسب سمجھو۔ تو اُس کا قیدی اُس کے لیئے چھوڑ دو اور اُس کا ہار واپس کر دو۔

کہا جاتا ہے۔ کہ حضورؐ کا یہ فعل اس لیئے تھا۔ کہ جب ابوالعاصؓ کی رہائی کے لیئے ارسال کردہ مال اُن کے فدیہ کے سبب پورا نہ ہو سکا۔ اور حضرت زینب نے وہ ہار جو اُن کو اُن کی والدہ حضرت خدیجہؓ نے عنایت کیا تھا فدیہ کی رقم پورا کرنے کے لیئے بھیج دیا۔ تو آپ پر رقّت طاری ہو گئی۔ اور ابوالعاص کے پاس مال نہ تھا۔ البتہ ان کے پاس قریش کے اموال اور امانتیں تھیں جن کے ساتھ وہ تجارت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے جیسا کہ ذکر ہوا سب واپس کر دیئے۔

اور حضورؐ نے انصار کو فرمایا۔ کہ عباسؓ کے فدیہ سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔ کیونکہ وہ مال دار ہیں۔ اور اسی بنا پر حضور نبیؐ نے حضرت عباس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ آپ اپنے بھتیجوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کرو۔ کیونکہ تم مال دار اور صاحبِ توفیق ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس مال نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ مال کیا ہوا۔ جو آپ نے مکہ میں امّ فضل کے پاس رکھا تھا۔ ایسی حالت میں کہ آپ وہاں سے روانہ ہو رہے تھے۔ اور تم دونوں کے پاس اس وقت اور کوئی نہ تھا۔ اور پھر آپ نے یہ

Marfat.com

بھی کہا تھا۔ کہ اگر میں اس سفر میں کام آگیا۔ تو اتنا مال فضل کے لئے اور اتنا مال عبداللہ کے لئے۔ حضرت عباسؓ نے جواب دیا۔ قسم ہے۔ اُس ذات پاک کی۔ جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ام فضل کے سوائے اور کسی کو اس معاملے کا علم نہ تھا۔ پس میں یقین کرتا ہوں۔ کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں پھر اپنا فدیہ ایک سو اوقیہ سونا اور باقی ہر ایک کے لئے چالیس چالیس اوقیہ سونا ادا کیا۔ اسی طرح ابن قاسم اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ آپ لوگوں نے مجھے لوگوں کے آگے سوال کرنے کے لائق بنا دیا۔ اس کے بعد عباسؓ اسلام لے آئے۔ اور پھر عقیل کو بھی اسلام لانے کے لئے کہا۔ اور وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ اور قیدیوں میں سے سوائے ان دو کے اور کسی نے اسلام قبول نہیں کیا۔

معانی انحاس میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عباسؓ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ جب میں قید ہوا۔ تو میرے پاس بیس اوقیہ سونا تھا۔ وہ مجھ سے لے لیا گیا تو اللہ تعالےٰ نے اس کے عوض مجھے بیس غلام عطا کئے۔ اور مغفرت کا وعدہ بھی فرمایا۔

اور مؤطا امام مالکؒ میں ابو نضر سے روایت کی گئی ہے۔ کہ ام ہانی بنت ابو طالب کے غلام ابو مرہ نے اُن سے کہا۔ کہ ام ہانی کہتی ہیں کہ فتح مکہ کے موقعہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں گئی۔ حضورؐ اس وقت غسل

Marfat.com

فرار ہو گئے تھے۔ اور حضورؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ پردہ کئے تھیں
جب حضورؐ غسل سے فارغ ہوئے۔ تو کھڑے ہو کر ایک ہی کپڑے
میں لپٹے ہوئے آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے۔
تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! میرے ماں جائے (علیؓ) نے
ایک ایسے آدمی کو قتل کرنے کا قصد کیا ہے۔ جسے میں نے پناہ دی
ہے۔ اور وہ فلاں شخص ہے۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اے ام ہانی
جس شخص کو تم نے پناہ دی۔ اسے ہم نے پناہ دی۔ ام ہانی کہتی ہیں۔
یہ چاشت کی نماز تھی۔ شخص مذکور ام ہانی کے خاوند تھے۔

ابن سحنون کی کتاب اور واضحہ میں درج ہے۔ کہ حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمانوں میں سے ایک ادنیٰ
آدمی بھی کسی کو مسلمانوں سے بچانے کے لئے پناہ دے سکتا
ہے۔

ابن حبیب کا خیال ہے۔ کہ ادنیٰ آدمی کے پناہ دینے کے
معنی یہ ہیں۔ کہ کوئی کم رتبہ آدمی مثلاً آزاد۔ غلام عورت یا لڑکا
جو امان کے معنی سمجھتا ہو۔ وہ ایسے شخص کو امان دے سکتا ہے۔
ابن ماجشون کا خیال ہے۔ کہ کسی ایسے شخص کو امان دینا کسی فوج
یا کسی فوجی دستے کے افسر کے لئے جائز ہے۔ اور کسی اور کے لئے

نہیں - لیکن ابن شعبان قرطبی کا خیال ہے - کہ ابن ماجشون کا یہ قول عام قول کے خلاف ہے +

Marfat.com

جزیہ کے احکام

ابن حبیب کہتے ہیں۔ کہ جب حضور نبی کریمؐ ابتداً مبعوث ہوئے۔ تو جہاد اور جزیہ کے بغیر مبعوث ہوئے تھے۔ اور آپؐ نے ایسی حالت میں دس سال تک مکہ میں قیام رکھا۔ اور اس دوران میں اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو کسی جارحانہ اقدام کی اجازت نہ دی۔ تاآنکہ اللہ تعالےٰ نے آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ جن مسلمانوں سے جنگ کی جاتی ہے۔ انہیں لڑنے کی اجازت ہے۔ اس واسطے کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ دالخ) اس طرح آپؐ کو جنگ کرنے والوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اور جنگ نہ کرنے والوں کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا۔ چنانچہ فرمایا کہ

اگر وہ تم سے الگ رہیں۔ اور تم سے نہ لڑیں۔ اور تمہاری طرف

Marfat.com

صلح کے پیغام بھیجیں۔ تو ایسے لوگوں پر دست درازی کرنے
کا راستہ اللہ نے نہیں رکھا۔ (النساء)

اس کے بعد ہجرت کے آٹھ سال گذرنے پر --- سورہ برأۃ نازل ہوئی۔ اور آپ کو اُن تمام اعراب کے ساتھ جو اسلام نہیں لائے تھے۔ جنگ کرنے کا حکم ہوا۔ خواہ وہ آپ سے جنگ کرتے ہوں۔ یا آپ سے الگ رہتے ہوں۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے آپ سے معاہدہ کر لیا۔ اور کسی قسم کی خلاف ورزی عہد کے مرتکب نہیں ہوئے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ "قتل کرو تم اُن کو جہاں تم پاؤ اُن کو۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کریں۔ اور نماز قائم کریں"

اور عربوں میں سے وہ لوگ جو اسلام سے وابستہ نہ ہوئے۔ مستثنےٰ نہیں رکھے گئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو اہلِ کتاب کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کریں۔ یا جزیہ ادا کریں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ "جنگ کرو۔ اُن لوگوں سے جو اللہ تعالےٰ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روزِ قیامت پر۔ ان میں وہ عرب شامل ہیں۔ جو اہلِ کتاب کے دین سے وابستہ ہو گئے"۔ چنانچہ نبیؐ نے اہلِ نجران اور اہلِ ایلہ سے جزیہ لیا۔ جو عیسائی عرب تھے۔ اور اہلِ دومۃ الجندل سے بھی کہ اُن میں سے اکثر عیسائی تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے سوائے اہلِ کتاب کے کسی کو جزیہ سے مستثنےٰ نہیں فرمایا اور اپنے نبیؐ کو اُن کے سوائے دوسری قوموں سے لڑنے کا حکم دیا۔ اور پھر

Marfat.com

آتش پرستوں کے لئے قرآن کریم کے ذریعے وہ حکم منسوخ کر دیا جو حدیث میں تھا۔ اور اس طرح عجم کے مجوسیوں سے جزیہ لینا حلال کر دیا جب وہ اس پر رضامند ہوں۔ اور عرب کے مشرکوں کے لئے جو بت پرست تھے یہ بات قائم رکھی۔ کہ ان سے جنگ کی جائے۔ یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ اور ان سے جزیہ کبھی قبول نہ کیا جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس بات میں ان کے ساتھ امتیازی سلوک ہوا تھا۔

جزیہ کی مقدار

مصنف عبدالرزاق اور ابو عبیدہ کی کتاب الاموال میں درج ہے کہ حضور نبیؐ نے معاذ بن جبل کو حکم دیا کہ اہل یمن میں سے ہر بالغ مرد اور بالغ عورت سے جزیہ لیں۔ اور ابو عبید نے مزید یہ کہا کہ غلام ہو یا آزاد ہو ایک دینار۔ اور اس کی قیمت کی یمنی چادر۔ اور اسی پر امام شافعی کا عمل ہے۔ اور حضرت امام مالکؒ حضرت عمرؓ کے طریق پر عمل پیرا ہیں جب سے انہوں نے سونے کے چار دینار اور چاندی کے چالیس درہم مقرر کئے۔ اور عورتوں اور غلاموں پر جزیہ روا نہیں رکھا۔ بعض اہل علم نے کہا ہے اس حدیث سے یہ معنی ہیں کہ حضور نبیؐ کو اہل یمن کی تنگدستی کا حال معلوم تھا۔ اور حضرت عمرؓ کو اہل شام کی آسودہ حالی سے واقفیت تھی۔ اور شہرستانی نے تمام قوموں کے بارے میں کہا ہے کہ جب وہ عطا نہ کریں اور اب

تو اُن سے قبول کر لیا جائے۔ چنانچہ اہلِ کتاب کے ساتھ کتاب اللہ سے اور حدیث کے ساتھ آتش پرستوں سے معاہدہ کیا جائے۔ اور ابن وہب کہتے ہیں۔ کہ نبیؐ نے قریش سے اسلام یا جزیہ پر جنگ کی۔ اور جو لوگ مثلاً تغلب اور تنوخ وغیرہ کسی مذہب میں داخل نہیں۔ اُن سے جزیہ قبول نہیں کیا۔ اور ان کے ساتھ اسلام کے نام پر جنگ کی گئی۔ اور جو شخص ان میں سے اہل کتاب کے کسی دین میں شامل ہو گیا۔ اُس سے جزیہ قبول کیا گیا۔ سحنون کہتے ہیں۔ میرا ایسا خیال نہیں۔ کیونکہ نبیؐ نے فرمایا ہے۔ کہ ان کے ساتھ اہل کتاب کا سا برتاؤ کرو۔ اور نبیؐ نے اہل ہجر اور رفندہ ابن مساوی کی طرف اسلام کی دعوت کا فرمان لکھا۔ اور کہا۔ کہ جو شخص اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کرے۔ اس پر جزیہ واجب ہے۔ اور عرب وغیرہ کی کوئی تمیز نہیں کی۔ اگرچہ اُن میں آتش پرست وغیرہ موجود تھے۔

Marfat.com

مقدّماتِ نکاح

عورت کی مرضی

خلوت صحیحہ کے پہلے شوہر کا انتقال

حاملہ عورت کے ساتھ نکاح

شوہر پر عورت کے نفقہ کی ذمہ داری

خاوند اور بیوی میں کام کی تقسیم

مہر کی تعداد

حضرت علیؓ کا ایک معاملہ

رضاع کے متعلق رسول اللہؐ کا حکم

بعض اور صورتوں کے لئے احکام

عورت کی مرضی

موطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، نسائی اور مسند [illegible]

خنسا بنت خذام سے روایت ہے۔ کہ ان کے والد نے ان کا نکاح ان کی

مرضی کے بغیر ایک ایسے آدمی سے کر دیا تھا وہ پہلے [illegible]

جسے وہ ناپسند بھی کرتی تھی۔ وہ حضور صلعم کی خدمت [illegible]

عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرا نکاح فسخ فرما [illegible]

عرض داشت سن کر اس کا نکاح فسخ فرما دیا۔ [illegible]

مصنف عبدالرزاق میں ایک اور [illegible]

[illegible] کا نکاح اس کے والد نے اس کی [illegible]

[illegible]

اس بارے میں اُسے اپنی مرضی کا مختار قرار دیا۔

اور ابن صریح نے بیان کیا۔ کہ ایک بیوہ اور ایک کنواری لڑکی کا نکاح اُن کے باپ نے اُن کی رضامندی کے بغیر کر دیا۔ وہ حضور نبیؐ کی خدمت میں تنسیخ نکاح کی غرض سے حاضر ہوئیں۔ اور حضورؐ نے ان کے نکاح فسخ کر دئے۔ عبداللہ بن بردہ نے روایت کی ہے۔ کہ ایک کنواری عورت حضور نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کی۔ کہ میرے باپ نے اپنی ادنی حالت کو درست کرنے کے لئے میرا نکاح میری مرضی کے بغیر اپنے ایک بھتیجے کے ساتھ کر دیا ہے۔ کیا اس بارے میں مجھے کچھ عرض کرنے کا اختیار ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ میں یہ تو نہیں چاہتی۔ کہ اپنے باپ کے کئے ہوئے کام کو نامنظور کر دوں۔ البتہ میری یہ خواہش ہے۔ کہ مجھے معلوم ہو جائے عورتوں کو اس بارے میں کوئی اختیار ہے۔ یا نہیں۔ واضح میں درج ہے۔ کہ جب حضورؐ اپنی کسی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتے۔ تو پردہ کی طرف آتے۔ پھر فرماتے کہ فلاں شخص فلاں لڑکی کے لئے نکاح کی درخواست کرتا ہے۔ پھر اگر وہ پردے کو ہلاتی۔ یا کوئی اشارہ کر دیتی۔ تو اس کا نکاح نہ کرتے۔ اور اگر خاموش ہو رہتی۔ تو اس کا نکاح کر دیتے۔

مدونہ میں حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے مروی ہے۔ کہ حضورؐ نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح جب حضرت عثمانؓ سے کیا۔ تو ان دونوں سے

Marfat.com

اس بارے میں مشورہ نہیں کیا۔ اسی طرح ابنِ وضّاح کی روایت میں ہے۔
اور حسن بصری کہتے ہیں۔ کہ جو عورت ایک مرتبہ خاوند دیکھ چکی ہو۔ اس کے
باپ کا حق ہے۔ کہ وہ اس کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کر دے۔ اور اسمٰعیل نے
کہا ہے۔ کہ اس نظریہ میں ایک فقہی نکتہ ہے۔ لیکن یہ اجماع کے خلاف ہے
اور نخعی کہتے ہیں۔ کہ یہ حکم اس وقت کے لئے ہے۔ کہ اگر وہ لڑکی اُس کے
عیال میں سے ہو۔ اسمٰعیل قاضی کہتے ہیں۔ کہ حضور نبیؐ نے اپنی بعض صاحبزادیوں
کا نکاح ہجرت سے قبل اور بعض کا ہجرت سے بعد کیا۔ اور حقیقت یہ ہے
کہ اس بارے میں احکام کی پختگی کا زمانہ ہجرت کے بعد ہی کا ہے۔ اور یہ امر
معلوم نہیں۔ کہ ہجرت کے بعد حضور نبی کریمؐ نے کسی ایسی لڑکی کا نکاح کیا
ہو جس کا اس سے پہلے شوہر نہ تھا۔ سوائے حضرت فاطمہؓ کے جن کا نکاح
حضرت علیؓ کے ساتھ ہوا۔ اور چونکہ حضورؐ کی صاحبزادی رقیہؓ ابولہب کے
لڑکے عتبہ کے نکاح میں تھیں۔ جس نے انہیں طلاق دے دی۔ تو حضورؐ نے
ان کا نکاح حضرت عثمانؓ کے ساتھ کر دیا۔ اور حسن کی وہ روایت جس میں ذکر
ہے۔ کہ حضورؐ نے اپنی دو لڑکیوں کا نکاح حضرت عثمان سے کیا۔ اور
اُن سے مشورہ نہیں کیا تو شاید وہ حضرت ام کلثوم ہوں۔ کیونکہ حضورؐ
نے اپنی ہجرت کے بعد حضرت فاطمہؓ اور ام کلثومؓ کے سوائے اور کسی بیٹی
کا نکاح نہیں کیا۔ ان میں حالت اسمٰعیل کی روایت ابن وضّاح کی روا...

Marfat.com

کے خلاف ہے جس میں دو لڑکیوں کے متعلق کہا گیا ہے۔ اور معارف میں ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ حضورؐ نے رقیہؓ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کا نکاح مدینہ میں کیا۔ اور پھر ان کے بعد ام کلثومؓ کے ساتھ اور وہ بھی مدینہ ہی میں۔ اور مزید یہ کہ ان میں سے رقیہؓ کے ساتھ ابولہب کے بیٹے عتبہ اور ام کلثومؓ کے ساتھ عتیبہ کا نکاح تھا۔ جنہوں نے رخصتی سے قبل ہی ہر دو کو طلاق دے دی تھی۔

Marfat.com

خلوت صحیحہ سے پہلے شوہر کا انتقال

نسائی اور مصنف عبد الرزاق میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا۔ کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر مقرر نہ کیا۔ اور نہ خلوت صحیحہ ہوئی۔ اور وہ مر گیا۔ اس کے بارے کیا حکم ہے آپ اس کے جواب کو ایک ماہ تک ٹلاتے رہے۔ اس کے بعد جناب باری کی بارگاہ میں مخاطب ہو کر فرمایا۔ الٰہی میں اس بارے میں اپنا جواب پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ صحیح ہے تو وہ تیری طرف سے ہوگا۔ اور اگر غلطی ہوئی تو میری طرف ہوگی۔ اور نسائی میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر غلط ہوا تو وہ شیطان کی طرف سے ہوگا۔ بعد میں آپ نے فرمایا۔ میرا قیاس ہے کہ اس کے لئے مہر ایسی عورتوں کے برابر ہونا چاہئے۔ جو اس کے خاندان کی

کی عورتوں کے برابر ہو۔ اور وہ ورثہ کا حق دار ہے۔ اور اس معاملہ میں عدت کی میعاد چار ماہ اور دس دن ہے۔ یہ فتویٰ سن کر بنی اشجع میں کے چند لوگ کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے بھی ورشق کی لڑکی بردع کے بارے میں اسی قسم کا فیصلہ دیا تھا۔ مصنف عبدالرزاق میں ہے۔ کہ ورشق کی بیٹی بنی اداس سے تھی۔ اور بنی اداس کا قبیلہ بنی عامر سے ہے۔ اور وہ لوگ جو حضورؐ کے محولہ بالا فیصلہ کے وقت موقعہ پر موجود تھے۔ وہ معقل بن سنانؓ اور اُسی کی قوم کے بعض لوگ تھے۔ اور حضرت علیؓ کا قول ہے کہ اس عورت کے لیئے کوئی حق مہر نہیں۔ اور یہی خیال فرید کا بھی ہے۔ اور اسی پر مالک کا بھی عمل ہے۔ البتہ سفیان، حسن اور قتادہ کا عمل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فتویٰ پر ہے۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر ایک اعرابی کی تصدیق قابلِ قبول نہیں۔ اور دونوں کتابوں میں درج ہے۔ کہ جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اس بات کا علم ہوا۔ کہ جو فتویٰ انہوں نے دیا ہے۔ اُسی کے مطابق حضور نبی کریمؐ بھی فتویٰ دے چکے ہیں۔ تو انہیں اس بات سے اتنی خوشی ہوئی۔ کہ کسی بات سے نہ ہوئی تھی +

Marfat.com

حاملہ عورت کے ساتھ نکاح

مصنف عبدالرزاق میں سعید بن مسیب کی زبانی مروی ہے جنہوں نے انصار کے ایک شخص بصرہ نامی سے روایت کی کہ جب میں نے ایک عورت سے نکاح کیا اور جب دونوں اکٹھے ہوئے تو میں نے دیکھا کہ وہ حاملہ ہے۔ اس پر حضور نبی نے حکم دیا کہ یہ عورت مہر کی حق دار ہے۔ کیونکہ تم نے اس سے صحبت کی۔ اور بچہ تیرے لئے غلام ہے۔ اور جب عورت وضع حمل سے فارغ ہو جائے۔ تو اسے درے لگاؤ۔ اور حضورؐ نے ان دونوں کو الگ کر دیا۔

اور موطا امام مالک، صحیح بخاری، مسلم اور نسائی میں فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے کہ ان کے خاوند ابو عمرو بن حفص نے انہیں طلاق

Marfat.com

بتہ دی۔ اور مسلم اور نسائی کی کتاب میں یہ بھی ہے۔ کہ اُسے آخری طلاق دی۔ اس کے بعد اُس نے شام سے کسی آدمی کے ہاتھ اُن کے لئے کچھ جو ارسال کیئے۔ اس پر فاطمہ ناراض ہوئی۔ اور اُس نے کہا۔ کہ تمہاری طرف سے اب مجھ پر کوئی حق نہیں۔ اور نسائی کی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حارث بن ہشام نے اس طرف خرچ بھیجا۔ تو وہ ناراض ہوئی۔ اُس نے کہا۔ ہمارے ذمے تمہارا خرچ نہیں ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ تو حاملہ ہو۔ اور نہ تو ہمارے گھر میں رہ سکتی ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ اس بارے میں ہماری رضامندی اور اجازت حاصل ہو۔ مسلم میں وارد ہے۔ کہ اس کی طرف پانچ صاع جو یا پانچ صاع کھجور بھیجے گئے۔ وہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور آپ سے اس امر کا ذکر کیا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ تیرے لئے نفقہ واجب نہیں۔

مسلم کی کتاب میں فاطمہ کی زبانی درج ہے۔ کہ میں نے اپنے شوہر کے ساتھ اپنے گھر اور خرچ کے معاملے میں رسولؐ کی موجودگی میں تنازعہ کیا۔ تو حضورؐ نے دونوں مطالبات کے بارے میں میرے خلاف فیصلہ کیا۔ اور نسائی کا بیان ہے۔ کہ حضورؐ نے اُسے حکم دیا۔ کہ تم امِ شریک کے ہاں عدت کا زمانہ گزارو۔ اور اس کے بعد فرمایا۔ اُس عورت کے ہاں میرے اصحاب کی آمد و رفت ہے۔ اس لئے تم ابنِ مکتوم کے پاس جو نابینا ہے۔ اپنی عدت

Marfat.com

کی عدت گذار و۔ کہ تم وہاں آزادی کے ساتھ رہ سکو گی۔ اور جب تم عدت گذار لو۔ تو مجھے اطلاع دو۔ پس جب میں نے عدت کا زمانہ بسر کر لیا۔ تو حضور کو اطلاع دی۔ اور ساتھ ہی میں نے یہ بھی عرض کیا۔ کہ معاویہ بن ابوسفیان اور ابو جہم ہر دو نے مجھے نکاح کے پیغامات بھیجے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ کہ ابو جہم تو کبھی اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا۔ اور معاویہ مفلوک الحال ہے۔ اس کے پاس مال نہیں۔ اس لئے تو اسامہ بن زید سے نکاح کر لے۔ لیکن میں نے اسامہ کو ناپسند کیا۔ اس پر حضور نے دوبارہ فرمایا۔ کہ تو اسامہ سے نکاح کر لے پس میں نے اُن سے نکاح کر لیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے مجھے بہتری دی۔ یہاں تک کہ میری حالت قابل رشک ہو گئی۔

خطابی کہتے ہیں۔ کہ فاطمہ کا یہ کہنا۔ کہ میں نے حضور نبی کی موجودگی میں تنازعہ کیا۔ تو آپ نے نہ میرے رہنے کے لئے گھر اور نہ خرچ دلایا۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور نے جب اسے اپنے خاوند کے گھر سے چلے جانے کا حکم دیا۔ تو وہ اس کی حکمت سمجھنے سے قاصر رہی۔ انہیں حالات اُس نے یہ گمان کیا۔ کہ مجھے گھر کا حق ہی حاصل نہیں۔ اسی لئے اُس نے کہا۔ کہ حضور نے میرے لئے رہنے کے گھر اور خرچ کا میرے حق میں فیصلہ نہ کیا۔ حالانکہ حضور کا یہ کہنا۔ کہ تو اپنی عدت کے دنوں کو ابن مکتوم کے ہاں گذارے۔ اس کے حق کو واجب کر رہا ہے۔

Marfat.com

فائدہ ۱ دو آدمیوں کے لئے ایک عورت سے نکاح کی درخواست کرنا جائز ہے۔

۲ ایک قریشی عورت کا نکاح غلام سے جائز ہے۔ کیونکہ فاطمہ قریشیہ تھیں۔ اور اسامہ بن زید غلام۔

۳ اگر کوئی شخص نکاح کی درخواست کرے۔ تو اس کے نقائص کا اظہار غیبت میں داخل نہیں۔ کیونکہ حضور نے اس میں ابوجہم کی سختی اور معاویہ کی غریبی کا ذکر کیا ہے۔ اور اہل علم نے ایسے شخص کے بارے میں اور کسی مقدمہ میں اور کسی امام کی تفتیش حالات کے بارے میں اس قسم کے اظہار بیان کی اجازت دی ہے۔

۴ کسی شخص کا عیب کسی حد تک مبالغہ کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے کیونکہ اگرچہ ابوجہم سوتا بھی تھا۔ کھاتا بھی تھا۔ اور بیٹھتا بھی تھا۔ لیکن نبیؐ نے اس کی حالت اسی طرح بیان فرمائی۔ کہ وہ اپنے کندھے سے لاٹھی اتارتا ہی نہیں۔

۵ طلاق یافتہ عورت کا اپنے شوہر کے گھر سے نکلنا مباح ہے جب اسی کی باتوں سے اس کے شوہر کے گھر والوں کو دکھ پہنچے۔ جس طرح فاطمہ نے کیا۔ اور یہ نامناسب بات ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ ان کو گھروں سے نہ نکالو۔ اور نہ وہ خود نکلیں۔ سوائے

Marfat.com

اس لئے کہ بے حیائی سے نکل آئیں۔ اور اس بات کو ابن
مزین نے بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے
کہ فاطمہ نے حضورؐ کی خدمت میں مکان کی خرابی کی شکایت
کی تھی۔ اور اس پر حضورؐ نے انہیں اس بارے میں اجازت
دی۔

۶ طلاق بتہ والی عورت کے لئے نفقہ واجب نہیں ہے۔ اور
بعض اہل علم نے اسی واقعہ کی بنا پر یہ بھی کہا ہے۔ کہ ایسی عورت
کے لئے رہنے کے گھر کا حق بھی نہیں۔

۷ اجنبی لوگ اور نیک اور صالح خاتون کی زیارت کے لئے
جا سکتے ہیں۔

۸ کوئی شخص جو حاضر نہ ہو اس کی غیبت میں اس کے بارے
میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ابو عمرو نے فاطمہ کو
ایسی حالت میں طلاق دی تھی۔ کہ وہ شام میں تھا۔ اس نے
مکان کو تبدیل کیا۔ اور حالانکہ وہ موجود نہ تھا۔ اور حضورؐ نبیؐ
نے فاطمہ کو اجازت دی۔ اور یہ خیال سہیلی کا ہے

مصنف ابی داؤد میں وارد ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم
ایک عورت کے کہنے سے اپنے خدا کے حکم اور اپنے رسول کی سنت کو

Marfat.com

ترک نہیں کر سکتے۔ ہمیں کیا معلوم ہو۔ کہ اُس کا حافظہ صحیح ہو۔ یا نہ ہو ✤

maintenance

شوہر پر عورت کے نفقہ کی ذمہ داری

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور کی خدمت میں ہندہ بنت عتبہ آئی۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرا خاوند ابوسفیان ایک کنجوس اور بخیل آدمی ہے۔ اور وہ مجھے اتنا مال نہیں دیتا جو میرے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو۔ سوائے اس مال کے جو میں اس کی بے خبری میں لے لوں۔ حضور نے فرمایا۔ کہ اتنا مال لے لیا کر۔ جو عادت و دیانت کے لحاظ سے تیرے اور تیرے بچوں کے لئے کافی ہو۔

حضور کے اس فیصلے [illegible] ہے کہ ایسے شخص کے بارے میں جو موقع پر موجود نہ ہو فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اور بخاری نے اس پر باب بھی [illegible] ہے [illegible] کے لئے قاضی وقت سے [illegible]

Marfat.com

دیا ہے۔ کہ وہ اپنے علم کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرے۔ جب کہ لوگ اُس کے فیصلے پر بدگمان نہ ہوں۔ اور نہ تہمت رکھیں۔ اور امر واقعہ ایک مشہور بات ہو۔ اور نیز یہ کہ جو شخص کسی کو اُس کے جائز حق سے محروم رکھے۔ اور وہ اس مال کو پالے۔ تو اسی کے لئے جائز ہے۔ کہ اُس کی بے خبری میں اپنے حق کے مطابق اُس سے لے لے" حضرت امام مالکؒ کے شاگردوں میں اس مسئلہ پر اختلاف ہے +

خاوند اور بیوی میں کام کی تقسیم

واضح میں مروی ہے۔ کہ حضورؐ نے حضرت علیؑ اور ان کی بیوی فاطمہؑ بنت رسولؐ کے بارے میں فیصلہ کیا۔ ہر دو حضرات نے حضورؐ کی خدمت میں گھر کے کام کے بارے میں شکایت کی۔ اس پر حضورؐ نے حضرت فاطمہؑ کو گھر کے اندرونی کام اور حضرت علیؑ کو بیرونی کاموں کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ ابن حبیب کہتے ہیں۔ گھر کے اندرونی کام یہ ہیں۔ آٹا گوندھنا۔ روٹی پکانا۔ بستر بچھانا گھر میں جھاڑو دینا۔ اور پانی بھرنا جب کہ پانی گھر کے ساتھ ہی ہو۔ اور گھر کے دوسرے متفرق کام۔ اور بخاری، مسلم اور نسائی نے ذکر کیا ہے۔ کہ فاطمہؑ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں شکایت کی کہ چکی پیسنے سے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ اور ان کو یہ اطلاع

Marfat.com

ملی تھی۔ کہ حضورؐ کے پاس کچھ کنیزیں آئی ہیں۔ چنانچہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ بحالیکہ ہم آرام کے لئے بستروں پر لیٹ گئے تھے۔ ہم حضورؐ کی آمد پر کھڑے ہونے لگے۔ تو فرمایا۔ لیٹے رہو۔ آپ تشریف لاکر ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے حضورؐ کے پاؤں کی ٹھنڈک کو محسوس کیا۔ اور فرمایا۔ کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتا دُوں۔ جو تمہارے لئے سوال سے بہتر ہے۔ کہ جب تم سونے لگو۔ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ۔ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ۔ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔ پس یہ تم دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اس وظیفہ کو کبھی ترک نہیں کیا۔

Marfat.com

مہر کی مقدار

نسائی اور مصنف عبدالرزاق میں مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کے ساتھ اپنے نکاح میں اپنی زرہ حطمیہ نامی بطور مہر دی جسے پانچ سو درہم میں فروخت کیا گیا تھا۔ حضور رسولؐ نے اس رقم کے کچھ حصہ کی خوشبو خرید فرمائی۔ مصنف عبدالرزاق میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کے نکاح میں ۴۸۰ درہم چاندی ادا کی اور جہیز کی صورت میں حضرت رسول پاکؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو مندرجہ ذیل چیزیں دیں۔

- ایک بستر دھاریوں والی چادر ایک تکیہ چمڑے کا جس میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی اور ایک مشکیزہ۔

حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہجرت کے [illegible] سال ہوا [illegible]

Marfat.com

کا خیال ہے۔ کہ ہجرت کے دوسرے سال بائیسویں مہینے پر ہوا تھا۔ البتہ اس بارے میں اختلاف نہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ حضرت رسولؐ خدا کے گھر ہجرت کے سال اوّل میں ماہ شوال میں آئی تھیں۔

موطا امام مالک۔ بخاری۔ مسلم اور نسائی میں وارد ہے۔ کہ رسولؐ خدا کی خدمت میں آ کر ایک عورت نے آکر عرض کیا۔ کہ مجھے اپنے نکاح میں قبول کر لیجئے۔ وہ دیر تک کھڑی رہی۔ اور اس کے بعد مجلس میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔ یا رسولؐ اللہ! اگر آپؐ اسے قبول نہیں فرماتے۔ تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس اس کا مہر ادا کرنے کے لئے کچھ ہے۔ اس نے کہا۔ سوائے اس تہمد کے اور کچھ نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اگر تُو نے اسے بھی دے ڈالا۔ تو تو خالی رہ جائے گا۔ کوئی اور چیز دیکھ۔ اس نے عرض کیا۔ مجھے کوئی چیز نہیں ملتی۔ فرمایا۔ پھر تلاش کرو۔ خواہ کوئی لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔ لیکن تلاش کے باوجود اسے کچھ بھی نہ ملا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے۔ اس نے عرض کیا۔ جی ہاں فلاں فلاں سُورتیں یاد ہے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ میں نے اتنے قرآن کے بارے میں جو تجھے حفظ ہے۔ اس عورت کے ساتھ تیرا نکاح کر دیا۔ کہتے ہیں کہ یہ عورت خولہ بنت حکیم تھی۔ اور بعض نے کہا۔ ام شریک۔

اس معاملات سے ایک فقہی نکتہ یہ ملتا ہے۔ کہ جس شخص کا کوئی ولی نہ ہو

Marfat.com

حاکم وقت اس کا ولی ہوتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ نکاح اسباب کے عوض
میں بھی ہو سکتا ہے جس طرح حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ
سے زرہ کے عوض کر دیا تھا۔ تیسرا نکتہ یہ ہے۔ کہ قرآن کی تعلیم کا معاوضہ
جائز ہے۔ البتہ ابن حبیب کے خیال میں یہ حدیث منسوخ ہے۔ مگر
ان کے سوائے دوسروں نے کہا ہے۔ کہ یہ صرف حضور نبیؐ کی خصوصیات
میں سے ہے۔ اور صحابہ۔ تابعین۔ اور فقہا میں سے کسی نے بھی اس پر عمل
نہیں کیا۔ سوائے حضرت امام شافعیؒ کے۔ اور ممکن ہے۔ کہ وہ عورت تمام
انہی سورت کو یاد کر رہی ہو۔ اور یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ نکاح کرنے پر ہی رضامند ہو۔ اور اس نے اپنے آپ کو آپ
کی خدمت میں ہبہ کر دیا ہو۔ اور صحابہؓ میں سے کسی نے بھی پانچ درہم یا اس
سے کم پر نکاح نہیں کیا۔ سوائے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے جنہوں
نے کھجور کی ایک گٹھلی کے برابر سونے پر نکاح کیا تھا۔ جو پانچ درہم قیمت
کا تھا۔ اور ابن منذر نے اشرف میں لکھا ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے حضرت ام سلمہؓ
کے ساتھ اتنے مال کے عوض نکاح کیا تھا۔ جو دس درہم کی قیمت کے برابر
تھا۔ اور واضح رہے۔ کہ امہات المومنین سے نکاح جو حضور نبیؐ کے ساتھ
ہوئے تھے۔ ان کے مہر کی تعداد پانچ پانچ سو درہم تھی۔ اور وثائق ابن عطار
میں بھی پانسو درہم ہے۔ نوادر وغیرہ میں یہ بھی درج ہے کہ حضرت نبی

Marfat.com

نے ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ سے چار ہزار درہم پر نکاح کیا۔ اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ چار سو دینار طلائی پر کیا +

Marfat.com

حضرت علیؓ کا ایک معاملہ

صحیح بخاری، مسند، سنن ابن داؤد اور دوسری صحیح میں درج ہے کہ حضرت علیؓ
نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کی درخواست کی۔ اور بنو ہشام بن مغیرہ نے اس
بارے میں حضورؐ سے اجازت طلب کی۔ حضورؐ نے ان کو اجازت نہ دی۔ بتایا
جاتا ہے کہ حضور نبی غصہ میں گھر سے نکلے۔ مسجد میں تشریف لائے منبر پر جلوہ افروز
ہوئے۔ جب لوگ حضور کے ارد گرد جمع ہو گئے تو آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی
اور کہا کہ ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح علی ابن ابی طالب
کے ساتھ کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ میں ان کو اجازت نہیں دیتا
سوائے اس کے کہ علی ابن ابی طالب اس بات کا ارادہ کریں کہ وہ میری
بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ میری بیٹی میرے

Marfat.com

وجود کا ٹکڑا ہے۔ جس بات سے اُسے دکھ ہوتا ہے اُس سے مجھے دکھ ہوتا ہے اور مجھے وہ بات تشویش میں ڈالتی ہے۔ جو اُسے تشویش میں ڈالتی ہے۔ اور خدا کے رسولؐ کی بیٹیؓ اور خدا کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ جمع نہ ہوں گی۔ مجھے احتمال ہے۔ کہ فاطمہؓ اپنے دین کے بارے میں کسی فتنہ میں نہ ڈالی جائے۔ میں کسی حلال کو حرام نہیں ٹھہراتا۔ نہ کسی حرام کو حلال کرتا ہوں۔ لیکن خدا کی قسم اللہ کے رسولؐ کی بیٹیؓ اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہونگی"

اور ابن حبیب، کا قول ہے۔ کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں۔ کہ رسول اللہ کے اس فعل سے اپنے لئے ایسے معاملات کے بارے میں کوئی دلیل پکڑے۔ اس لئے کہ یہ نبیؐ کی خصوصیات میں سے ہے۔

ایک مجوسی کا واقعہ

مدونہ وغیرہ میں لکھا ہے۔ کہ غیلان بن سلمہ ثقفی نے اسلام قبول کیا۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ تیرے نکاح میں دس عورتیں ہیں۔ تو اُن میں سے چار کو اپنے پاس رکھ لے۔ اور باقی کو الگ کر دے۔ اور فیروز دیلمی کا بیان ہے کہ جب میں اسلام لایا۔ تو میرے نکاح میں دو عورتیں تھیں۔ جو سگی بہنیں تھیں۔ میں نے رسول اللہؐ سے عرض کی۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ ان دونوں میں سے تو جس کو چاہے طلاق دے دے۔

رضاع کے متعلق رسُول اللہؐ کا حکم

صحیح بخاری میں حضرت ام حبیبہؓ سے مروی ہے۔ کہ میں نے حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آپ کو ابو سفیان کی بیٹی قبول ہے؟ فرمایا۔ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ میں نے عرض کیا۔ نکاح کر لیجئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تجھے یہ پسند ہے۔ میں نے جواب دیا۔ میں اکیلی نہیں ہوں۔ اور مجھے اپنی سوکنوں میں سے اپنی ایک بہن پسند ہے۔ حضورؐ نے جواب دیا کہ وہ مجھ پر حلال نہیں۔ میں نے جواب دیا۔ مجھے اطلاع ملی ہے۔ کہ آپؐ درّہ کے ساتھ نکاح کی درخواست کر رہے ہیں۔ آپؐ نے جواب دیا۔ ام سلمہ کی بیٹی۔ میں نے جواب دیا۔ ہاں۔ فرمایا۔ اگر وہ میری پرورده نہ بھی ہوتی۔ تب بھی وہ میرے لئے حلال نہ تھی۔ کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ تجھے اور اس

Marfat.com

کے باپ ابوسلمہ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا ہے۔ اس لئے تم اپنی بیٹیوں اور
بہنوں کا ذکر اس سلسلے میں نہ کرو۔

عروہ کہتے ہیں۔ ثوبیہ ابولہب کی ایک لونڈی تھی۔ جسے اُس نے آزاد کر دیا تھا۔ اُس نے حضور نبیؐ کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابولہب مر گیا۔ تو آپؐ کے کسی اہل خانہ نے اُسے خواب کے اندر بری حالت میں دیکھا اُس نے اس سے پوچھا۔ تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ اُس نے جواب دیا میرے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں ہوا۔ البتہ اس بات کے لئے کہ میں نے ثوبیہ کے آزاد کرانے کی کوشش کی۔ عروہ نے کہا ہے۔ کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ تو ہمارے پاس ایک سیاہ فام عورت آئی۔ اُس نے کہا۔ کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ پس میں نبیؐ کے حضور حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں نے فلاں عورت کی فلاں بیٹی سے نکاح کیا تو ہمارے پاس ایک سیاہ فام عورت آئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ اور وہ جھوٹ کہتی ہے۔ اس پر آپؐ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ جب میں نے پھر آپؐ کے سامنے آ کر عرض کیا۔ کہ وہ عورت جھوٹ بولتی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ تم اس بات کو کیا کہتے ہو۔ جب کہ اُسے یقین ہے۔ کہ اُس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ اِسے اپنے سے علیحدہ کردو۔

مدونہ میں واقع ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے رضاع کے بارے میں تنہا

Marfat.com

ایک عورت کا شہادت کو کافی نہیں خیال کیا۔ اور یہ کہ حضورؐ کی خدمت میں ایک عورت کے رضاع کی خبر دی گئی۔ تو حضورؐ نے مسکرا دیا۔ اور فرمایا کیوں کہ تمہارا اور اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔ اس حالت میں کہ تم نے اور تمہاری بیوی نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے۔ اور بخاری میں یہ بھی آیا ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ تم اس سے کس طرح ہم صحبت ہو سکتے ہو۔ پس اس عورت کو اس کے خاوند نے الگ کر دیا۔ اور اس عورت نے ایک اور شخص سے نکاح کر لیا +

Marfat.com

بعض اور صورتوں کے لئے احکام

مؤطا امام مالکؒ۔ صحیح بخاری اور نسائی میں وارد ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ
کے عہد میں ایک شخص رفاعہ بن سموال نے اپنی عورت تمیمہ بنت وہب کو
تین طلاقیں دیں۔ اس پر عبدالرحمٰن ابن زبیر نے اُس سے نکاح کر لیا لیکن
وہ اپنی بیماری کے باعث اُس کے قریب تک نہ جا سکے۔ اور پھر اس کو
طلاق دے دی۔ اب رفاعہ نے پھر اُس سے نکاح کرنا چاہا۔ تو حضورؐ نے
اُسے نکاح سے منع فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ وہ اب تیرے لئے حلال نہیں۔
جب تک کہ وہ کسی دوسرے شوہر کی صحبت میں نہ رہے۔ ایک اور کتاب
میں ہے۔ کہ جب تک وہ شوہر کی اور شوہر اس کی صحبت کا لطف حاصل
نہ کرے۔

اس واقعہ میں ایک فقہی نکتہ یہ ہے۔ کہ جب خاوند اور عورت جمع ہوں جب کہ عورت خواب میں ہو۔ یا لذت محسوس نہ کرتی ہو۔ یا مرد مباشرت کی کوشش کرے۔ اور عورت لذت اندوز نہ ہو۔ تو وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں۔ اور ربیع بن میسرہ جہنی نے کہا۔ کہ ہم حضور نبیؐ کی خدمت میں فتح مکہ کے سال آئے۔ تو حضورؐ نے ہمیں متعہ کی اجازت دی۔ میں اور میرا ایک دوست بنی عامر کی ایک عورت کے پاس گئے۔ جو گویا ایک لمبی گردن والی جوان اونٹنی تھی۔ اور ہم دونوں نے اپنی اپنی چادروں کے عوض اس سے متعہ کرنے کے لئے کہا۔ وہ میرے ساتھی کو تاڑنے لگی۔ میرے دوست نے کہا۔ کہ میری چادر اس کی چادر سے اچھی ہے۔ وہ کہنے لگی جیسی بھی اس کی چادر ہو۔ ہمیں یہی منظور ہے۔ پس میں اس کے ساتھ تین دن تک کے لئے رہا۔ پھر رسولؐ اللہ نے متعہ سے منع فرما دیا۔ اور فرمایا کہ اللہ نے اس کو حرام کر دیا ہے۔ اس لئے جس کسی کے پاس اس طرح کی کوئی عورت ہو۔ وہ اسے چھوڑ دے۔ اور جو کچھ اس نے عورت کو دیا ہے۔ وہ واپس نہ لے۔ اس شخص نے بیان کیا۔ کہ میرے اور اس عورت کے درمیان دس دن کی میعاد مقرر تھی۔ میں نے اس کے ساتھ ابھی ایک ہی رات گذاری تھی۔ کہ صبح کو باہر نکلنے پر میں نے دیکھا۔ کہ رسولؐ خدا رکن اور دروازے کے درمیان کھڑے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ میں نے تم کو عورتوں کے ساتھ

Marfat.com

متعہ کرنے کی جو اجازت دی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اُسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا۔ پس جس شخص کے پاس اس قسم کی کوئی عورت ہو۔ وہ اُسے چھوڑ دے۔ اور جو کچھ اُس نے انہیں دیا ہے۔ وہ واپس نہ لے۔

راویوں نے متعہ کے حرام ہونے کے بارے میں وقت کا اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ متعہ کی حُرمت کا حکم خیبر کے سال ہوا۔ بعض کا خیال ہے۔ کہ نہیں ہجری ۶ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد ہوا۔ لیکن ابو عبید کا خیال ہے۔ کہ حُرمت کا حکم سال فتح مکہ میں ہوا۔

حضرت میمونہؓ کے نکاح کے متعلق رسولؐ اللہ کا حکم

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عامر بن زید سے روایت ہے۔ کہ ہمیں ابن عباسؓ نے خبر دی۔ کہ حضور نبیؐ نے حضرت میمونہؓ سے ایسی حالت میں نکاح کیا جب کہ آپ حالتِ احرام میں تھے۔ اور اس کے علاوہ مسلم نے یزید بن مسلم کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ کہ مجھ سے میری خالہ حضرت میمونہؓ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ نے ایسی حالت میں اُن سے نکاح کیا جب کہ آپ حالتِ احرام میں تھے۔ واضح ہے۔ کہ آپ غیر محرم تھے۔ اور یہ بھی ذکر ہے۔ کہ آپ مقام سرف میں تھے۔ کہ آپ حضرت میمونہ کو اپنے گھر لائے۔ اور امام مالکؒ نے فرمایا۔ کہ ابن موانس کی کتاب میں ہے جب حضور نبیؐ نے مکہ میں سال حدیبیہ میں اُن کے ساتھ نکاح کیا۔ تو قریش نے کہا۔ کہ آپ ان کو مکہ میں اپنے گھر لائیں۔ پس آپ تشریف لے گئے

اور مقام سرف میں انہیں اپنے گھر لائے۔

بیویوں کی باری کے بارے میں حکم

احادیث سے ثابت ہے۔ کہ جب حضورؐ نے ام سلمہؓ سے نکاح کیا۔ اور اُن کے ہاں تین دن رہے۔ اور پھر دوسری بیوی کے ہاں جانے کا ارادہ کیا۔ تو انہوں نے آپ کو روک لیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر آپ چاہیں۔ تو میں سات دن تک آپ کے ہاں رہوں۔ اور سات سات دن دوسری بیوی کے پاس اور اگر چاہیں تو تین دن تک کے لئے۔ آپ نے عرض کیا اچھا تین دن رہئیے۔

حضور نبی کریمؐ ہمیشہ ان بیویوں کے درمیان مساوات قائم رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ اگرچہ آپ کے لئے ایسا کرنا لازم نہ تھا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے اجازت دی ہے۔ کہ

اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو۔ اور جتنے دن چاہو۔ اپنے سے الگ رکھو۔ اور جس کو چاہو۔ اور جب تک چاہو۔ اپنے پاس رکھو۔ اور نیز یہ کہ جن عورتوں کو تم نے ایک خاص وقت سے الگ کر دیا تھا۔ اگر تم ان کو پھر اپنے پاس واپس بلا لو۔ تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ (الاحزاب ۱)

مؤطا امام مالک اور مدونہ میں ابن شہاب سے روایت ہے کہ رافع بن خدیج نے ایک نوجوان لڑکی سے نکاح کیا [illegible]

Marfat.com

اُن کے نکاح میں تھی۔ انہوں نے نکاح کے بعد نوجوان بیوی کو مقدّم رکھا۔
پس رافع نے رسولِ خدا کی خدمت میں شکایت کی۔ تو حضور نے فرمایا۔ ان دونوں
کے درمیان انصاف کرو۔ ورنہ اُسے چھوڑ دو۔ اس پر رافع نے کہا۔ کہ اگر تو
پسند کرتی ہے۔ کہ ترجیح کی اسی صورت پر قائم رہے۔ جس پر تو اب قائم ہے۔
یا اگر تو چاہے۔ تو طلاق دے دُوں۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں یہ حکم
نازل کیا۔ کہ اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے کسی زیادتی یا بے رغبتی
کا اندیشہ ہو۔ تو دونوں کے لئے اس بارے میں کوئی حرج کی بات نہیں۔
کہ باہم کوئی بات طے کر کے آپس میں صلح کر لیں۔ اور صلح بہتر ہے (النساء)
راوی نے کہا۔ کہ بس وہ اس بات پر راضی ہو گئی۔ یہ الفاظ مدونہ کے ہیں۔
اور مؤطّا میں یہ ذکر نہیں۔ کہ اس کے بارے میں قرآن اترا۔

Marfat.com

مقدمات طلاق

حائضہ کی طلاق

خلع کے بارے میں حضورؐ کا حکم

تخییر کے بارے میں رسولؐ اللہ کا حکم

حلال چیزوں کو حرام قرار دینا

تین سے کم طلاقیں

بچے کی کفالت کا معاملہ

ظہار کے بارہ میں حکم

لعان کی صورت میں بچے کی ماں کو سپردگی

Marfat.com

حائضہ کی طلاق

موطا امام مالک، بخاری، مسلم اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے حضور نبی کریمؐ کے عہد مبارک میں اپنی ایک بیوی کو طلاق دی۔ ایسی حالت میں کہ وہ حائضہ تھیں۔ تو اُن کے والد حضرت عمرؓ نے اس بارے میں رسول اللہؐ سے دریافت کیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اُسے حکم دو کہ رجوع کرے۔ اور پھر اُسے طہارت تک اپنے پاس رکھے۔ اس کے بعد جب اُسے حیض آئے۔ اور اس کے بعد پاک ہو۔ اس کے بعد اگر چاہے تو اُسے رکھے۔ اور اگر نہ چاہے تو خلوت کرنے سے قبل طلاق دے دے۔ یہی وہ عدت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ عورتوں کو اُن کی عدت کے وقت طلاق دی جائے۔ مذکورہ بالا دونوں احادیث سے

Marfat.com

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے کہا میں نے خیال کیا۔ کہ ایک طلاق حساب میں رہ گئی۔

اس معاملہ میں فقہی نکتہ یہ ہے۔ کہ وطی کے ساتھ رجعت درست نہیں پس جب وطی کرے۔ تو یہ جائز نہیں۔ کہ اُس طہر میں عورت کو طلاق دے۔ جس میں مباشرت کر چکا ہو۔ اور یہ بھی۔ کہ جب اُسے یہ کہا جائے۔ کہ عورت کے جس حیض کے دوران میں اُس نے طلاق دی ہے۔ اُس سے پاک ہونے پر اُسے طلاق دی۔ تو گویا اس کو رجوع کا حکم دیا گیا۔ پس یہ میعادی نکاح کے مطابق ہوا۔

روایت کی گئی ہے۔ کہ جب حضرت ابن عمر نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی۔ تو رسول اللہ نے انہیں حکم دیا۔ کہ وہ رجوع کریں۔ اور پھر جب وہ پاک ہو جائے۔ تو ہم صحبت ہوں۔ اور پھر جب حیض کے بعد دوبارہ پاک ہو۔ تو اگر چاہیں۔ تو طلاق دے دیں۔ اور اگر چاہیں۔ تو رکھ لیں۔ اس حدیث میں ہم صحبت ہونے کا ذکر زیادہ ہے۔ اور اس کا ذکر قاسم کے سوائے کسی نے نہیں کیا۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے۔ کہ ابن جریج نے ابوالزبیر سے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے اور انہوں نے حضور رسولؐ سے روایت کی۔ کہ حضورؐ نے عورت کو لوٹا دینے کا حکم دیا۔ اور طلاق کا کچھ اعتبار نہیں فرمایا۔ بعض لوگوں نے

Marfat.com

اس کے ساتھ تمسک کیا ہے۔ ان حضرات کا خیال ہے۔ کہ حیض میں طلاق دینے سے طلاق لازم نہیں آتی۔ سوائے اس صورت میں کہ کوئی شخص تین طلاق دے دے۔ یا آخری طلاق۔ پس وہ اجماع عام سے لازم ہو جاتی ہے۔ اور درست بھی ہے۔ کہ جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے ابن عمرؓ کی طلاق کو ایک طلاق قرار دیا۔ جو انہوں نے حیض میں دی تھی اس لئے کہ رجعت طلاق ہی سے ہوتی ہے۔ چنانچہ حضورؐ کے الفاظ ہیں۔ کہ اسے حکم دو۔ وہ رجعت کرے۔ اور نبیؐ سے مروی ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص بدعت کی وجہ سے طلاق دے۔ ہم اس کی بدعت اسی شخص پر لازم کر دیں گے۔ پس حضورؐ کے اس قول سے اس شخص کا کہنا باطل ہو گیا۔ جس کا یہ خیال ہے۔ کہ حیض کے اندر دی ہوئی طلاق لازم نہیں ہوتی

اقراء سے کیا مراد ہے

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضور نبی صلعم کے اس فرمان میں کہ یہ وہ عدت ہے جس کے متعلق اللہ تعالٰی کی ہدایت ہے۔ کہ ان میں عورتوں کو طلاق دی کرے۔ یہ دلیل ہے کہ عدت۔ قرء اور طہر ہے۔ اور یہی قول ہے امام مالکؒ کا ہے۔ کہ اقراء سے مراد طہارتیں ہیں۔ ابن عمرؓ کی ایک حدیث میں ہے۔ جو مذکورہ کتابوں کے علاوہ دایا ہے۔ اور کتاب کے اولین باب میں شعیب بن ابن زیلعی کی روایت کے مطابق ہے کہ امام [illegible]

Marfat.com

ان سے بیان کیا۔ کہ انہوں نے حسن سے اور حسن نے عبداللہ بن عمر رضؓ
سے سُنا۔ کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی۔ اور پھر چاہا
کہ اس کے بعد دو طہروں کے وقت دو طلاقیں اور دیں۔ تو اس کی خبر
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ نے تم کو یوں
حکم نہ دیا تھا۔ تم نے سنّت میں غلطی کی۔ اور سنّت یہ ہے۔ کہ تم طہر
تک انتظار کرو۔ اور پھر ہر قراء پر طلاق دو۔ پس میں نے حضور صلعم کے
حکم کے ساتھ اُس طلاق سے رجعت کر لی۔ اور آپ نے حکم دیا۔ کہ جب وہ
پاک ہو جائے۔ تو اس وقت اُسے طلاق دو۔ یا اُسے رکھ لو۔ میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ! اگر میں نے اُسے تین طلاقیں دی ہوں۔ تو مجھے رجعت کا کیا
حق ہے۔ آپ نے فرمایا وہ علیحدہ ہو چکی۔ اب ایسا کرنا گناہ ہو گا۔ دوسرے
اہلِ علم شعیب بن زریق کے متعلق کلام کرتے ہیں۔ چنانچہ اُن میں سے بعض
نے اُسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور نیز نسائی کی کتاب میں ابو طلحہ کے
آزاد کردہ غلام محمد بن عبدالرحمٰن کی روایت ابن عمرؓ سے یہ ہے۔ کہ
"پس اس سے رجوع کرے۔ اور پھر اُسے بحالت طہر یا بحالت حمل طلاق
دے۔ اور محمد بن عبدالرحمٰن کے بارے میں کوئی کلام نہیں۔

مصنّف ابو داؤد میں یہ بھی ہے۔ کہ رکانہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو
قطعی طلاق دے دی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی

گئی۔ آپ نے فرمایا۔ واللہ تیرا ارادہ صرف ایک طلاق کا ہوگا۔ تو رکانہ نے کہا۔ واللہ! میرا ارادہ صرف ایک ہی طلاق کا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو لوٹا دیا۔

عبداللہ بن ولید سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے ابراہیم سے اور انہوں نے داؤد سے اور انہوں نے عبادہ بن صامت سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ میرے دادا نے اپنی ایک بیوی کو ایک ہزار طلاق دی۔ تو میں انہیں حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں لے گیا۔ اور اس معاملہ کا ذکر کیا۔ نبیؐ نے فرمایا۔ تیرے دادا نے خوفِ خدا نہیں کیا۔ اُسے صرف تین طلاقوں کا حق حاصل ہے۔ ۹۹۷ طلاقیں زیادتی اور ظلم ہیں۔ پس اگر خدا چاہے۔ تو اُسے عذاب دے اور چاہے تو بخش دے +

Marfat.com

خلع کے بارے میں حضورؐ کا حکم

موطّا امام مالکؒ۔ بخاری اور نسائی میں وارد ہے۔ کہ حبیبہ بنت سہل ثابت بن قیس بن شناس کے نکاح میں تھی۔ ایک دن حضورؐ صبح کی نماز کے وقت برآمد ہوئے۔ تو آپ نے دیکھا۔ کہ حبیبہ بنت سہل صبح صبح باہر کھڑی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ کون ہے؟ عرض کیا۔ میں ہوں حبیبہ بنت سہل فرمایا کیا بات ہے۔ کہا نہ میں اور نہ ثابت بن قیس میرا شوہر ایک دوسرے کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ جب ثابت بن قیس حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ حبیبہ بنت سہل اس بات میں جو کچھ خدا تعالےٰ کی مرضی ہے۔ ذکر کرتی ہے۔ حبیبہ نے کہا۔ یا رسول اللہ! جو کچھ اس نے مجھے مال میں سے دیا ہے۔ وہ میرے پاس موجود ہے۔ پس رسول اللہؐ نے ثابت سے کہا۔ کہ یہ مال اس سے لے

Marfat.com

لو۔ اُس نے وہ مال لے لیا۔ اور وہ عورت اپنے میکے جا بیٹھی۔ یہ الفاظ ابوداؤد اور نسائی کے ہیں۔ اور بخاری اور مسلم میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ عورت نے کہا۔ نہیں اس کے اخلاق سے ناراض ہوں۔ نہ اس کے دین سے بلکہ مجھے مسلمان ہو کر شوہر کا حق ادا نہ کرنے کے احتمال کا خطرہ ہے جو حالت کشیدگی عین ممکن ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا تو اس کا باغ واپس دیتی ہے۔ عرض کیا۔ ہاں۔ اس پر حضور نے ثابت سے فرمایا۔ کہ تم اس کا باغ لے لو۔ اور اسے طلاق دے دو۔

پہلی روایت میں جو یہ الفاظ واقع ہوئے ہیں کہ وہ اپنے میکے جا بیٹھی۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ محدث کے اپنے الفاظ ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے۔ کہ وہ خلع سے قبل اپنے خاوند کے ساتھ اپنے گھر رہتی ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اپنے میکے چلی گئی ہو۔ اور جس گھر میں اس کا خاوند رہتا ہو۔ اس میں عدت کے لئے نہ بیٹھی ہو بوجہ اس ناچاقی کے جو اس کے اور اس کے شوہر میں واقعہ ہو سکتی تھی۔ یا کسی اور وجہ سے

ابن منذر کی کتاب میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ کہ نبی نے اسے حکم دیا کہ ایک حیض عدت بیٹھے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ اسی بات کے قائل ہیں اور ابن منذر کے نزدیک بھی یہی درست ہے اور جس بات پر علماء کا اجماع ہے۔ وہ یہ ہے کہ عدت طلاق کی [illegible]

Marfat.com

تین قرادمیں مصنف ابن ماکین میں لکھا ہے۔ کہ ثابت بن قیس نے اپنی عورت کو مارا۔ یہاں تک کہ اس کا ہاتھ توڑ دیا۔ اس کا نام جمیلہ تھا۔ اس کا بھائی حضور کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے ثابت سے کہلا بھیجا۔ کہ اس کا مہر جو تیرے ذمے ہے اُسے رکھ لے۔ اور اسے چھوڑ دے اس نے جواب دیا۔ کہ بہت اچھا۔ اس پر حضور رسول اللہ نے اُس عورت کو حکم دیا۔ کہ وہ ایک حیض عدت بیٹھے۔ اور اپنے میکے میں چلی جائے۔

کنیز بریرہ کا واقعہ

مؤطا امام مالک، بخاری، مسلم اور نسائی میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ بریرہ میں تین سنتیں تھیں۔ پہلی یہ کہ وہ آزاد کی گئی۔ اُسے اس بات کا اختیار دیا گیا۔ کہ وہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہے۔ یا نہ رہے۔ اور دوسری سنّت یہ کہ حضور رسول اللہ نے اس پر فرمایا۔ کہ آزاد شدہ غلام کی وراثت اس کے لئے ہے۔ جو اُسے آزاد کرے۔ اور تیسری یہ کہ ایک روز حضور نبی کریمؐ گھر میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا۔ کہ ہنڈیا جوش کھا رہی ہے۔ جب حضورؐ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ کیا میں نے ہنڈیا نہیں دیکھی۔ انہوں نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ! بے شک ہنڈیا ہی دیکھی تھی۔ لیکن وہ گوشت بریرہ کے لئے ہے۔ اور صدقہ کا ہے۔ فرمایا۔ اس کے لئے صدقہ ہے۔ اور ہمارے لئے ہدیہ۔

واضحہ وغیرہ میں مذکور ہے۔ کہ بریرہ میں چار سنتیں ہیں۔ تین وہ جو پہلے مذکور ہو چکیں۔ اور چوتھی یہ کہ وہ تین حیض عدت بیٹھے۔ بخاری مسلم اور نسائی تینوں کتابوں میں ہے۔ کہ بریرہ کا خاوند ایک حبشی غلام تھا۔ جسے مغیث کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان ہی کتابوں کی ایک اور روایت ہے۔ کہ اس کا شوہر آزاد تھا۔ لیکن عروہ کہتے ہیں۔ کہ اگر وہ آزاد ہوتا۔ تو اُسے اختیار نہ دیا جاتا۔ اور حقیقت یہی ہے کہ وہ غلام تھا۔

طلاق کی گواہی اور خاوند کا انکار

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب کوئی عورت اپنے خاوند سے طلاق کا دعوے کرے۔ اور اس پر ایک عادل گواہ پیش کرے۔ تو اس کے خاوند سے حلف لیا جائے گا۔ اگر وہ حلف اٹھا لے۔ تو گواہ کی گواہی باطل ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ حلف سے انکار کرے۔ تو اس کا انکار دوسرے گواہ کے مترادف ہو گا۔ اور طلاق قائم ہو جائے گی۔

ابن قدامہ کہتے ہیں۔ میں ابن قاسم کے قول پر فتویٰ دیتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے حضرت امام سے روایت پائی۔ اور اسے اختیار کر لیا۔

Marfat.com

اور وہ اشعب کا قول ہے جس کی امام مالکؒ نے روایت کی ہے +

Marfat.com

تخییر کے بارے میں رسولؐ اللہ کا حکم

مدونہ وغیرہ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ جب تخییر کا حکم ہوا۔ تو حضورؐ نے مجھ سے ابتدا کی۔ اور فرمایا۔ عائشہ! میں تمہیں ایک بات کہتا ہوں۔ جس میں اگر تم جلدی سے نہ بھی جواب دو۔ تو تم پر کوئی الزام نہیں۔ اور اپنے ماں باپ سے بھی مشورہ لے لو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ آپ کو یہ علم تھا۔ کہ میرے ماں باپ مجھے کبھی بھی آپ سے جدا ہونے کا حکم دینے والے نہ تھے۔ اس کے بعد حضورؐ نے یہ آیت پڑھی۔ ترجمہ: اے پیغمبر! اپنی بیویوں سے کہہ دو۔ کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کے سازو سامان کی طلب گار ہو۔ تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر خوش اسلوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ تعالیٰ۔ اس کے رسولؐ اور آخرت کے گھر کی

Marfat.com

خواہش مند ہو۔ تو تم میں سے جو نیکو کار ہوں۔ اُن کے لئے اللہ تعالے نے بڑے اجر تیار کر رکھے ہیں۔"

میں نے عرض کیا۔ میں اس بارے میں اپنے ماں باپ سے کیا مشورہ کرتی کیونکہ میں تو اللہ تعالے۔ اُس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ پھر باقی ازدواج نے بھی وہی عمل کیا۔ جو میں نے کیا۔ پس یہ طلاق نہ تھی۔ اور ربیعہ اور ابن شہاب کہتے ہیں۔ کہ فاطمہ بدنہ کے متعلق عمرو شعیب نے کہا ہے کہ وہ ضحاک عامری کی بیٹی ہے۔ اپنے کنبے میں واپس چلی گئی۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ آپ اس سے الگ نہیں ہوئے تھے۔ اور ابن حبیب نے کہا ہے۔ کہ الگ ہو چکے تھے۔ اس واقعہ کے بعد لوگوں نے دیکھا۔ کہ وہ مینگنیاں چنا کرتی تھی۔ اور کہا کرتی تھی۔ کہ میں بدنصیب ہوں۔

اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں۔ کہ ایسی صورت میں کہ عورت کو اس بات کا اختیار دیا جائے۔ کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنا چاہے یا نہ۔ عورت کو طلاق نہیں ہوتی۔ سوائے اس صورت کے کہ عورت طلاق کو پسند کرے حضرت عمرؓ۔ زید بن ثابت۔ ابن عباس اور حضرت ابن مسعود کی طرف سے بھی یہی روایت ہے۔ البتہ حضرت علیؓ نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ آپ کی طرف سے یوں روایت کیا گیا ہے۔ کہ جب عورت اپنے شوہر کو اختیار کرے۔ تو یہ ایک طلاق کے مترادف ہے۔ اور اگر وہ

Marfat.com

اپنی مرضی پر چلنا پسند کرے تو [illegible] لئے ظلم نہیں ہے۔ اور
عبدالرزاق نے بھی حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ جب عورت اپنے
نفس کی خود مختار ہو جائے تو وہ طلاق بائن ہو جائے گی۔ اور اگر وہ
اپنے شوہر کو قبول کرے تو ایک طلاق ہوگی۔ اس پر رجعت کا اختیار ہے
اور ابن سلام نے اپنی تفسیر میں قتادہ سے روایت کی ہے مصنف عبدالرزاق
نے ایسا ہی روایت کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو دنیا اور آخرت
میں اپنا اختیار دیا تھا۔ لیکن طلاق میں اختیار نہ دیا تھا +

Marfat.com

حلال چیزوں کو حرام قرار دینا

معانی الزجاج اور نحاس میں مذکور ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ حضرت زینب بنت حجش (ام المومنین) کے ہاں قیام پذیر ہو کر شہد نوش فرمایا کرتے تھے حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے اور حفصہ نے باہم یہ مشورہ کیا۔ کہ حضورؐ ہم میں سے جس کے پاس تشریف لائیں۔ وہ حضورؐ سے یہ کہے۔ کہ مجھے آپ کے منہ سے مغافیر کی بُو آتی ہے۔ زجاج کا بیان ہے۔ کہ مغافیر ایک گوند ہوتی ہے۔ جس کی بُو ناخوش گوار ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ وہ ایک ساگ ہے۔ حضورؐ کو بد بُو ناپسند تھی۔ پس جب حضور نبی کریمؐ اُن کے ہاں تشریف لائے۔ تو انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! آپ سے مغافیر کی بُو آتی ہے جب دوسری بیوی کے ہاں گئے۔ تو انہوں نے ایسا ہی کہا۔ اس پر نبی کریمؐ نے

Marfat.com

فرمایا۔ کہ اچھا یہ بات ہے۔ اب میں دوبارہ شہد نہیں کھاؤں گا۔ نحاس اور زجاج کہتے ہیں۔ کہ آپ نے شہد کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ آپ نے اس پر قسم کھالی تھی۔

اور نحاس کہتے ہیں۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کی باری کے دن حضرت حفصہ کے ہاں اپنی کنیز ماریہ کے ساتھ خلوت فرمائی (یہ ماریہ ابراہیم کی والدہ تھیں) حضرت حفصہؓ نے کہا۔ یارسولؐ اللہ! آپ نے میری تحقیر کی۔ کیا آپ کی بیویوں میں سے کوئی بیوی آپ کے نزدیک بہت زیادہ بے وقعت نہ تھی۔ اس پر رسولؐ اللہ نے حضرت حفصہ سے کہا۔ کہ اس بات کی خبر عائشہ کو نہ کرنا۔ انہوں نے کہا۔ کہ اچھا میں ایسا نہ کروں گی۔ اور آپ نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ حضورؐ نے اس پر قسم بھی کھالی۔ اس کے بعد حضرت حفصہ نے اس واقعہ کی خبر حضرت عائشہ کو کی اور انہیں تاکید کی۔ کہ یہ بات ظاہر نہ کرنا۔ پس اللہ تعالے نے اس بات کی اطلاع آپ کو کر دی۔ چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا

اور جب پیغمبر نے اپنی بیویوں میں کسی کو ایک بات چھپا کے
کہی۔ تو اتفاق سے اس بات کو بتلادن کیا۔ لہٰذا اس بی بی نے
اس کی خبر دوسری بی بی کو کر دی۔ اور جب اس نے اس سے
خبر کی۔ اور خدا نے اپنے پیغمبر پر اسے ظاہر کر دیا۔ تو پیغمبر نے

Marfat.com

کچھ تو اس بی بی کو جتا دیا۔ اور کچھ ٹال دیا"
(التحریم)

پس اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح حرام کر دینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ

"اے پیغمبر جو چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ تم انہیں اپنی بی بیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے اوپر حرام کیوں کرو"
(التحریم)

غرض اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس بات کی اجازت نہیں دی۔ کہ جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حلال کیا ہے۔ اسے حرام کریں۔ پس ہر دو تفاسیر کے لحاظ سے کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں۔ کہ جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے حلال ٹھہرایا ہے۔ اُسے حرام قرار دے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

"کہ تم مسلمانوں کے لئے اللہ نے تمہاری قسموں کے توڑ ڈالنے کا بھی ٹھہراؤ کر دیا ہے"
(التحریم)

اس سے مراد قسم کا کفارہ ہے کیونکہ روایت ہے۔ کہ آپ نے اس تحریم کے ساتھ قسم بھی کھائی تھی۔ ایک جماعت کا قول ہے۔ کہ یہ کفارہ تحریم کا کفارہ ہے۔ مفصل اور قتادہ اسی بات کے قائل ہیں۔ اور مسروق کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے قسم کھائی تھی۔ کہ آپ اس کے قریب نہ جائیں گے۔ اس

Marfat.com

پر کفارہ کا حکم نازل ہوا جس میں ہدایت کی گئی کہ آپ خدا تعالےٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام نہ کریں۔ اور امام شافعیؒ بھی اس بات کے قائل ہیں۔

حضرت امام مالکؒ نے اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیا ہے اور اسی طرح ابن سلام نے بھی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے لوگوں پر قسموں کا کفارہ دینا فرض کر دیا۔ اور اس سے ان کا اشارہ سورہ مائدہ کی ان آیات کی طرف ہے جن میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ پس کفارہ اس کا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے...... الآخرہ

اور حسن کہتے ہیں۔ کہ لونڈیوں کے لئے قسم تحریم کا حکم [illegible] آزاد عورتوں میں طلاق۔ فراء کا قول ہے [illegible] ماریہ کے تعلق میں ایک غلام آزاد فرمایا۔ اور [illegible] ہے۔ لیکن اگر آزاد عورت کو کہا جائے کہ تو حرام ہے [illegible] چکی ہو۔ تو حضرت امام مالکؒ اور ان کے متبعین [illegible] طلاق کے مترادف ہے۔ اور اہل کوفہ کہتے ہیں۔ کہ اگر طلاق کی نیت [illegible] بائن ہے۔ اور امام شافعیؒ نے [illegible] ایک طلاق [illegible] میں شمولیت ہے [illegible] اور حسن کا قول ہے [illegible]

Marfat.com

اقرار فرمایا۔ یعنی وہ معاملہ جو ماریہ کے ساتھ ہوا۔ اور کسی بات سے اعراض کیا۔ جو حضرت حفصہ کو بتائی تھی۔ کہ اسے چھپا کر رکھیں۔ اور وہ یہ کہ حضورؐ کے بعد ابوبکرؓ اور ان کے بعد عمرؓ خلیفہ ہوں گے ۔

Marfat.com

تین سے کم طلاقیں

مصنف عبد الرزاق میں مالک اور سفیان بن عیینہ نے زہری سے اور انہوں نے ابن حبیب سے اور حمید بن عبد الرحمن سے اور عبید اللہ بن عبد اللہ عتبہ سے اور سلیمان یسار سے روایت لی ہے کہ یہ روایت حضرت ابوہریرہ و حضرت عمر کا یہ قول ہے۔ کہ جس عورت کو اس کا خاوند ایک یا دو طلاقیں دے دے۔ پھر وہ اسے چھوڑ دے۔ اور اگر وہ عورت کسی اور شخص کے ساتھ نکاح کرے۔ اور پھر اس کا وہ شوہر مر جائے۔ یا خود بخود اس عورت کو طلاق دے دے۔ اور پھر پہلا شوہر اس کے ساتھ نکاح کرے۔ تو وہ عورت اس کے نکاح میں اپنی باقی ماندہ طلاق تک حلال ہے

حضرت علی اور ابی بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک

Marfat.com

عورت کے بارے میں فیصلہ فرمایا۔ کہ وہ باقی ماندہ طلاق کے حق پر اپنے شوہر کے نکاح میں بدستور رہے۔ اور مالک نے ابن عباسؓ اور شریح سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔ یہ دونوں اس بات کے قائل ہیں۔ کہ نیا نکاح۔ نئی طلاق۔ اور ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابن مسعودؓ اور عطاءؒ سے یہی روایت ہے۔ اور ثوری اور معمر ہر دو فریقین کے قول کو جائز سمجھتے ہیں۔ کہ اگر دوسرے شوہر نے اس سے قربت نہ کی ہو۔ تو وہ عورت باقی ماندہ طلاق کی بنا پر اپنے سابقہ شوہر کے حق میں ہے اور معتمر نے کہا ہے۔ کہ نخعی اس کے قائل ہیں۔ اور میرے علم میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کیا گیا۔ اور یہ ایک اچھا فیصلہ ہے۔

بچے کی کفالت کا معاملہ

مصنف عبدالرزاق میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک عورت کو اس کے خاوند نے طلاق دی اور یہ بھی چاہا کہ اس عورت کا بچہ اس سے لے لے۔ معاملہ حضور کی خدمت میں پیش ہوا۔ اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا پیٹ اس بچے کے لئے آرام گاہ تھا، میری چھاتیاں اس کے لئے مشکیزہ تھیں، میری گود اس کے لئے ٹھکانا تھی۔ اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ اسے مجھ سے چھین لے۔ حضور نے فرمایا کہ تو اس بچے کی زیادہ حقدار ہے جب تک تو نکاح نہ کرے۔ مسند احمد اور ابو داؤد میں بھی یہی بیان ہوا ہے۔ اور مصنف عبدالرزاق میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک ماں اور ایک باپ ایک بچے

Marfat.com

کے بارے میں آپس میں جھگڑا کرتے تھے۔ تو اس عورت نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میرا خاوند یہ چاہتا ہے۔ کہ میرے بچے کو مجھ سے لے لیا جائے۔ اس پر حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ اے لڑکے! یہ تیرا باپ ہے۔ اور یہ تیری ماں ہے۔ تو تو جس کا ہاتھ چاہے۔ پکڑ لے۔ اس پر اُس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور وُہ اسے لے کر چل دی۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں درج ہے۔ کہ جب حضور نبی کریمؐ نے عمرۃ القضاء ادا فرمایا۔ اور مقررہ میعاد گذر گئی جس پر اہلِ مکّہ کے ساتھ فیصلہ ہوا تھا۔ تو اہلِ مکّہ حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ اور ان سے کہا۔ کہ اپنے دوست سے کہو۔ کہ اب یہاں سے روانہ ہوں۔ پس حضرت نبی کریمؐ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اس پر حضرت حمزہؓ کی بیٹی آپ کو یا عمّ! یا عمّ! پکارتی پیچھے دوڑتی آئی۔ حضرت علیؓ نے بچّی کو اٹھا لیا۔ اور حضرت فاطمہؓ سے کہا۔ کہ یہ لو یہ تمہارے چچا کی بیٹی ہے۔ اس پر حضرت علیؓ۔ حضرت زید اور جعفر کے درمیان اس لڑکی کی پرورش کے بارے میں تکرار ہوئی حضرت علی نے فرمایا۔ اسے میں اپنے پاس رکھوں گا وہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور جعفر نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور اس کی خالہ میرے نکاح میں بھی ہے۔ زید نے کہا۔ کہ وہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ تو حضور نبیؐ نے اس لڑکی کو خالہ کے سپرد کر دینے کا حکم دیا۔ اور فرمایا۔ کہ خالہ ماں کے برابر ہے۔ اور حضرت علیؓ سے کہا۔ کہ تو مجھ سے ہے۔ اور میں تجھ سے ہوں۔ اور دوسرے سے فرمایا۔ کہ تو خَلق اور خُلق میں میرے ساتھ مشابہ ہے۔ اور زید سے کہا۔ کہ تو ہمارا بھائی ہے۔

Marfat.com

ظہار کے بارہ میں حکم

معانی زجاج وغیرہ میں ہے۔ کہ انصار کی ایک عورت خولہ بنت ثعلبہ نبی کریمؐ کی خدمت میں آئی۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اوس بن صامت نے مجھ سے نکاح کیا۔ اس حالت میں کہ میں جوان پسندیدہ تھی۔ پھر جب میری عمر ڈھل گئی۔ اور میرا پیٹ پھیل گیا۔ مجھ سے بہت سی اولاد پیدا ہو گئی۔ تو اس نے مجھے اپنی ماں کے مثل ٹھہرا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ تیرے بارے میں فی الحال میرے پاس کوئی فیصلہ نہیں۔ اُس عورت نے اللہ تعالے کے حضور فریاد کی۔ اور کہا۔ کہ الٰہی! میرا شکوہ تیری درگاہ میں ہے۔ روایت میں یہ بھی ہے۔ کہ اس نے حضور نبی کے حضور اپنی اولاد کے سلسلے میں کہا۔ کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اگر میں انہیں اپنے ساتھ

رکھوں تو یہ بھوکے مر جائیں گے پس اللہ تعالےٰ نے ظہار کے کفارہ کا حکم صادر فرمایا
مفضل نے بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے اُسے کہا۔ کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا
ہے۔ اُس نے کہا۔ نہیں۔ فرمایا۔ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ اُس نے
جواب دیا میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ اس پر حضورؐ نے اُسے پندرہ صاع غلّہ کی
مدد دی۔ اور کسی اور نے بھی پندرہ صاع کی مدد دی۔ یہ غلّہ اُس نے ساٹھ مسکینوں
میں تقسیم کر دیا یعنی ہر مسکین کو نصف صاع۔ اور ایک اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ
حضورؐ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ میرے پاس ایک ٹوکرے میں ساٹھ کھجوریں لاؤ
وہ لے آئے۔ تو فرمایا۔ یہ اپنی اور اپنی بیوی کی طرف سے ساٹھ مسکینوں کو دے دو۔
اُس نے کہا۔ یا رسول اللہ میری ماں اور باپ آپ پر قربان ہوں۔ کوئی شام اور صبح
گزارنے والا ایسا نہیں جو میرے اور میرے اہل سے زیادہ اس ٹوکرے کا حق دار ہو۔ تو رسول اللہؐ
نے تبسم فرمایا۔ اور کہا کہ تم اور تمہارے اہل اسے کھائیں۔ مدونہ وغیرہ میں ہے۔ کہ جو صاع حضورؐ نے اسے
دیا تھا وہ جو تھے۔ امام مالک کہتے ہیں۔ کہ ظہار کا کفارہ ایک مدّ غلہ کے برابر ہے۔ جو شام کے مدّ کے برابر
ہو۔ اور حضور نبیؐ کے مدّ کے مقابلے میں 2/3 ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ ہر مسکین کیلئے گیہوں وغیرہ کا ایک
مدّ ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ گیہوں یا آٹے کا تو نصف صاع ہے۔ اور کھجور یا جو کا ایک صاع۔ امام
شافعی دوسری حدیث سے دلیل دیتے ہیں اور امام ابو حنیفہ پہلی حدیث سے۔ اور اسی طرح غیر مسلم غلام کے آزاد
کرنے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ امام مالک اور امام شافعی کا خیال ہے کہ مسلمان غلام کے آزاد کرنے کے سوائے
اور کسی کی اجازت نہیں لیکن امام ابو حنیفہ کہتے ہیں۔ کہ نہیں یہودی اور نصرانی ہی کافی ہے +

Marfat.com

لعان کی صورت میں بچے کی ماں کو سپردگی

موطا امام مالک، بخاری اور نسائی میں زہری سے روایت ہے کہ
سہل بن سعد الساعدی کے ذریعے اُن کو خبر ملی۔ کہ عاصم بن عدی انصاری کے
پاس ایک شخص عویمر عجلانی آیا اور اُس نے اُن سے کہا مجھے بتائیے کہ اگر ایک
آدمی اپنی بیوی کے پاس کسی دوسرے آدمی کو دیکھے تو اگر وہ اُسے قتل کرے
تو مقتول کے وارث اُس کو قتل کریں گے لیکن وہ کیا کرے۔ آپ اس بارے میں
میرے لئے حضور رسول سے سوال کریں پس انہوں نے رسول اللہ سے
سوال کیا۔ حضور کو یہ سوال ناپسند ہوا یہاں تک کہ عاصم نے اس بارے میں رسول اللہ
سے جو الفاظ سنے وہ ان پر گراں گذرے جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو
عویمر نے اُن کے پاس آکر پوچھا اے عاصم اس سوال کے متعلق جواب ملا

Marfat.com

تم سے دریافت کرنے کو کہا تھا۔ رسول اللہؐ نے تم سے کیا کہا۔ عاصم نے جواب دیا۔ کہ تم میرے پاس کوئی اچھی بات لے کر نہیں آئے تم نے جو سوال کیا تھا۔ رسول اللہؐ نے اُسے ناپسند کیا ہے۔ عویمر نے کہا۔ واللہ! میں باز نہ آؤں گا۔ یہاں تک کہ حضورؐ سے اس بارے میں خود سوال کروں۔ چنانچہ وہ آگے گیا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان حضرت نبی کریمؐ کے پاس پہنچ گیا۔ پھر عرض کیا۔ یارسول اللہ! فرمائیے۔ ایک آدمی اپنی عورت کو ایک دوسرے آدمی کے پاس دیکھے۔ اور وہ اُسے قتل کردے۔ اور پھر مقتول کے وارث اسے قتل کردیں تو اس صورت میں وہ کیا کرے۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں حکم نازل کردیا ہے۔ جاؤ اور اُسے لے آ۔ سہل کہتے ہیں۔ پھر دونوں نے اس واقعہ کے بارے میں ایک دوسرے پر لعنت کی جب وہ فارغ ہوئے۔ تو عویمر نے کہا۔ یارسول اللہ! اگر میں اس عورت کو رکھ لوں۔ تو گویا میں نے اس پہ جھوٹی تہمت لگائی۔ پس اُس نے عورت کو تین طلاقیں دے دیں۔ قبل اس کے کہ حضورؐ اُسے کوئی حکم دیں۔ امام مالک کا قول ہے۔ کہ ابن شہاب کہتے ہیں۔ پھر یہ لعان کرنے والوں کا طریقہ مقرر ہوگیا۔ اور صحیح بخاری میں ہے کہ اُس عورت کا بیٹا اُس کی نسبت سے بلایا جاتا تھا۔ پھر اس کی میراث کے بارے میں یہ قاعدہ جاری ہوا کہ لڑکا ایسی عورت کا وارث ہوتا ہے۔ اور عورت فرزند کی وارث ہوتی ہے۔ یعنی جو حصہ اللہ تعالےٰ

Marfat.com

نے اس کا مقرر فرمایا ہے۔ اور سہل نے حضور نبی کریمؐ سے روایت کی ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر اس عورت کے ہاں سُرخ رنگت والا پست قد بچہ پیدا ہوا (گویا۔ کہ وہ بانی کی قسم کا سُرخ کیڑا ہے) تو میرا خیال ہے عورت سچی ہے۔ اور مرد نے اس پہ جھوٹی تہمت لگائی۔ اور اگر اس کے ہاں سیاہ رنگ کا۔ بڑی آنکھوں والا۔ اور بڑے سرینوں کا بچہ پیدا ہوا۔ تو میرا خیال ہے۔ کہ مرد اپنے الزام میں سچا ہے پس اس عورت نے مکروہ صفات والا بچہ جنا۔ خطابی میں ہے۔ کہ اگر اس کے ہاں کالا کلوٹا بچہ پیدا ہوا۔ تو وہ مکروہ ہے۔

صحیح بخاری میں ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی صلعم نے ان مرد و عورت سے کہا۔ کہ تمہارا حساب اللہ تعالےٰ پر ہے۔ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے۔ یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ دہرائے۔ اس پر رسول اللہؐ نے ان دونوں میں جدائی کر دی۔ اور متخربہ میں ہے۔ کہ رسول اللہ نے لعان سے پہلے مرد کو کہا۔ کہ تو اپنے الزام کو واپس لے۔ تجھ پہ تہمت کی حد لگائی جائے گی۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں تیری طرف سے بمنزلہ توبہ ہو گی۔ اللہ تعالےٰ اسے قبول فرمائے اس پر اس نے کہا۔ کہ نہیں مجھے قسم ہے۔ اُس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ایسا چار مرتبہ فرمایا۔ ہر مرتبہ رسول اللہ نے

Marfat.com

اسے یہی کہا۔ پھر آپ اُس عورت سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ اے عورت
خدا سے ڈر۔ اور اپنے گناہ کا اقرار کر لے۔ اللہ تعالےٰ تجھ پر رحم فرمائے گا
اور تیری توبہ قبول کرے گا۔ اُس نے جواب دیا۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی
جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اُس نے جھوٹی تہمت لگائی
پھر لیس آپ نے چار مرتبہ یہ کلمات دہرائے۔ پھر قرآن مجید میں یہ آیت
نازل ہوئی۔ کہ جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کا الزام لگائیں۔ اور اُن کے پاس
اپنے سوائے اور کوئی گواہ نہ ہو۔ تو ایسے مدعیوں کے لئے یہ ثبوت ہے
کہ وہ چار مرتبہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر شہادت دیں (النور) پس رسولؐ اللہ
نے فرمایا۔ اُٹھ کر شہادت دے۔ اُس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں کیا
کہوں۔ آپ نے فرمایا۔ یوں کہو۔ میں اللہ کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں۔ کہ
میں سچا ہوں۔ پھر اُسے فرمایا۔ اب پانچویں مرتبہ کہو۔ اس نے عرض کیا
یا رسول اللہ! میں کیا کہوں۔ فرمایا۔ یوں کہو۔ اگر میں نے جھوٹ کہا ہو۔ تو مجھ
پر اللہ کی لعنت۔ پھر عورت کو بلایا۔ کیا تو گواہی دے گی۔ یا تجھے سنگسار
کریں۔ اُس نے جواب دیا میں گواہی دوں گی۔ فرمایا۔ اچھا کہو۔ کہ میں اللہ کی
قسم کھا کر گواہی دیتی ہوں۔ کہ وہ جھوٹا ہے۔ چار مرتبہ۔ پھر پانچویں مرتبہ
کہو۔ اُس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں کیا کہوں۔ فرمایا۔ اگر وہ سچا ہو
تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ اس نے کہہ دیا۔ اس پر رسولؐ اللہ نے فرمایا

Marfat.com

جادو میں نے تم کو الگ الگ کر دیا اور تم میں [illegible]
جائیں اور [illegible]

مصنف اور داؤد [illegible]
کہا گیا کہ [illegible]
وہ [illegible]
[illegible]
دونوں کے درمیان [illegible] کر دی اور [illegible]
[illegible]

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ عاصم بن آعدی نے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا۔ اور کہا۔ کہ میں اس معاملہ میں ایک بات کی وجہ سے جو میرے منہ سے نکل گئی تھی۔ مبتلا ہوا۔ سہل بن معد کے سامنے جب یہ واقعہ ہوا۔ تو اس وقت وہ پندرہ سال کے تھے۔ اور اس کے بعد وہ پچاسی سال زندہ رہے۔ اور ایک سو سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ اور وہ حضور نبیؐ کے صحابہ میں سے جو مدینہ میں تھے۔ سب سے بعد فوت ہوئے۔ اور حضور نبیؐ کے بعد مدینہ میں کبھی لعان نہیں ہوا۔ سوائے حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ کے ؛

Marfat.com

مقدّماتِ بیع

بیع کی مختلف صورتیں

چوری کے مال کے بارے میں حکم

پیداوار کی آفتوں کے بارے میں حضورؐ کا حکم

سودے میں دھوکا

خرید و فروخت میں ماں اور بچہ کو جدا نہ کرنا

عاقت کا معاملہ

غیر آباد زمین کو آباد کرنا اور پانی کی تقسیم

شفعہ کے بارے میں حضور نبی کریمؐ کا حکم

مشترکہ کاشتکاری

بیع کی مختلف صورتیں

صحیح بخاری اور مسلم میں وارد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ [illegible] لائے تو اس وقت اہل مدینہ پھلوں کھجوروں کا دو سال اور تین سال کے لئے [illegible] سلم کر لیتے تھے۔ [illegible] میں آنا زیادہ ہے [illegible] فرمادیا۔ اور حضرت ابو داؤد میں وارد ہے [illegible] آدمی کو [illegible] قیمت [illegible] کھجوروں کی بیع سلم کی [illegible]

[illegible]

شخص بیع سلم کرے۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ معلوم پیمانہ یا معلوم وزن میں ایک مقررہ میعاد تک سودا کرے۔ اور ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ کے زمانہ میں میں نے دیکھا۔ کہ لوگوں کو سزا دی جاتی تھی۔ اگر وہ خرید شدہ مال کو اُسی جگہ پر فروخت کر دیتے تھے۔ لوگوں کی ہدایت تھی۔ کہ وہ خرید شدہ مال کو اپنے گھر لے آئیں۔ اور پھر اُسے فروخت کریں۔

نسائی میں اسی طرح ہے۔ اور موطا اور بخاری میں ہے۔ کہ رسولؐ اللہ نے خیبر کی جانب اپنا کارکن بھیجا۔ جو انصار کے قبیلہ بنی عدی کا ایک شخص تھا۔ وہ اعلیٰ قسم کی کھجوریں لایا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہی ہیں۔ تو اُس نے کہا نہیں یا رسول اللہ! ہم دو صاع اور تین صاع دوسری کھجوریں دے کر ان کے بدلے ان کھجوروں کا ایک صاع اور دو صاع لیتے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ ایسا نہ کرو۔ عام کھجوروں کو نقدی کے عوض بیچو۔ اور پھر اس نقدی کے عوض اعلیٰ کھجوریں خرید لو۔ اور بخاری میں ہے۔ کہ اسی طرح وزن کے بارے میں بھی فرمایا۔ اور مسلم میں بھی اسی طرح ہے۔ البتہ اتنا زیادہ ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ یہ بالکل سود ہے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ یہ ربا ہے۔ اسے واپس کر دو۔ پھر ہماری کھجوریں بیچ دو۔ اور اس قسم کی ہمارے لئے خرید دو۔ اور موطا امام مالک میں یحییٰ بن سعید سے روایت

Marfat.com

ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ نے دونوں سعدوں کو حکم دیا۔ کہ لوٹ کے چاندی سونے کے برتن بیچ دو۔ تو انہوں نے ہر تین معین برتن۔ چار معین برتنوں کے بدلے میں بیچ دئے۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا۔ تم نے ربا کا معاملہ کیا ہے پس واپس کر دو۔ اور مسلم کی کتاب میں یوں ہے۔ کہ رسول اللہ کی خدمت میں ایک ہار خیبر کے دن لایا گیا۔ جس میں ہیرے اور سونا لگا ہوا تھا۔ اور وہ مال غنیمت میں سے تھا۔ جو قابل فروخت تھا۔ اور رسول اللہ کے حکم سے ہار کا خالص سونا نکال لیا گیا۔ پھر حضور نے حکم دیا۔ کہ سونا سونے کے عوض وزن بہ وزن ہو۔ اور جب تک وہ اصل ہار سے جدا نہ کیا جائے فروخت نہ کیا جائے۔

موطا۔ بخاری اور مسلم میں ہے۔ کہ حضور نے حکم دیا۔ جو شخص ایسی کھجوریں بیچے۔ جسے پیوند کیا گیا ہو۔ تو اس کا پھل بائع کے لئے ہے۔ سوائے اس صورت میں کہ خریدار اس کی شرط کرے۔ اور جو شخص غلام فروخت کرے اور غلام کا کچھ مال ہو۔ تو اس کا مال بائع کے لئے ہے۔ سوائے اس صورت میں کہ خریدار اس کے لئے شرط کرے۔ اور دلائل اصیلی میں ابن عمر سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے کھجور خریدی۔ جس کا مالک اسے پیوند کر چکا تھا۔ اور بعد میں دونوں کے درمیان پھل کے متعلق تنازعہ ہو گیا وہ اپنا مقدمہ حضور نبی کریم کی خدمت میں لایا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ پھل اس

Marfat.com

کے اُس مالک کے لئے ہے۔ جس نے اسے پیوند کیا۔ سوائے اس صورت میں کہ خریدار اُس کی شرط کرلے۔

مصنف عبدالرزاق میں انسؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے ایک دوسرے سے ایک اونٹ خریدا۔ اور چار یوم کے اختیار کی شرط کی۔ لیکن حضور نبیؐ نے اس سودے کو باطل قرار دیا۔ اور فرمایا۔ اختیار تین دن تک ہے۔ اور یہی رائے ہشام بن یوسف اور امام ابوحنیفہ کی ہے۔

دلائل اصلی میں ہے۔ کہ امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا۔ کہ تین دن سے زیادہ اختیار نہیں۔ اور ابو یوسف اور محمد بن حسن کا قول امام مالک کے قول کے مطابق ہے۔ کہ اختیار اسی کے مطابق ہو گا۔ جس پر لوگوں کی عادت جاری ہو۔ اور اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ جو شخص کسی دُور کی مسافت پر ایک گاؤں یا اونٹوں کی چراگاہ میں ایک ہزار اونٹ خریدے۔ وہ اس شخص کے برابر نہیں۔ جو ایک بکری۔ ایک اونٹ یا ایک کپڑا خریدے۔ اور ابو برزہ نے کہا کہ رسولُ اللہ نے فرمایا۔ کہ خریدنے والا اور بیچنے والا جب تک الگ نہ ہوں۔ دونوں کو اختیار ہے۔ اور مؤطا اور بخاری میں واقعہ ہوا ہے کہ بائع اور مشتری دونوں اس بارے میں اختیار رکھتے ہیں۔ اس وقت تک کہ باہم جدا نہ ہوں۔ اور ابن حبیب نے واضحہ میں کہا ہے۔ کہ یہ حدیث حضور نبیؐ کے اُس حکم کے ساتھ منسوخ ہے۔ کہ جب خریدنے اور بیچنے والے

Marfat.com

میں اختلاف ہو۔ تو بیچنے والے سے حلف لیا جائے۔ اس کے بعد خریدنے
والے کو اختیار ہے۔ کہ اگر چاہے۔ تو رکھ لے۔ اور اگر چاہے۔ تو قسم کھا لے
اور چھوڑ دے۔ اور اشہب نے کہا ہے۔ کہ اس حدیث پر کہ بائع اور مشتری
کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں عمل نہیں ہے۔

موطا میں ہے۔ کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا۔ تو خشک کھجوروں کو
تر کھجوروں کے عوض خریدنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تر کھجوریں
خشک ہو کر کم ہو جاتی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں آپ نے اس پر منع فرمایا
ابو عمرو وائلی وغیرہ نے کہا۔ کہ اس حدیث میں فقہی نکتہ یہ ہے۔ کہ فتویٰ کی بات
کو اہل فن کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگرچہ حضور نبی اکرم ﷺ خود جانتے
تھے۔ کہ تر کھجوریں خشک ہو کر کم ہو جاتی ہیں۔ تاہم اس بات کو اہل شناخت
کے سامنے پیش کیا۔

زیادہ دودھ دکھانے کی خاطر جانور کو بھوکا رکھنا

مصنف ابن سکن میں ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کوئی تم میں سے دودھ
کی بیع پر بیع نہ کرے۔ مال غنیمت اور ورثہ کے مالوں میں۔ اور صحیح بخاری میں
امام بخاری نے سوداگر کو بیچنے یا ملنے کی ممانعت کا عنوان باندھا
ہے۔ اور اس کی بیع نامقبول اور مردود ہے۔ کیونکہ ایسی بیع والا اللہ کا اور
نافرمان ہے۔ کیونکہ اس میں دھوکا دیا جاتا ہے۔ [illegible]

Marfat.com

نہیں۔ اور موطا۔ بخاری مسلم اور نسائی میں وارد ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ قافلوں کے ساتھ بیع کرنے کے لئے ان کو پہلے جا کر نہ ملو۔ اور نہ ایک دوسرے کی بیع پر بیع کرو۔ اور خریدنے کے ارادے کے بغیر محض قیمت نہ بڑھاؤ اور نہ شہری آدمی دیہاتی کے لئے خرید و فروخت کرے۔ اور یہ بھی نہ کرو۔ کہ اونٹنی یا بکری کا دودھ زیادہ دکھانے کے لئے اُسے دوہنا بند کردو۔ پس جو شخص کسی بکری یا اونٹنی کو خریدے گا۔ تو وہ اس کو دوہنے کے بعد دونوں باتوں میں سے اچھی کا مختار ہے۔ اگر اُسے پسند آئے۔ تو رکھے۔ اور اگر ناپسند کرے۔ تو واپس کردے۔ اور ایک صاع کھجور دودھ کے عوض دے۔

بخاری اور مسلم میں ایک اور حدیث میں بھی ہے۔ کہ جو شخص اسے خریدے۔ اُسے تین دن کے لئے اختیار ہے۔ اگر چاہے۔ تو اُسے رکھے۔ اور اگر چاہے۔ تو واپس کردے۔ اور ایک صاع کھجوروں میں سے دے دے۔ نسائی میں ہے۔ کہ حضور رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ سوداگر کو پہلے جا کر نہ ملو پس جو کوئی بھی اُس سے ملا۔ اور اُس سے کچھ خرید لیا۔ تو جب مال کا مالک بازار میں آئے گا۔ اُسے اختیار ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہؐ نے فیصلہ فرمادیا ہے۔ کہ فائدہ اٹھانا ذمہ داری کے بدلہ میں ہے۔ اور مسلمانوں نے اس بات پر اجماع کیا ہے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ

Marfat.com

نے اپنے جانور کو واپس کرنے کے خلاف اسی فیصلہ سے دلیل پکڑی ہے۔ چنانچہ آپ کے نزدیک جانور کا رد کرنا اُس کے دودھ کے بغیر جائز نہیں۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ اُس کا دودھ بیچا جائے۔ البتہ وہ اس کے کسی عیب کا معاوضہ دے سکتا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اس حدیث پر جس میں ذمہ داری کے عوض فائدہ کا ذکر ہے۔ قیاس کر کے اپنا اجتہاد صادر کیا ہے۔

مسند ابو داؤد میں ذکر ہے۔ کہ ایک شخص نے ایک غلام خرید کیا۔ وہ اُس کے پاس ایک مدت تک رہا۔ پھر اس نے اُس میں کوئی عیب دیکھا اور نبیؐ کے حضور اس کے خلاف دعوے لایا۔ تو حضور نبیؐ نے سودے کو فسخ کرا دیا۔ بیچنے والے نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اس شخص نے میرے غلام سے فائدہ اٹھایا ہے۔ حضورؐ نے جواب دیا۔ کہ فائدہ ذمہ داری کے عوض ہے۔

خرید و فروخت کی بعض اور صورتیں

موطا امام مالک، صحیح بخاری، مسلم اور نسائی میں وارد ہے کہ حضور نبیؐ نے فرمایا۔ کہ جو شخص مفلس ہو جائے اور پھر کوئی شخص اس کے پاس بعینہٖ اپنا مال دیکھے۔ تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ بہ نسبت دوسرے کے۔ اور موطا میں ابن شہاب سے جن کی روایت ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے ہے۔ وارد ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے فرمایا۔ کہ جو شخص کوئی مال خریدے

اور بعد میں خریدنے والا مفلس ہو جائے۔ اور بیچنے والے کو کچھ قیمت نہ ملے
اور خریدار کے پاس مال بعینہٖ موجود ہو۔ تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔ اور
اگر خریدار وفات پا جائے۔ تو بیچنے والے کی وہی حیثیت ہوتی ہے۔ جو مرنے
والے کے دوسرے قرض خواہوں کی۔ یعنی قرض کی مقدار کے لحاظ سے جو
حصہ اُسے ملے گا۔ حضرت امام مالک کا اسی پر عمل ہے۔ اور حضرت امام
شافعیؒ نے ابن ابی ذئب کی روایت پر عمل کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی
روایت ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے فرمایا۔ جو شخص مر جائے۔ یا مفلس ہو جائے۔
تو مال والا اپنے مال کا زیادہ حق دار ہے۔ اگر وہ اپنے مال کو بعینہٖ اُس کے
پاس دیکھے +

Marfat.com

چوری کے مال کے بارے میں حکم

دلائل البیہقی میں عکرمہ بن خالد سے مروی ہے۔ کہ اسید بن عفیر نے اُن سے بیان کیا۔ کہ امیر معاویہ نے مروان کو لکھا۔ کہ اگر کسی شخص کا مال چوری ہو جائے۔ اور مال کا مالک اپنے مال کو بجنسہٖ دیکھ لے۔ تو وہ سب سے زیادہ اس کا حقدار ہے۔ پس مروان نے میری طرف تحریر کیا۔ جب کہ میں یمامہ میں تھا۔ پس میں نے مروان کی طرف لکھا۔ کہ حضور نبیؐ نے فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ جب کسی جگہ چوری کا مال پایا جائے۔ اور وہ شخص جس کے پاس مال پایا جائے زیر الزام نہ ہو۔ تو اگر چاہے تو اس کا مالک اس مال کی قیمت ادا کر کے اُسے لے لے۔ پھر اپنے چور کی تلاش رکھے۔ حضورؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ نے بھی اسی بات پر فیصلہ کیا ہے۔ مروان نے میرا یہ خط معاویہ کے

Marfat.com

پاس بھیج دیا۔ تو معاویہ نے مروان کی طرف تحریر کیا۔ کہ تم اور ابن جعفر میرے امور میں میرے خلاف فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اور نہ اس میں میں تمہارے خلاف فیصلہ کرتا ہوں۔ پس جو حکم میں نے دیا ہے۔ اسی پر عمل کرو۔ ابن حفیر کہتے ہیں۔ کہ مروان نے معاویہ کا خط میرے پاس بھیجا۔ تو میں نے کہا۔ کہ جب تک اختیار میرے سپرد ہے۔ میں اس کے مطابق فیصلہ نہ کروں گا۔

نیشاپوری کہتے ہیں۔ کہ مجھے معلوم نہیں۔ کہ فقہا میں سے کوئی شخص اس کا قائل ہو۔ سوائے اسحق بن راہویہ کے امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا۔ کہ کیا آپ امید بن حفیر کی حدیث کو تسلیم کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ اس بارے میں فقہا کا باہم اختلاف ہے۔ میں نے اس حدیث کو اختیار کیا ہے۔ جسے ہشیم نے موسیٰ بن سائب سے انہوں قتادہ سے۔ انہوں نے حسن سے انہوں نے سمرہ سے اور انہوں نے حضرت نبیؐ سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنا مال کسی دوسرے شخص کے پاس پائے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔

Marfat.com

پیداوار کی آفتوں کے بارے میں حضور کا حکم

بخاری مسلم اور نسائی میں وارد ہے۔ کہ حضور نے ایک مرتبہ فرمایا۔ بھلا بتاؤ کہ اگر اللہ تعالے پھل بند کر دے۔ تو تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا مال کس حساب میں لیتا ہے۔ ایک حدیث میں یوں وارد ہے۔ کہ کوئی اپنے بھائی کا مال کس بات کے عوض میں حلال سمجھتا ہے۔ اس حدیث کو حضرت امام مالک نے موطا میں مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اسے دلائل میں بھی ذکر کیا ہے۔ اور کتاب مسلم میں جابر سے روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ نے ایسی پیداوار کو وضع کرنے کا حکم دیا ہے جس پر کوئی آفت آئی ہو۔ اور امام مالک نے ایسی پیداوار کے بارے میں جس کی خرابی ۱/۳ حصہ تک پہنچ جا اسی حدیث سے دلیل لی ہے۔ اور امام شافعی۔ امام ابوحنیفہ اور لیث

Marfat.com

اور ثوری فرماتے ہیں۔ کہ جو پھل خرید لیا جائے ۔ اس کے پکنے کا زمانہ شروع ہونے کے بعد اُس کی خرابی کا کوئی تیقن نہیں۔ خواہ آفت کسی شکل میں بھی ہو۔ اور اُن کی دلیل اِس حدیث سے ہے۔ کہ رسولُ اللہ کے زمانۂ مبارک میں معاذ بن جبل کے پھل آفت رسیدہ ہو گئے۔ جو انہوں نے خرید کئے تھے۔ تو اُن کا قرض زیادہ ہو گیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ لوگ اُن کو خیرات دیں۔ لوگوں نے خیرات دی۔ تو وہ اُن کا قرض ادا کرنے کے لئے کافی نہ ہوئی۔ پھر حضورؐ نے قرض خواہوں کو فرمایا۔ کہ تمہیں صرف اسی قدر ملے گا۔ اس سے یہ دلیل نکلتی ہے۔ کہ نادار کے ذمے کچھ نہیں۔

معاذ کی ناداری کا واقعہ ۹ھ میں ہوا۔ اور رسولؐ اللہ نے اُن کو قرض خواہوں سے نجات دلائی۔ اور اُن کو اپنے حقوق سے سات حصوں میں سے پانچ مل گئے۔ تو انہوں نے کہا۔ یا رسولؐ اللہ! اس کو ہمارے لئے فروخت کر دیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اس کا پیچھا چھوڑو۔ اس کے ذمے تمہارا کچھ حق نہیں۔ اور رسولُ اللہ نے انہیں یمن کی طرف بھیج دیا۔ اور فرمایا کہ شاید اللہ تعالےٰ تمہیں غنی کر دے۔ یہ واقعہ ربیع الآخر کا ۹ھ کا ہے یعنی اس کے بعد کہ وہ نبیؑ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شامل ہوئے۔ پھر وہ نبیؑ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں مدینہ واپس آئے۔ تو اُن کے ساتھ بکریوں کا ریوڑ تھا۔ اور بہت سے غلام تھے۔ حضرت

عمرؓ نے انہیں دیکھ کر کہا۔ کہ یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں نے انہیں اپنے
اثر سے حاصل کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ وہ کس طرح۔ کہنے لگے۔ لوگوں
نے مجھے ہدیہ میں دی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ حضرت ابو بکرؓ سے اس کا ذکر
کرو۔ حضرت معاذ نے کہا۔ میں اس کا ذکر حضرت ابو بکرؓ سے نہ کروں گا۔ اس کے
بعد انہوں نے ایک رویا دیکھی۔ کہ گویا وہ دوزخ کے کنارے پر ہیں۔ اور
حضرت عمرؓ ان کو پیچھے سے پکڑ رہے ہیں۔ تاکہ وہ آگ میں نہ گر پڑیں۔ پس
معاذ گھبرا گئے۔ اور پھر حضرت ابو بکرؓ سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ جس طرح
حضرت عمرؓ نے انہیں مشورہ دیا تھا۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے وہ مال ان کے لئے
روا رکھا۔ پھر فرمایا۔ کہ میں نے حضرت نبیؐ کو یہ فرماتے سنا۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ
تمہیں غنی کر دے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے قرض کے بقایا ادا کر دئے۔
اسے طبرانی نے بھی ذکر کیا ہے۔

امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس حدیث میں پیداوار
کے ساقط کر دینے کی کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ وہ خریدار سے وضع کی جاتی ہے
اور اس کا کوئی عوض نہیں لیا۔ اور اسمٰعیلی نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔
اور آں حضرتؐ کا قول یہ ہے کہ آفتیں پانچ ہیں۔ آندھی اولے آگ ٹڈی
دل اور سیلاب۔

صحیح بخاری میں زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ لوگ نبی صلعم

کے زمانے میں جو لوگ پھلوں کی خرید و فروخت کے کام میں تھے۔ جب وہ اپنے گاہکوں کے ہاں رقموں کی وصولی کے لئے جاتے۔ تو خریدار انہیں یہ کہہ دیتا۔ کہ پھلوں کا نقصان ہو گیا۔ بیماری لگ گئی۔ کچے جھڑ گئے۔ یا کسی اور آفت سے پھل تباہ ہو گئے۔ غرض کہ طرح طرح کے بہانے بناتے پس جب حضور نبیؐ کے حضور اس طرح کثرت کے ساتھ مقدمات آنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اب جب تک پھل پک نہ جائیں۔ خرید و فروخت نہ کیا کرو۔

[illegible]

موطا امام مالک، بخاری اور مسلم میں [illegible]
کریم کے حضور [illegible]
کیا جاتا ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
تم کچھ [illegible]
کبھی وہ شخص [illegible]
من جملہ [illegible]
جب [illegible]
کے بعد [illegible]
اور وہ [illegible]

Marfat.com

جب نمہاری خرید وفروخت پر غور کیا۔ تو اس شرط سے بڑھ کر اور کچھ نہ پایا
جو حضورؐ نے حجان بن ملتفذ سے فرمائی تھی۔ کہ خریدی ہوئی چیز میں تین دن
کی شرط ہے۔ پس اسی کے مطابق عبداللہ بن زبیر نے بھی فیصلے کئے۔ اور
مسند ابوداؤد میں عتبہ بن احمر سے روایت ہے۔ کہ پھر رسولؐ اللہ نے
فرمایا۔ کہ غلام کی شرط تین روز تک ہے۔

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ عدا ابن خالد نے ذکر کیا۔ کہ ایک سودے
میں رسولؐ اللہ نے یوں تحریر فرمایا۔ کہ یہ وہ ہے۔ جو محمدؐ رسول اللہ نے
خرید کیا۔ بیع جو مسلمان کی مسلمان کے لئے ہو۔ اس میں نہ کوئی مخفی عیب
ہے۔ اور نہ اس میں کوئی پردہ کی بات ہے۔ اور نہ ہی اس میں کوئی نقصان
متصور ہے۔ قتادہ کا قول ہے۔ کہ غائلہ سے مراد زنا۔ چوری اور بھاگ
جانا ہے۔ اور اصیلی کتاب الفوائد میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ عداابن خالد نے حضور
نبیؐ سے ایک غلام خرید کیا۔ اور اسی پر ایک تحریر اسی مضمون کی لکھ کر
دے دی۔ اور ابن خنار ابن عطار کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ عداء
بن خالد نے حضرت نبی کریمؐ سے خرید کیا۔ اور رسولؐ اللہ نے اُسے لکھ
دیا۔ کہ یہ وہ ہے۔ جسے عداء ابن خالد نے محمدؐ سے خریدا۔ یہ پوری طرح متحقق
نہیں۔ کہ انہوں نے آپ سے غلام یا لونڈی خرید لی تھی۔ محدث کو اس
بارے میں شک ہے۔ اور رسولؐ اللہ نے قلعہ اوطاس کے قیدیوں کی

Marfat.com

گرفتاری کے لئے حکم دیا تھا۔ کہ حاملہ عورت سے خلوت نہ کی جائے۔ یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے۔ اور نہ غیر حاملہ سے جب تک کہ وہ حیض سے پاک نہ ہو جائے۔

صحیح بخاری میں درج ہے۔ کہ حضور رسول اللہ نے ایک یہودی سے اناج کی کچھ مقدار ایک میعاد پر خریدی۔ اور اس کے پاس اپنی لوہے کی ایک زرہ رہن رکھ دی۔ بخاریؒ نے اس حدیث کو تین عنوانوں کے ماتحت ذکر کیا ہے۔ ایک باب "نبیؐ کا ادھار سودا خریدنا"۔ باندھ کر اس کے نیچے حدیث درج کی ہے۔ دوسرا عنوان لکھا ہے "بیع مسلم میں کفیل" پھر حدیث درج کی ہے۔ اس کے بعد کا عنوان ہے "بیع مسلم میں رہن" اور اسی کے نیچے پھر حدیث درج کی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے وفات پائی۔ ایسی حالت میں کہ حضورؐ کی ایک زرہ ایک یہودی کے پاس تین صاع جو کے معاوضے میں رہن تھی۔ جو آپ نے اپنے کنبے کے لئے لئے تھے۔ اور مدونہ میں زید بن اسلم سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص حضور نبی کریمؐ کے پاس تقاضہ کے لئے آیا۔ اور آپ سے سخت درشتی کے ساتھ پیش آیا۔ تو حاضرین میں سے ایک شخص نے اس سے کہا۔ کہ اب جو میں نے تمہیں رسول اللہ کے ساتھ ایسی گفتگو کرتے دیکھا۔ تو میں نے چاہا اس کا مزہ چکھا دوں۔ تو آپ نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اسے چھوڑ دو

Marfat.com

یہ اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے۔ پھر اُس شخص کو کہا۔ کہ تم فلاں یہودی کے پاس
جاؤ۔ اور اُسے کہو۔ کہ وہ ہمیں کچھ اناج دے دے۔ اور ہم اُسے واپس کر دیں
گے۔ جب ہمارے پاس کچھ مال آجائے گا۔ اُس یہودی نے انکار کیا۔ اور کہا
کہ میں کوئی سودا بغیر رہن کے دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا۔
میری زرہ اُس کے پاس لے جاؤ۔ قسم ہے۔ اللہ تعالےٰ کی۔ کہ میں آسمان اور
زمین میں امانت دار ہوں۔ یہ جو حضور نبیؐ نے ایک مہمان کے لئے لئے
تھے۔ جو رات کے وقت آپ کے پاس آیا تھا۔ آخر حضرت ابو بکرؓ نے آپ کی
طرف سے قرض ادا کر دیا +

Marfat.com

خرید و فروخت میں ماں اور بچہ کو جدا نہ کرنا

ثابت کی حدیث میں ہے۔ کہ حضور نبی نے فرمایا۔ کوئی ماں اپنے بچے کی وجہ سے حیران نہ کی جائے۔ اور حضور نے یہ بھی فرمایا۔ کہ جو شخص ماں اور اس کے بچے کو آپس سے جدا کرے۔ اللہ قیامت کے روز اس کے اور اس کے پیاروں کے مابین جدائی ڈال دے۔ اور مدونہ میں جعفر بن محمد سے روایت ہے۔ اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی۔ کہ حضور نبی کے حضور جو قیدی آتے تھے حضور ان کو سب اکٹھا دیتے پھر خود ان کے ساتھ ایک عورت کو روتے دیکھتے تو اس سے پوچھتے رونے کا کیا سبب ہے۔ وہ کہتی کہ میرا بیٹا فروخت کر دیا گیا۔ میری بیٹی فروخت کر دی گئی لیکن حضور حکم دیتے اور حضور کے حکم سے وہ بیٹا یا

Marfat.com

یا اُس کی بیٹی اُسے واپس کیئے جاتے۔

جعفر بن محمد روایت کرتے ہیں۔ کہ ابو رسید انصاری بحرین سے کچھ قیدی نبی صلعم کے حضور لائے۔ جب آپ ان کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ تو اچانک ایک عورت رونے لگی۔ آپ نے دریافت کیا۔ کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ میرا بیٹا بنی عبس میں فروخت کر دیا گیا۔ رسولؐ اللہ نے ابو رسید سے کہا۔ کہ تم سوار ہو کر جاؤ۔ اور جس قیمت پر اُسے بیچا ہے۔ اُسے جا کر لے آؤ۔ چنانچہ ابو رسید گئے۔ اور اُسے لے آئے۔

یونس بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں۔ کہ رسولؐ اللہ نے حضرت کو ایک فوج دے کر بھیجا۔ وہاں اُن کو کچھ مال ہاتھ آیا۔ لیکن اس اثناء میں انہیں کوئی ضرورت اور مجبوری پیش آ گئی۔ اس پر آپ نے ایک لونڈی فروخت کر کے کچھ اونٹ خریدے۔ اس کی ماں موجود تھی۔ پس جب آپ رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضورؐ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے علیؓ! کیا تم نے اس میں اور اُس کی ماں میں جدائی ڈال دی۔ آپ سوچ میں پڑ گئے۔ لیکن حضورؐ بار بار وہی بات دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں واپس جاتا ہوں۔ اور میں اس وقت تک سر پر پانی تک نہ ڈالوں گا۔ کہ اُسے واپس لے آؤں۔ حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ نے اپنے دادا ضمیرہ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک مرتبہ رسولؐ اللہ

Marfat.com

ضمیرہ کی ماں کے پاس سے گذرے - وہ رو رہی تھی - آپ نے پوچھا تیرے رونے کی کیا وجہ ہے - کیا تو بھوکی ہے - یا تجھے کپڑا درکار ہے - اُس نے جواب دیا - یا رسول اللہ! مجھ کو میرے بیٹے سے جُدا کر دیا گیا ہے - اس پر رسولؐ اللہ نے فرمایا - کہ ماں اور بچے میں جدائی نہ ڈالی جائے پھر آپ نے اُس شخص کے پاس جس نے ضمیرہ کو خریدا تھا - ایک آدمی بھیجا - اور ضمیرہ کو ایک جوان اونٹ کے بدلے میں خرید لیا - ابن ابی ذئب کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے مجھ سے ایک تحریر پڑھوائی جو حسب ذیل ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

" یہ تحریر ہے محمد رسولؐ اللہ کی طرف سے ابو ضمیرہ اور اُس کے کنبے کے لئے - کہ رسول اللہ نے ان کو آزاد کیا - اور وہ عرب کے کنبہ داروں میں سے ہیں - اگر وہ چاہیں تو رسول اللہ کے پاس رہیں - اور اگر پسند کریں تو اپنے قبیلے کے پاس واپس چلے جائیں - اور اُن سے سوائے حق کے کسی بات کی پرسش نہ کی جائے گی - اور مسلمانوں میں سے جو شخص ان کو ملے نیکی کی ہدایت کرے - اس کو ابی بن کعب نے لکھا "

عروہ بن زبیر سے روایت ہے - کہ محمد رسول اللہ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مدینہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے تو باب اذاخر کے پاس سے

گذرے۔ اُس سے ایک بکری خریدی۔ اور اُس کے دوہنے کی اُس کے ساتھ شرط کر لی۔

یہ بھی روایت کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ نے اور حضرت ابو بکرؓ دونوں نے بنی ہذیل میں سے ایک شخص کو بطور رہبر مزدوری پر رکھا۔ وہ شخص کفارِ قریش کے دین پر تھا۔ ہر دو حضرات نے اس شخص کو اپنی اونٹنیاں دیں۔ اور اُس سے وعدہ لیا۔ کہ وہ تین راتوں کے بعد غارِ ثور کے پاس آئے گا چنانچہ وہ وعدے کے مطابق تیسری رات کی صبح کو دونوں اونٹنیاں غار کے پاس لے آیا۔ امام بخاری نے حدیث میں اس کو اس عنوان کے ماتحت لکھا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو تین دن بعد کے لئے۔ یا مہینے یا سال کے بعد کے لئے کام کرنے کی غرض سے اُجرت پر رکھا جائے۔ تو جائز ہے۔ اس بارے میں ہر دو فریق اپنی اپنی شرائط پر کاربند رہیں گے جب میعاد مقررہ پوری ہو جائے۔ اور کام نہ ہو۔ یا سال گذر جائے۔ اور کام نہ ہو۔ تو پھر جائز نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس رہبر کا نام ارقط تھا۔ اور بعض نے ارقیط بھی لکھا ہے۔

حضرت امام مالکؒ نے روایت کی ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے مدینہ کے قریب کسی سفر میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے اونٹ خریدا۔ اور ان کو مدینہ تک اونٹ کی پیٹھ پر سواری کی اجازت دی۔ ایک اور حدیث

Marfat.com

میں وارد ہے۔ کہ حضورؐ نے جابرؓ سے فرمایا۔ کہ مدینہ تک آپ کو اس اونٹ پر سواری کا حق حاصل ہے۔

بعض دیگر فیصلہ جات

مؤطا امام مالکؒ۔ بخاری اور مسلم میں وارد ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ میں تو ایک بشر ہوں۔ میرے سامنے جو شخص قضیہ لے کر آتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ باتیں بنانے والا ہو اور میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ اور سمجھوں۔ کہ یہی سچا ہے۔ پس جس کسی ایسے شخص کے لئے میں اس کے بھائی کے حصے میں سے فیصلہ کر دوں۔ تو اسے چاہئے۔ کہ وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔ کیونکہ وہ سمجھ لے۔ کہ میں اسے آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔ اور صحیح بخاری کی حدیث میں اس طرح وارد ہے کہ جس شخص کو میں کسی مسلمان کا حق دلاؤں۔ وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے وہ چاہے اسے لے۔ اور چاہے چھوڑ دے۔

مصنف ابوداؤد میں حضرت علیؓ کی زبانی روایت درج ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے حضورؐ کی خدمت میں گذارش کی۔ یا رسول اللہ! آپ مجھے بھیج رہے ہیں۔ حالانکہ میں ابھی نوعمر ہوں۔ اور مجھے فیصلہ دینے کی واقفیت نہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ تمہارے دل کو ہدایت دے گا۔ تمہاری زبان کو ثابت

Marfat.com

عطا کرے گا۔ جب فریقین کسی مقدمہ میں تمہارے سامنے آکر بیٹھیں۔ تو پہلے کا بیان سنتے ہی فیصلہ نہ دے دو۔ جب تک کہ دوسرے کا کلام نہ سن لو۔ کیونکہ یہ بات صحیح فیصلہ پر پونچنے کے لئے نہایت ضروری اور مناسب ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ اس کے بعد میں ہمیشہ فیصلے کرتا رہا۔ اور میں نے کبھی کسی فیصلہ کرنے میں شک، یا تذبذب نہیں کیا۔ اور صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ کہ جو شخص کسی مقدمہ میں اس نیت سے قسم کھاتا ہے۔ کہ اس طرح وہ کسی کا کچھ مال اڑا لے۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کے حضور قیامت کے روز ایسی حالت میں جائے گا۔ کہ خدا اُس پر ناراض ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

بے شک جو لوگ اللہ تعالےٰ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض میں تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں۔ الآخرہ۔ عبداللہ بن مسعود یہ حدیث بیان کر ہی رہے تھے۔ کہ اشعث آ گئے۔ اور انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ آیت میرے اور ایک اور آدمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ آپ نے کہا۔ کہ میرا جھگڑا اپنے ایک چچا کے بیٹے کے ساتھ ایک ایسے کنوئیں کے بارے میں تھا۔ جو اُس کی زمین میں واقعہ تھا۔ (بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ شخص یہودی تھا) نبی کریمؐ نے فرمایا۔ تیرا کوئی گواہ ہے؟ میں نے عرض کیا۔ نہیں۔ فرمایا۔ تو پھر یہ قسم کھائے گا۔

Marfat.com

ہیں نے عرض کیا ... اس پر آپ نے ... [illegible]

شعبی روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی ... [illegible] دوسرے

آدمی ... کہ یہ دونوں شخص حضرت شریح کی خدمت میں آئے ... [illegible]

کے بارے میں جھگڑا ... حضرت شریح نے ... [illegible]

باپ نے خریدی ہے ... [illegible]

اس کو اپنے باپ کے ورثہ میں پایا ہے ... [illegible]

پاس شہادت ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن یہ اللہ کی ... [illegible]

پوچھ ... دوسرے ... اس کے باپ ... [illegible]

... [illegible]

کہ جو شخص کسی قسم کے ذریعے کسی کا مال ... [illegible]

ایسی حالت میں ... [illegible]

چھوڑ دیا۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے ... [illegible]

جماعت کو ... [illegible]

... [illegible]

اور ... [illegible]

جنہوں ... [illegible]

Marfat.com

نے ذکر کیا ہے۔ کہ ایک اعرابی نے حضور نبی کریمؐ کے ساتھ ایک گھوڑے
کی فروخت کا معاملہ کیا۔ پھر وہ اپنے اقرار سے پھر گیا۔ اور رسول اللہؐ سے
کہا کہ میں نے کس کے سامنے آپ سے اقرار کیا ہے۔ تو رسولؐ نے اس کے
ساتھ کوئی سختی وغیرہ نہ کی۔ یہاں تک کہ خزیمہ ابن ثابت نے کہا۔ کہ یا رسول
اللہ! میں نے اس بارے میں اُس سے سنا ہے۔ تو آپ نے خزیمہ کی شہادت
اُس اعرابی کے خلاف قبول فرمائی۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ خزیمہ کی شہادت اللہ تعالیٰ
کے نزدیک دو شہادتوں کے برابر ہے۔ اور اُن کا نام خزیمہ ذوشہادتین رکھا
یہی خزیمہ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی معیت میں شریک ہوئے۔
اور اسی جنگ میں شہادت پائی۔ اور حضرت امام مالکؒ اور شافعیؒ کے
نزدیک خاص خاص اموال میں اس طرح گواہ کے ذریعے فیصلہ کیا جاتا ہے
حضرت امام شافعی مزید کہتے ہیں۔ کہ عتق میں بھی اسی طرح فیصلہ کیا جا
سکتا ہے۔ اور عمرو بن دینار نے اپنی حدیث میں جو حضرت ابن عباسؓ سے
مروی ہے۔ کہا۔ کہ حضور نبیؐ نے گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔ ابو عمرو
کہتے ہیں۔ کہ یہ اموال کے متعلق ہے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ گواہ اور قسم
کے ساتھ کسی معاملہ میں فیصلہ کو درست نہیں سمجھتے +

Marfat.com

حلف کا معاملہ

مصنف ابوداؤد میں مسرد سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی ﷺ نے حضرت ابن عباسؓ کو ایک شخص کے پاس حلف اٹھوانے کے لئے بھیجا کہ وہ اللہ تعالےٰ کی قسم اٹھائے جس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ فلاں مدعی کا مال تیرے پاس نہیں۔ حضرت امام مالکؒ نے اس طریق کو اختیار کیا ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگرد کہتے ہیں۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھائے جس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ اور جو پوشیدہ اور ظاہری باتوں کو جانتا ہے۔ مہربان ہے۔ رحیم ہے۔ علیم طالب ہے۔ غالب ہے۔

ایک جماعت کا خیال ہے۔ کہ فقط صرف اللہ تعالےٰ کی قسم کھانا واجب ہے اور ان کی دلیل خدا تعالےٰ کا قول ہے۔ جو اللہ ان

Marfat.com

کرنے والوں کی قسم کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ کہ ان میں سے ایک کی شہادت چار شہادتیں ہیں۔ اور حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ کہ حضور نے فرمایا۔ جو شخص قسم کھانے والا ہو۔ اُسے چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھائے۔ یا خاموش رہے۔ اور اسی طرح حضرت عثمانؓ نے ابن عمرؓ کے خلاف اُس غلام کے بارے میں فیصلہ کیا تھا۔ جسے ابن عمرؓ نے ایک دوسرے شخص کے پاس فروخت کیا تھا۔ خریدار نے کہا۔ کہ غلام کو بیماری ہے۔ جسے ابن عمرؓ نے مجھ پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ آپ نے فیصلہ کیا۔ کہ ابن عمر قسم کھائیں۔ کہ جب میں نے غلام فروخت کیا تھا۔ تو اس میں کوئی ایسا مرض نہ تھا۔ جو مجھے معلوم ہو۔ ابن عمرؓ نے قسم کھانے سے انکار کیا۔ اور غلام واپس لے لیا۔ اور پھر اُسے پہلے سے بھی زیادہ قیمت پر فروخت کیا۔ مسلم میں براء ابن عازب کی روایت ہے۔ کہ رسول اللہؐ ایک یہودی کے پاس سے گذرے جس کا منہ کالا کیا گیا۔ اور اُسے دُرّے لگائے گئے تھے۔ آپ نے یہودیوں کو بلایا۔ اور اُن سے پوچھا کہ تمہاری کتاب میں زانی کے لئے یہی سزا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں! آپ نے اُن کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلایا۔ اور کہا۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ اُس اللہ کی جس نے موسیٰؑ پر توریت نازل کی۔ کیا تمہاری کتاب میں زانی کی یہی حد ہے۔ اُس نے کہا۔ نہیں۔ البتہ اگر آپ مجھے

Marfat.com

قسم نہ دلاتے تو میں آپ کو نہ بتاتا۔ اس کی سزا رجم ہے۔ مصنف ابوداؤد
میں ایک حدیث بہ اسناد درج ہے۔ کہ حضور نبی نے ابن صوریا سے کہا
کہ تمہیں اللہ تعالے کی قسم دیتا ہوں جس نے تمہیں آل فرعون سے
نجات دی۔ اور تمہارے لیے دریا کو چیر دیا۔ اور تم پر بادلوں کا سایہ کیا
اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا۔ اور موسیٰ پر توریت نازل کی۔ کیا تم اپنی
کتاب میں سنگسار کرنے کا حکم پاتے ہو۔ تو اس نے جواب دیا۔ آپ
نے مجھے بڑی ذات کی قسم دی ہے۔ مجھے جھوٹ نہیں بولنا چاہئے۔

امام مالک اور ان کے شاگرد کہتے ہیں۔ کہ اس اللہ کی قسم کھائے
جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کہتے
ہیں۔ کہ یہود قسم کھائے۔ اس خدا کی جس نے حضرت موسیٰ پر توریت
نازل کی۔ اور نصاریٰ قسم کھائے اس اللہ کی جس نے حضرت عیسیٰ پر انجیل
نازل کی۔ اور مجوسی قسم کھائے اس اللہ کی جس نے آگ کو پیدا کیا۔

Marfat.com

غیر آباد زمین کو آباد کرنا اور پانی کی تقسیم

حدیث ثابت۔ مصنف ابو داؤد اور صحیح بخاری میں ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ جو شخص بے آباد زمین کو آباد کرے۔ اور وہ کسی مسلمان کی ملکیت نہ ہو۔ وہ اُسی کی ہے۔ اور ناجائز زمین پر لگائے ہوئے درخت پر کوئی حق نہیں۔

ابو عبید کی کتاب میں ہے۔ کہ صاحب نے کہا میں نے بنی بیاضہ کے دو آدمیوں کو حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں جھگڑا کرتے ہوئے دیکھا۔ اور وہ جھگڑا ایک زمین کے بارے میں تھا۔ جس میں دوسرے شخص نے درخت لگا لیا تھا۔ حضور نبی کریم نے زمین والے کے حق میں فیصلہ دیا۔ اور کھجور والے کو حکم دیا۔ کہ اپنا درخت اکھاڑ لے۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ اس کی جڑوں پہ

کلہاڑیاں مار رہا تھا۔ اور وہ عام قسم کی کھجور تھی۔

ابو عبید کہتے ہیں۔ کہ عام سے مراد پورے طول اور گنجان ٹہنیوں کی کھجور ہے۔ اور اس کا واحد عمیمہ ہے۔ امام مالک کہتے ہیں۔ کہ عرق ظالم وہ تعمیر یا درخت ہے۔ جو دوسرے کی ملک میں قائم کیا جائے۔ اور ابن حبیب کہتے ہیں عراق چار ہیں۔ دو ظاہر اور دو باطن۔ دو ظاہر تعمیر اور درخت ہیں اور دو باطن پانی اور کانیں ہیں۔

موطا امام مالک میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے مہزور اور مذینب کے پانیوں کے بارے میں فرمایا (یہ مدینہ کی وادیوں میں سے دو وادیاں ہیں) کہ ٹخنوں تک پانی بند رکھا جائے۔ پھر اوپر سے نیچے کی طرف چھوڑ دیا جائے

صحیح بخاری میں عروہ بن زبیر سے روایت ہے۔ کہ زبیر کا ایک انصاری کے ساتھ پتھریلی زمین کی ایک نہر کے بارے میں جھگڑا ہو گیا نبیؐ نے فرمایا۔ اے زبیر! تم زمین سینچ لو۔ اور پھر پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دو۔ انصاری نے کہا۔ یا رسول اللہ! یہ اس لئے کہ زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ اس پر نبیؐ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر فرمایا اے زبیر تم آب پاشی کر لو۔ اور اس کے بعد پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دو۔ اس پر انصاری نے پھر کہا۔ کیا یہ اس لئے کہ وہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ اس پر حضور نبی کریم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے زبیر!

تم آب پاشی کرنے کے بعد پانی کو بند رکھو۔ یہاں تک کہ بندوں پر چڑھ جائے۔ اور پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دو۔ اس پر انصاری نے کہا۔ یہ اس لئے کہ وہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ پس اس فیصلے کے ذریعے حضور نبی نے زبیر کے حق میں اُس کے پورے حصّہ کے بارے میں فیصلہ کر دیا۔ جب کہ انصاری نے آپ کو ناراض کر دیا۔ زبیر کہتے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے۔ "کہ اے پیغمبر! تمہارے پروردگار کی قسم ہے۔ کہ ان لوگوں کو ایمان سے کوئی حصہ نہ ملے گا۔ جب تک یہ لوگ اپنے آپس کے جھگڑے میں تم ہی سے فیصلہ نہ کرائیں"

ابن شہاب کہتے ہیں۔ کہ انصار اور دوسرے لوگ حضور نبی کریم کے اس قول کا مطلب سمجھ گئے۔ کہ اے زبیر آب پاشی کرو۔ یہاں تک کہ پانی بندوں تک چڑھ جائے۔ بحالیکہ پانی ٹخنوں تک تھا۔

اور موطا میں امام مالک سے مروی ہے۔ کہ براء بن عازب کی اونٹنی ایک شخص کے باغ میں داخل ہوئی۔ اور اس نے اس باغ کا نقصان کیا۔ تو رسول اللہ نے فیصلہ فرمایا۔ کہ باغ والوں کے ذمے دن کے وقت اس کی حفاظت ہے۔ اور چوپائے جو نقصان رات کو کریں۔ اس کا ذمہ چوپائے کے مالکوں پر ہے۔

Marfat.com

دلائل میں وارد ہے کہ حضور نبی کریم اپنی [illegible] ہوئے تھے کہ امہات المومنین میں سے ایک نے کسی خادم کے ہاتھ ایک پیالہ جیسی چیز جس میں کچھ کھانا تھا [illegible]۔ اس بیوی نے جس کے یہاں تھے ہاتھ مارا اور پیالے کو الٹا دیا اور وہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے اس کے ٹکڑوں کو جوڑا اور اس میں کھانا ڈالا اور فرمایا تمہاری ماں کو غیرت آگئی۔

کتاب ابوداؤد میں ہے کہ ام سلمہ حضرت عائشہ کے یہاں [illegible] ان کا ایک پیالہ لائیں جس میں کھانا رکھا تھا اور آنحضرت [illegible] کے لئے اصحاب کے [illegible]۔ اس پر حضرت عائشہ نے اپنی چادر [illegible] اور [illegible] پیالہ پر ہاتھ مارا اور اس کے دو ٹکڑے کر دئے۔ [illegible] نے دونوں ٹکڑوں کو باہم جوڑا اور اس میں کھانا ڈالا اور فرمایا تمہاری ماں کو غیرت آگئی۔ پھر [illegible] کھانا [illegible] اپنا ایک پیالہ لائیں [illegible] حضرت عائشہ کا [illegible] دیا اور [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت عائشہ [illegible]

کھانا پکایا۔ تو میں غیرت کے مارے کانپنے لگی۔ چنانچہ میں نے برتن توڑ دیا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! میرے اس گناہ کا کفارہ کیا ہے۔ فرمایا برتن کے مثل برتن۔ اور کھانے کے برابر کھانا۔

کتاب ابن شعبان میں ہے۔ کہ کچھ لوگ حضور نبیؐ کی خدمت میں ایک حبشی کے مکان کا جھگڑا لائے۔ اور نسائی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ وہ یمامہ میں ایک دیوار کے بارے میں جھگڑا تھا۔ پس آپ نے حذیفہ بن الیمانی کو بھیجا۔ کہ ان میں فیصلہ کریں۔ حذیفہ نے اس شخص کے حق میں فیصلہ کیا جس شخص کے گھر کی جانب اس دیوار کے بند تھے۔ پھر آپ رسولؐ اللہ کی خدمت میں واپس آئے۔ اور آپ کو اس فیصلے کی اطلاع دی۔ تو حضورؐ نے فرمایا تم نے خوب کیا ؀

Marfat.com

شفعہ کے بارے میں حضور نبی کریمؐ کا حکم

موطا میں مذکور ہے۔ کہ حضورؐ نے ایسی جگہ کے متعلق شفعہ کیا ہے جو ابھی اس کے شرکا میں تقسیم نہ ہوئی ہو۔ پس جب اس کی حدیں قائم ہوگئیں۔ اور لوگوں نے اپنے رستے متعین کر لئے۔ تو پھر شفعہ نہیں۔ خواہ وہ خالی جگہ ہو۔ عام زمین ہو یا نخلستان ہو۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں۔ کہ حضور نبیؐ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ مکان کے سامنے کی جگہ میں، راستے میں اور دو گھروں کی درمیانی راہ میں اور گھر کے ایک طرف اور بارش وغیرہ کا پانی بہنے کی جگہ میں شفعہ نہیں۔

ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ منقبہ وہ تنگ راستہ ہے جو دو گھروں کے درمیان ہو جس سے کوئی غیر نہ گزر سکے اور [illegible]

جو اس کے پیچھے واقعہ ہو۔ اور کبھی اس سے مراد وہ میدان بھی ہوتا ہے جس میں عمارت نہ ہو۔ اور اُضُو وہ رستہ ہے۔ جو محلّے میں بارش کے پانی کی گذر گاہ ہو۔ اور اس سے آخری حدیث یہ ہے۔ کہ کنوئیں کا پانی جمع ہونے کی جگہ کو فروخت نہ کیا جائے۔ اور نہ پانی گذرنے کے رستہ کو۔

پس شفعہ کے بارے میں اس حدیث کے معنی یہ ہیں۔ کہ اگر ان پانچ جگہوں میں کوئی شریک ہو۔ اور گھر میں شریک نہ ہو۔ تو وہ اُن میں سے کسی شفعہ کا مستحق نہیں۔ اور یہ اہل مدینہ کا قول ہے۔ وہ صرف شریک مخالطہ کے لئے شفعہ کے حق کا فیصلہ کرتے ہیں۔ بخلاف اہل عراق کے کہ وہ ہر پڑوس والے کے لئے اس کا حق سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ شریک نہ ہو۔

کتاب ابو عبیدہ میں بھی وارد ہے۔ کہ حضور نبی کریم نے پڑوسی کے لئے شفعہ کا فیصلہ کیا ہے۔ اور نیز مروی ہے۔ کہ پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حق رکھتا ہے۔ اور نسائی میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ میری زمین ہے جس میں کوئی شریک اور حصہ دار نہیں۔ سوائے حق ہمسائگی کے۔ آپ نے فرمایا کہ پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے اور مسلم میں ہے کہ حضور نبی کریم نے ہر مشترکہ جگہ کیلئے شفعہ کا فیصلہ فرمایا ہے جو تقسیم نہ ہو گئی ہو خواہ وہ مکان ہو یا باغ اور کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ اُسے فروخت کرے۔ مگر یہ کہ اُس سے اپنے شریک کو مطلع کرے پس اگر وہ چاہے تو لے لے اور نہ چاہے تو نہ لے۔ البتہ اگر شریک کو اطلاع دئے بغیر وہ فروخت کرے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔

مشترکہ کاشت کاری

[illegible]

اور منقسم کر دیا۔ بعض کا خیال ہے۔ کہ اس سے مراد سحر ہے۔ بعض کہتے ہیں پرانے افسانے یعنی بعض نے کہا۔ کہ یہ پیغمبر شاعر ہے۔ اور بعض نے کہا۔ کہ وہ کاہن ہے۔

صحیح بخاری میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ اگر کسی راستے کے بارے میں اختلاف ہو جائے۔ تو اس کی چوڑائی سات ہاتھ کے برابر بنائی جائے گی۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے اہل خیبر کے ساتھ کھیتی اور پھل کی پیداوار کے نصف حصہ پر معاملہ کیا۔ چنانچہ آپ اپنی بیویوں کو سو وسق دیتے تھے۔ اسی وسق کھجور اور بیس وسق جو۔

واضحہ میں وارد ہے۔ کہ حضورؐ کے عہد مبارک میں چار شخصوں نے ایک زمین میں ساجھا کیا۔ اس میں انہوں نے کھیتی کی۔ اس میں سے ایک نے کہا۔ کہ اس حصے میں میری طرف سے زمین ہے۔ دوسرے نے کہا۔ بیج میری طرف سے۔ تیسرے نے کہا۔ بیلوں کی جوڑی میری طرف سے۔ چوتھے نے کہا میری طرف سے محنت۔ جب فصل تیار ہوئی اور کاٹی گئی۔ تو وہ رسول اللہؐ کی خدمت میں جھگڑا لے کر آئے۔ حضورؐ نے زمین کے حصہ کو باطل ٹھہرایا۔ بیلوں کے لئے معین اجرت قرار دی۔ کام کرنے کے لئے ایک درہم روزانہ مقرر کیا۔ اور کھیتی کی فصل اس شخص کے حق میں قرار دی۔ جس کا بیج تھا۔ ابن حبیب فرماتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے زمین کو اس لئے لغو ٹھہرایا۔ کہ اس کا کرایہ نہیں

ٹھہرایا گیا تھا۔

مدونہ میں ہے۔ کہ میں نے ابن قاسم سے دریافت کیا۔ کہ اگر بیج دو شخصوں کی طرف سے ہو۔ اور زمین اور دوسرا تمام کام کسی دوسرے شخص کی طرف سے۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ یہ اچھی بات نہیں۔ میں نے پوچھا کہ کھیتی کس کی ہوگی۔ کہا۔ ان دو کی۔ اور کام کرنے والے کی۔ ان دونوں کو ان کا بیج دیا جائے گا۔ میں نے پوچھا۔ کیا یہ قول امام مالک کا ہے۔ کہا نہیں۔ یہ میری اپنی رائے ہے۔

ابن حبیب اور ابن عالم نے مالک سے روایت کی ہے۔ کہ کھیتی کی فصل اس کا حق ہے۔ جو کاشت کرے۔ اور زمین کا کرایہ اور کام ان کے ذمے ہوگا۔ اور اسی کی مثل حضور نبی کریمؐ کی روایت ہے۔ کہ کھیتی کاشت کرنے والے کی ہے۔ اور دوسروں کے لئے ان کا پورا معاوضہ ہے۔

مسند ابوداؤد رافع بن خدیج سے روایت ہے۔ کہ میں نے ایک زمین کاشت کی۔ میں اسے پانی دے رہا تھا۔ اور حضور نبی کریمؐ ادھر سے گذرے آپ نے دریافت فرمایا۔ کھیتی کس کی ہے۔ اور زمین کس کی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ محنت اور بیج میرے ہیں۔ اور زمین کے مالکان کا اس میں ایک حصہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے گناہ کیا۔ زمین زمین والوں کو واپس دے دو۔ اور اپنا خرچ لے لو۔

Marfat.com

کتاب ابن شعبان میں ہے۔ کہ نبیؐ نے فرمایا۔ مال اُس کا حق ہے۔ اور اس کا نقصان اس کے سر ہے۔ اور اس سے پہلے گذر چکا ہے۔ کہ حضورؐ نے وفات پائی۔ بحالیکہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔

نگرانی اور پھلوں کی تقسیم

مؤطا امام مالک میں ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے یہود خیبر سے فرمایا۔ کہ تم اپنی اپنی جگہوں پر جب تک اللہ تعالے چاہے۔ قائم رہو۔ اور شرط یہ ہے کہ یہ پھل ہمارے اور تمہارے درمیان تقسیم ہوں۔ چنانچہ آپ عبداللہ بن رواحہ کو بھیج دیتے۔ وہ تخمینہ لگاتے۔ اور پھر کہتے۔ کہ اگر تم چاہو تو تمام پھل لے لو۔ اور اگر چاہو۔ تو میں لے لوں۔ اور تخمینہ کا نصف تم کو دے دوں۔

مصنف ابو داؤد میں ہے ابن رواحہ نے چالیس ہزار وسق پھل کا تخمینہ لگایا۔ اور انھوں نے اس اقرار پر پھل لے لیا۔ کہ بیس ہزار وسق ہمارے ذمے رہا۔

اور مسلم میں ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ تم اپنی جگہ پر قائم رہو۔ جب تک ر تم کو قائم رکھے گا۔ ہم راضی ہیں۔ اس شرط پر کہ وہ اپنے مال کے خرچ سے اس میں کام کریں۔ اور اس میں رسول اللہؐ کے لئے نصف کا حصہ ہو۔ اور اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ مالک کام کرنے والے کو مدد نہیں دیتا

اور نہ سفید زمین کو زیر کاشت لاتا ہے۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کہ باغ یا نخلستان کی رکھوالی دو تہائی پیداوار پر جائز ہے۔ اور ہر ایسے درخت کے متعلق جو پھل دار ہو مثلاً کھجور۔ انگور۔ انجیر۔ زیتون۔ انار۔ شفتالو۔ اخروٹ۔ بادام وغیرہ۔ اور حصہ وہ ہوگا۔ جس پر دونوں راضی ہوں۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں۔ کہ رکھوالی کا معاملہ صرف کھجور اور انگور کے اور کسی چیز میں جائز نہیں خصوصاً نصف پر کیونکہ پیداوار یوں ہی سا اندازہ ہے۔ اور امام شافعی کا ایک اور قول ہے کہ ہر جڑ والے مضبوط درخت کے بارے میں ایسا معاملہ جائز ہے۔

امام حنیفہ کہتے ہیں کہ یہ قطعاً جائز نہیں۔ کیونکہ وہ ایک نہ دائم ہے۔ اور اس میں انہوں نے حضرت نبی کریم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے طریق کے غیر مطابق کیا ہے۔ جو انہوں نے خیبر کے متعلق کیا تھا۔ اس بارے میں انہوں نے یہ دلیل پیش کی کہ جب خیبر فتح ہوا تھا تو اہل خیبر غلام بن گئے تھے۔ اور آقا و غلام میں ہر طرح کا معاملہ جائز ہے۔ جو عام حالات میں جائز نہیں ہوتا۔ لیکن امام ابوحنیفہ کے اس قول کے خلاف یہ دلیل ہے۔ کہ وہ لوگ غلام نہ تھے۔ کیونکہ وہ لوگ حضرت نبی کریم کی اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی زندگیوں میں اس معاہدہ پر رہتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے ان کو جلاوطن کیا وہ نہ تو فروخت کئے

Marfat.com

گئے تھے۔ اور نہ آزاد کئے گئے۔ اور نہ ہی ائمہ حدیث میں سے کسی نے یہ روایت کی ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے اہل خیبر سے جزیہ لیا یا نہ لیا۔ البتہ برأت کا نزول خیبر کے بعد ہوا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے۔ کہ اُن سے جزیہ لیا گیا۔

اور حضرت امام شافعی کے خلاف جو سوائے کھجور اور انگور کے باقی چیزوں میں اس قسم کے معاہدہ کو جائز نہیں سمجھتے۔ یہ دلیل ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے خیبر والوں کے ساتھ کھیتی اور پھل کی نصف پیداوار کا نگرانی پر معاہدہ کیا۔ اور امام شافعی نے انگور کو کھجور پر قیاس کر کے اس میں اس قسم کے معاہدہ کو جائز قرار دیا۔ حالانکہ جمہور علماء اس کے خلاف ہیں۔

کتاب علم میں ہے۔ کہ نبی کریمؐ خیبر کی پیداوار میں سے اپنی بیویوں کو ایک سو وسق عطا فرماتے تھے۔ اسی وسق کھجوروں کے اور بیس وسق جَو کے۔ حضرت امام مالک فرماتے ہیں۔ کہ خیبر کی سفید زمین کم تھی۔ اور آج بھی کم ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے پسند یہ ہے۔ کہ سفید زمین کام کرنے والے کے لئے چھوڑ دی جائے۔ اور وہ اس کے لئے زیادہ حلال ہے۔ حالانکہ یہ ثابت ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے اہل خیبر سے پھل اور کھیتی میں کا نصف وصول کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ اس لئے۔ کہ رسول اللہؐ نے بٹائی پر زمین دینے سے منع فرمایا ہے۔ جس سے مراد زمین کو اناج کے عوض کرایہ

Marfat.com

پر دینا ہے۔ پس امام مالک کو یہ خوف ہوا۔ کہ کہیں یہ مخالفت فتح خیبر کے بعد نہ ہوئی ہو۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ رسول اللہؐ کے تازہ ترین حکم پر عمل کیا جاتا ہے۔ پس جب سفید زمین کام کرنے والے کے لئے چھوڑ دی گئی۔ تو مشکل رفع ہو گئی۔

صحیح بخاری اور مسلم میں ہے۔ کہ کعب بن مالک نے رسول اللہؐ کے عہد مبارک میں عبداللہ بن حدرد سے قرض کا تقاضا کیا۔ جو اُن کے ذمے تھا۔ اس پر اُن کی آوازیں بلند ہوئیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہؐ نے وہ آوازیں سنیں۔ بحالیکہ آپؐ اپنے مکان میں موجود تھے۔ پس آپؐ دروازے کی طرف تشریف لائے۔ اور آپؐ نے پکارا۔ اے کعب! انہوں نے کہا لبیک۔ اس پر آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اس طرح کہ گویا نصف سے لو۔ کتاب ابن شعبان میں ہے۔ کہ حضور نے فرمایا۔ جو شخص کسی حق کا تقاضا کرے اُسے چاہئے۔ کہ کفایت اور پارسائی سے تقاضا کرے۔ پورا لے خواہ کم۔

یہ بات بھی ثابت ہے۔ کہ حضور نبیؐ نے بنی خثعم کی ایک جماعت کی طرف فوج بھیجی۔ انہوں نے سجدہ کر کے اسلام کا اظہار کیا۔ اور پناہ مانگی۔ لیکن انہیں قتل کر دیا گیا۔ ان کے بارہ میں رسول اللہؐ نے نصف دیت کا حکم دیا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ قول ہے۔ کہ ممکن ہے یہ حکم اس لئے دیا ہو۔ کہ ان کا دین دار اسلام کے مطابق ہو تو ان کی دیت ہو گی۔ اور ممکن ہے۔ اسلام کے مطابق

Marfat.com

نہ ہو۔ اس صورت میں دیت نہ ہوگی۔

سمرہ بن جندب کی ایک روایت ہے۔ کہ ایک انصاری کے باغ میں ان کی کھجور تھی۔ سمرہ بن جندب جب کبھی کھجور کی طرف آتے۔ تو چونکہ ساتھ ہی اس شخص کا گھر تھا۔ وہ تکلیف محسوس کرتا۔ اور اسے ناگوار گذرتا۔ اس نے درخواست کی۔ کہ اس کھجور کو میرے پاس فروخت کردو۔ انہوں نے انکار کیا۔ اس نے پھر کہا۔ کہ اچھا مجھ سے اس کا تبادلہ کرلو۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا۔ اور نبیؐ کے پاس آکر اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کھجور کو بیچ دو۔ سمرہ نے انکار کیا۔ آپ نے تبادلہ کی درخواست کی۔ اس نے نامنظور کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ مجھے دے دو۔ اور اس کے بدلے میں اتنی کھیتی لے لو۔ اس نے پھر بھی انکار کیا۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ تو نقصان دینے والا ہے اور انصاری کو حکم دیا۔ کہ اس کی کھجور زمین میں اکھاڑ ڈال۔

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ دو شخص ایک کھجور کی ملحقہ زمین کے بارے میں آپؐ کے پاس جھگڑا لائے۔ آپؐ کے حکم سے زمین کو ناپا گیا۔ تو وہ سات گز اور ایک حدیث کے مطابق پانچ گز پائی گئی۔ آپؐ نے اس پر اپنا فیصلہ دیا۔ عبدالعزیز کہتے ہیں۔ کہ آپؐ نے اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ کے ساتھ ناپنے کا حکم دیا۔ اور وہ ناپی گئی +

Marfat.com

مقدّماتِ وصیّت

Marfat.com

وصیّت اور اس کی مقدار

اوقاف کا معاملہ

صدقہ، ہبہ اور ان کا ثواب

مشتبہات کے بارے میں حضورؐ کا حکم

غلاموں کو آزاد کرنا

راہ پڑی چیز کے بارے میں رسولؐ اللہ کا حکم

صدقہ کئے ہوئے باغ کے بارے میں حکم

ودیعت یا امانت کے متعلق احکام

وراثت کے مال کے متعلق احکام

ناجائز بچّے کے بارے میں حکم

Marfat.com

وصیّت اور اُس کی مقدار

موطا۔ بخاری اور مُسلم میں زہری سے مروی ہے۔ اور وہ عامر بن سعد کے حوالے سے ابن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حجۃ الوداع کے سال آں حضرت صلعم میرے پاس میرے سخت درد کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! درد سے جو میری حالت ہے۔ وہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ میں دولت مند آدمی ہوں۔ اور میرا وارث میری ایک بیٹی کے سوائے اور کوئی نہیں۔ کیا میں اپنا ⅔ مال خیرات کر دوں۔ اور بخاری اور مسلم میں یہ بھی روایت ہوا ہے۔ کہ کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ عرض کیا۔ کہ پھر نصف۔ حضور نے فرمایا۔ نہیں۔ عرض کیا۔ کہ پھر ایک تہائی فرمایا۔

Marfat.com

ایک تہائی بھی بہت ہے۔ اب ہم موطا کے الفاظ کی طرف رجوع کرتے ہیں حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ پھر آدھا۔ فرمایا۔ نہیں۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا۔ ایک تہائی اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔ اور بے شک تیرا اپنے وارثوں کو خوش حال چھوڑنا اس سے بہتر ہے۔ کہ اُن کو تنگ دست چھوڑے۔ اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور تو جو کچھ بھی اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے خرچ کرے۔ تو اس کا اجر پائے گا۔ اور ایک روایت کے مطابق یہ بھی فرمایا۔ کہ تو اس کا اجر پائے گا۔ یہاں تک کہ اس کا بھی جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا۔ تو حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ تو ہرگز پیچھے نہ رہے گا۔ تو نیک عمل کرتا رہے گا۔ مسلم میں اتنا زیادہ ہے کہ جس کے ساتھ تمہیں اللہ کی رضا مطلوب ہو۔ تو اس سے تمہارا درجہ اور بلندی بڑھے گی۔ اور شاید تو پیچھے رہ جائے۔ یہاں تک کہ تجھ سے کچھ لوگ تو فائدہ پائیں۔ اور کچھ نقصان۔ پھر حضورؐ نے دعا فرمائی۔ کہ الٰہی! میرے اصحاب کو اُن کی ہجرت پر قائم رکھ۔ اور ان کو اُن کی ایڑیوں کے بل واپس نہ لوٹا۔ پھر رسولؐ اللہ نے سعد بن خولہ کے لئے افسوس ظاہر کیا جو حجۃ الوداع میں مکّہ جا کر انتقال کر گئے تھے۔ ابن مزین نے اپنی شرح موطا میں ذکر کیا ہے۔ کہ وہ مکّہ میں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ انتقال کر گئے

Marfat.com

اور ہجرت نہ کی۔ تو نبی صلعم نے ان کے لئے افسوس ظاہر کیا۔ لیکن یہ ابن مزبن کا وہم ہے۔ کیونکہ سعد بن خولہ ہجرت کر چکے تھے۔ اور جنگ بدر میں شامل ہوئے تھے۔ رسول اللہ نے ہجرت کے بعد ان کے مکہ آنے اور پھر وہاں وفات پا جانے پر افسوس کا اظہار کیا تھا۔ اسے بخاری نے اور نیز مسلم نے ذکر کیا ہے۔ اور واضح ہو کہ وہ قریشی ہیں +

Marfat.com

اوقاف کا معاملہ

واضحہ میں واقدی سے روایت ہے۔ کہ حصین بن عبدالرحمن نے بیان کیا۔ ہم پوچھتے پھرتے تھے۔ کہ اسلام میں سب سے پہلا وقف کون سا ہوا تھا۔ کسی نے کہا۔ کہ اسلام میں سب سے پہلے اوقاف نبی کریمؐ کے ہیں۔ یہ قول انصار میں سے کسی کا ہے۔ اور مہاجرین کا بیان ہے۔ کہ سب سے پہلا وقف عمرؓ بن خطاب کا ہے۔ اور یہ اس بنا پر کہ جب حضور نبی کریمؐ مدینہ منوّرہ تشریف لائے۔ تو حضورؐ نے ایک وسیع زمین دیکھی۔ جو اُن لوگوں کی تھی۔ جو حضور کی مدینہ تشریف آوری کے تھوڑے ہی عرصہ پہلے جلا وطن ہو گئے تھے۔ اور بعض اُن میں سے وہ لوگ تھے۔ جو حضورؐ کی آمد کے معاً بعد اپنی زمین سے بے دخل ہوئے۔ اور ان کی زمین اُن کے قبضے میں نہ

Marfat.com

رہی۔ اس میں کچھ تو صاف میدان تھا۔ اور کچھ خراب زمین تھی۔ جسے پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ اس زمین کو ضغاثیر کہتے تھے۔ رسول اللہ نے اس میں سے کچھ زمین جس کا نام ثمغ تھا حضرت عمرؓ کو عطا فرما دی تھی۔ اس کے بعد حضرت عمر نے کچھ زمین یہود سے خرید کر اس کے ساتھ شامل کر لی۔ اور اس طرح وہ ایک اچھی اور عمدہ جائداد بن گئی۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میری جائداد خوب ہے۔ اور مجھے بہت پسند ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اسے وقف کر دو۔ اس طرح کہ اس کا اصل قائم رہے اور اس کی آمدنی خرچ کی جا سکے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسی پر عمل کیا۔

ابن عمر سے روایت ہے۔ کہ ثمغ پہلی جائداد ہے۔ جو اسلام میں وقف کی گئی۔ اور حضرت عمرؓ نے جس دن اُسے وقف کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ تو آپ نے عرض کیا۔ یا رسولُ اللہ! مجھے میرے وقف میں مشورہ دیجئے حضورؐ نے فرمایا۔ اس کے اصل کو وقف کر دو۔ اور اس کے منافع کو خرچ کرنے کی اجازت دے دو۔

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے۔ کہ پہلا صدقہ جو اسلام میں قائم ہوا۔ وہ رسولُ اللہ کا ہے۔ جو حضورؐ نے وقف کے مالوں سے کیا۔ عمر بن رفاعہ فرماتے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ لوگ تو کہتے ہیں۔ کہ عمرؓ کا صدقہ سب سے پہلا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ مخیرق جنگ اُحد میں نبی کریمؐ

Marfat.com

کی ہجرت کے بائیس مہینے بعد شہید ہوئے۔ اُنہوں نے وصیت کی تھی
کہ اگر میں مارا جاؤں۔ تو میرے اموال پر رسول اللہ کا حق ہے۔ جہاں حضورؐ
کو اللہ کا حکم ہو۔ وہاں لگائیں۔ چنانچہ رسول اللہ نے اُس کے اموال کو
بطور وقف خیرات کر دیا۔ اور وہ سات باغ تھے۔ اور عمرؓ نے جو ثمغ
وقف کیا تھا۔ تو وہ نبیؐ کے خیبر سے واپس تشریف لانے کے بعد کیا تھا۔ اور
حضور خیبر سے ۶ہجری کے بعد تشریف لائے تھے۔

زہری کہتے ہیں۔ کہ نبیؐ کا صدقہ سات باغ تھے۔ جو بنی نضیر کے باغوں
میں سے تھے۔ جب رسول اللہ جنگ اُحد سے واپس آئے۔ تو حضورؐ نے
مخیرِیق کے مالوں کو تقسیم کیا۔ اور محمد بن سہل سے روایت ہے۔ کہ نبی کریمؐ کے
صدقات بنی نضیر کے اموال تھے۔ اور وہ سات باغ ہیں جن کے نام یہ ہیں۔
اعراف۔ صافیہ۔ دلال۔ مثبت۔ برقہ۔ حسنی اور مشربہ ام ابراہیم۔ آخری باغ
کا نام مشربہ ام ابراہیم اس لئے رکھا گیا۔ کہ وہ اس میں رہتی تھیں۔ اور یہ اموال
سلام بن مشکم نضیری کے تھے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ کہ وہ سات باغ
تھے۔ اور اُن کے یہ نام تھے۔

اور نسائی کی روایت ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے وفات کے وقت نہ
کوئی دینار چھوڑا۔ نہ درہم۔ نہ لونڈی نہ غلام۔ سوائے ایک دھاری دار
خچر کے جس پر آپ سوار ہوتے تھے۔ اور سوائے ہتھیاروں اور سوائے

Marfat.com

.... اُس زمین کے جسے آپ نے اللہ تعالےٰ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ نسائی کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ کا صدقہ اُس زمین کا تھا۔ جو خیبر سے حاصل کی گئی تھی۔ اور وقف کے بارہ میں اُن کا کہنا ہے۔ کہ اس کے اصل کو نہ تو فروخت کیا جائے۔ اور نہ ہبہ کیا جائے۔ اور نہ وہ ورثہ کیا جائے۔ وہ صرف محتاجوں۔ قریبوں۔ غلام آزاد کرنے والوں۔ اور مہمانوں اور مسافروں کے لئے ہے۔ اس کے متولی کے لئے اس قدر جائز ہے کہ وہ دستور کے مطابق اُس سے مناسب طور پر خرچ کرے۔ اور مہمان کو دے۔ یا کسی دوست کو دے۔ لیکن یہ جائز نہیں۔ کہ وہ اس مال سے متمول بنے +

Marfat.com

صدقہ ہبہ اور اُن کا ثواب

موطا امام مالک میں آتا ہے۔ کہ انصار کے قبیلہ بنی حارث بن خزرج میں سے ایک شخص نے اپنے والدین کو کچھ مال بطور صدقہ دیا۔ وہ دونوں فوت ہو گئے۔ پس اُن کا بیٹا ان کے مال کا وارث ہوا۔ اور وہ کھجوریں تھیں۔ اس مال کے بارہ میں حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں سوال کیا گیا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ تم اپنی میراث لے لو۔ اور تمہیں اپنے صدقہ کا اجر مل جائے گا۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے ایک انصاری عورت کے متعلق فیصلہ کیا۔ جسے اُس کے بیٹے نے کھجوروں کا ایک باغ دیا تھا۔ وہ عورت فوت ہو گئی۔ تو اُس کے بیٹے نے کہا۔ کہ میں نے یہ باغ اپنی والدہ کو اس کی زندگی تک کے لئے دیا تھا۔ اور یہ کہ اس کے اور بھائی

Marfat.com

بھی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ وہ اس کی زندگی اور موت میں اسی کا ہے
اس نے جواب دیا۔ کہ میں نے اسے بطور صدقہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا
یہ تمہارے لئے نامناسب ہے۔ موطا۔ بخاری اور مسلم میں نعمان بن بشیر
سے مروی ہے۔ کہ ان کے والد ان کو حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں لائے
اور عرض کیا۔ کہ میں نے ایک غلام نعمان کو دیا ہے۔ حضور اس پر شاہد
ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اسی طرح ایک ایک غلام
دیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ نہیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اسے واپس
کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور اپنی اولاد میں انصاف کرو۔ اور واقعہ یہ
ہے۔ کہ نعمان کی والدہ نے اپنے خاوند سے کہا تھا۔ کہ تم اپنے اس ہبہ پر
رسول اللہ کو گواہ کرو۔ وہ سال بھر اسے ٹالتے رہے۔ اس نے کہا۔ میں
راضی نہ ہوں گی جب تک تم رسول اللہ کو اس ہبہ پر گواہ نہ کر دو گے۔ پس
حضورؐ نے فرمایا۔ میں ظلم پر گواہ نہ ہوں گا۔ اور یہ طریق اس بات میں ہے
کہ کوئی باپ اپنے چھوٹے بیٹے کے لئے کوئی چیز مخصوص کر دے۔ لیکن
اگر کوئی باپ اپنے کسی بالغ لڑکے یا اجنبی کو کوئی چیز ہبہ کرے۔ تو
اس کے لئے ہبہ کے گواہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کو اس چیز پر قبضہ
دینا کافی ہے۔ اور اس کی دلیل حضرت ابوبکرؓ کا وہ قول ہے۔ جو آپ نے
حضرت عائشہؓ سے بیان فرمایا۔ کہ اگر تم اس مال پر قابض ہوتیں تو تم اس کی

Marfat.com

مالک ہوتیں۔ اور اب تو وہ وارث کا مال ہے۔ اور حضور نبی کریمؐ کا ایک اور قول بھی ان ہی معنوں میں ہے۔ جو حضورؐ نے سورہ اَلہٰکم التکاثر کے نزول کے وقت ارشاد فرمایا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا تھا۔ کہ ابن آدم کہتا ہے میرا مال۔ میرا مال! اور تیرا مال اس کے سوائے کیا ہے۔ جو تو نے کھا لیا۔ پھر ختم کر دیا۔ یا پہن لیا۔ اور پھاڑ لیا۔ یا صدقہ کیا۔ اور اُسے چلتا کیا۔ اور حضورؐ نے صدقہ کے لئے مال کو دوسرے کے قبضے میں دے دینے کو ضروری قرار دیا ہے۔ جس طرح مثلاً عاریت یا بیع سلم۔ جو قبضہ کے سوائے پوری ہی نہیں ہوتی۔ اور جیسے وصیت کہ وہ وصیت کرنے والے کی موت کے بغیر پوری ہی نہیں ہوتی۔

مصنف عبدالرزاق میں طاؤس سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے حضور نبیؐ کے حضور کوئی چیز ہبہ کی۔ حضورؐ نے اِس کا عوض دیا۔ لیکن وہ راضی نہ ہوا۔ حضورؐ نے پھر کچھ اور دیا۔ لیکن پھر بھی وہ راضی نہ ہوا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میرے گمان کے مطابق ایسا تین دفعہ کیا، اور وہ راضی نہ ہوا اس پر حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کوئی ہبہ قبول نہ کروں گا۔ سوائے کسی قریشی۔ انصاری یا ثقفی کے۔ اور دلائل بیہقی میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس شخص نے حضور نبی کریمؐ کو ایک دودھ والی اونٹنی بطور ہدیہ دی۔ حضورؐ نے اُسے بطور تحفہ چھ جوان اونٹنیاں عنایت

Marfat.com

فرمائیں۔ لیکن پھر بھی وہ راضی نہ ہوا۔ صحیح بخاری میں وارد ہے۔ کہ جب مہاجرین وارد مدینہ ہوئے۔ تو اُن کے پاس کچھ نہ تھا۔ اور انصار صاحب جائداد اور خوش حال تھے۔ انصار نے اُن کے ساتھ قرار کیا۔ کہ ہر سال انہیں اپنے مالوں میں پیداوار کا حصہ دیا کریں گے۔ اور محنت اور مزدوری اور اخراجات وغیرہ خود کریں گے۔ انسؓ کی والدہ نے نبی کریمؐ کو کھجوروں کے کچھ درخت دئے۔ رسول اللہؐ نے وہ درخت اپنی آزاد کردہ کنیز اُم ایمن کو جو اسامہؓ بن زید کی والدہ ہیں۔ دے دئے۔ ابن شہاب کا بیان ہے۔ کہ مجھے انس بن مالک نے کہا۔ کہ جب حضور نبی کریمؐ جنگ خیبر سے واپس ہوئے اور مہاجرین نے انصار کو اُن کے پھلوں سے وہ عطیے جو انہوں نے دئے تھے واپس کر دئے۔ اور نبی کریمؐ نے انس کی والدہ کو بھی وہ درخت جو اُنہوں نے حضور کو دئے تھے۔ واپس کر دئے۔ اور اُن کے بدلے نبی کریمؐ نے ام ایمن کو اپنا باغ عطا فرمایا۔ اس واقعہ کو مسلم نے بھی بیان کیا ہے۔ لیکن اس میں اتنا اضافہ کیا ہے۔ کہ اُن کو دس گنا یا دس گنا کے قریب زیادہ دیا

اور ام ایمن کے بارے میں ابن شہاب کا بیان ہے۔ کہ وہ حبشن تھیں۔ اور عبداللہ بن عبدالمطلب کی لونڈی تھیں۔ جب حضور نبی کریمؐ کی ولادت ہوئی۔ تو اس وقت حضور کے والد عبداللہ وفات پا چکے تھے۔ اور ام ایمن آپ کو گود میں کھلاتی تھیں۔ اس کے بعد جب حضور نبی کریمؐ

بڑے ہوئے۔ تو حضورؐ نے اُسے آزاد کر دیا۔ اور پھر اُن کا نکاح زید بن حارث سے کر دیا۔ ام ایمن کی وفات حضرت نبی کریمؐ کی وفات کے پانچ ماہ کے بعد ہوئی۔ واقدی کے بیان کے مطابق اُن کا نام بر کہ ہے یہ حدیث زہری سے صرف یونس نے روایت کی ہے۔ اور اصیلی کی کتاب کے حاشیہ میں درج ہے۔

ایک خاص عرصہ کے لئے کوئی چیز دینا

مؤطا میں حضرت جابر بن عبداللہ کی زبانی روایت کی گئی ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو اور اُس کے فرزند کو کوئی چیز کسی نے اس کی عمر کے لئے یا اپنی عمر کے لئے دی۔ وہ اُس کی ہو گئی۔ جسے دی گئی۔ اور وہ دینے والے کو کبھی واپس نہ ملے گی۔ کیونکہ یہ ایسی عطا ہے۔ جس میں ورثہ واقعہ ہوتا ہے۔ اور کتاب مسلم میں واقعہ ہے۔ کہ جابر نے بیان کیا۔ انہوں نے (ابداً) کبھی بھی لفظ نہیں کہا۔ جابر بن عبداللہ کی زبانی یہ روایت بھی بیان کی گئی ہے۔ کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے کسی کے لئے اور اُس کے فرزند کے لئے کوئی چیز اس کی عمر کے لئے عطا کی۔ تو اس قول سے اُس نے اپنے حق کو ساقط کر دیا۔ اور وہ چیز اُس شخص کے لئے اور اس کے فرزند کے لئے ہو گئی۔ جس کو عطا کی گئی۔ اور جابر کی زبانی یہ روایت بھی ہے۔ کہ عمریٰ جس کی رسول اللہؐ نے اجازت دی ہے یہ ہے۔ کہ تم کہو۔ وہ

Marfat.com

تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے ہے لیکن جب کہو کہ وہ تیری زندگی کے لئے ہے تو وہ مالک کی طرف واپس آجاتا ہے۔ معمر کہتے ہیں کہ زہری اسی پر فتوے دیتے تھے۔ اور ابو سلمہ نے جابر سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم نے جس شخص کے بارے میں عمریٰ کا فیصلہ فرمایا کہ وہ اس کے لئے اور اس کی اولاد کے لئے ہے تو وہ چیز قطعی طور پر اس کی ہو گئی۔ دینے والے کے لئے اس میں کوئی شرط ہے یا استثنا۔ ابو سلمہ کہتے ہیں یہ اس لئے کہ اس نے ایسی عطا کی ہے جس میں ورثہ واقع ہوتا ہے پس ورثہ کسی شرط کو باطل کر دیتا ہے۔ ایک اور حدیث میں جابر سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں عمریٰ کی چیز اسی کی ہو گی جسے ہبہ کی گئی

ابن ابی زید نے کہا کہ حضور نبی کریم کے اس قول کا مطلب کہ وہ چیز دینے والے کو واپس نہ ملے گی یہ ہے کہ یہ چیز اس وقت تک کے لئے ہے جس وقت تک اس شخص کی نسل میں سے جسے وہ چیز دی گئی کوئی شخص باقی ہے پس جب وہ ختم ہو گئے تو وہ چیز اس کے اصل مالک یا اس کے وارث کو لوٹ آئے گی [illegible] قول [illegible] جسے [illegible] اور [illegible] لئے [illegible]

Marfat.com

نہیں۔ اور مدینہ میں اسی پہ عمل جاری ہے۔ اور امام مالک نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

اور امام شافعی وغیرہ نے اس حدیث سے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ عمریٰ کی ہوئی چیز جب دوسرے کے لئے ہو چکی۔ تو وہ اصل مالک کی طرف لوٹ نہیں سکتی۔ خواہ وہ شخص جس کے نام عمریٰ کی گئی۔ یا اس کی اولاد ختم ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اور یہ حدیث میں درج نہیں ہے۔

امام ابو حنیفہ۔ شافعی۔ سفیان ثوری اور احمد بن حنبل سے مروی ہے۔ کہ عمریٰ ہبہ کی طرح ہے۔ اور جس شخص کو کوئی چیز دی جائے۔ وہ اس کی ہو جاتی ہے۔ خواہ اس کی اولاد کے لئے نامزد کی جائے۔ یا نہ کی جائے اور خواہ عمریٰ کرنے والے نے یہ شرط کی ہو کہ میری طرف واپس آ جائے یا نہ کی ہو۔ اس کی شرط باطل ہے۔ اور وہ چیز اس کی طرف کبھی واپس نہ آئے گی۔ اور معمر اگر چاہے۔ تو اس چیز کو اپنے باقی مال کی طرح فروخت کر سکتا ہے۔ پس عمریٰ کے متعلق تین قول ثابت ہوئے۔ ایک قول امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا اور دوسرا قول امام مالک کا۔ اور تیسرا قول اس شخص کا جنہوں نے پشتینی عمریٰ اور خاص معمر کی زندگی کا امتیاز کیا ہے۔ چنانچہ پشتینی عمریٰ کے بارے میں کیا گیا ہے۔ کہ وہ چیز عمریٰ کرنے والے کی طرف واپس نہیں جاتی۔ اور جب پشتینی نہ ہو۔ تو

Marfat.com

معمر کے مرنے پر اصل مالک کو واپس چلی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالے
اپنے نبیؐ کی مراد اور مقصد کو زیادہ جانتا ہے کہ حضور کی اس سے کیا
مراد ہے۔

کتاب مسلم میں جابر سے یہ بھی روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ مدینہ میں ایک عورت نے اپنے بیٹے کے نام ایک باغ عمر بھر کے لئے ہبہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ لڑکا وفات پا گیا۔ اور وہ عورت بھی مر گئی۔ اس پر اس باغ کی اصل ملکیت پر جھگڑا ہوا۔ چنانچہ یہ معاملہ حضرت عثمانؓ کے غلام طارق کے پاس گیا۔ انہوں نے جابر کو بلایا۔ تو جابر نے شہادت دی۔ کہ نبی کریمؐ نے حکم دیا ہے۔ کہ عمریٰ اُن کے مالک کے لئے ہے چنانچہ طارق نے اس پر فیصلہ دے دیا۔ اور عبدالملک کی طرف لکھ کر اس فیصلہ کی اطلاع دے دی۔ عبدالملک نے کہا۔ جابر نے سچ کہا پس طارق نے اس فیصلہ کو نافذ کر دیا۔ اور یہ باغ آج تک معمر کی اولاد کے پاس ہے اور اس حدیث میں یہ ذکر نہیں۔ کہ اس عورت نے اپنے بیٹے اور اس کی نسل کے لئے عمریٰ کیا تھا۔ جیسے کہ سابقہ احادیث میں واقع ہوا ہے۔ اور اس سے پہلے جابر کی روایت گذر چکی ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ جب وہ کہے کہ یہ چیز میری ہے۔ جب تک میری زندگی ہے۔ تو وہ اپنے مالک کی ہو گی جس نے عمریٰ کیا۔ اور جابر کی ایک اور حدیث میں بھی ہے۔ کہ ایک انصاری

Marfat.com

نے اپنی والدہ کو ایک باغ اس کی زندگی بھر کے لئے دیا۔ اس کے بعد وہ عورت فوت ہوگئی۔ اور پھر باقی حدیث بیان کی۔ جس طرح اُسے مسُلم نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ امام مالک کے مذہب کی تائید کرتی ہے +

مشتبہات کے بارے میں حضورؐ کا حکم

موطا امام مالک، بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے
کہ عتبہ ابن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد ابن ابی وقاص سے کہہ رکھا
تھا کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا بیٹا ہے اور اسے اپنے قبضہ میں لے لینا
چنانچہ جب فتح مکہ کا سال تھا۔ تو سعد نے اس کو لے لیا اور کہا
کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے جس کے بارے میں مجھے میرے بھائی نے
وصیت کی تھی۔ اور عبد ابن زمعہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ
میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ پھر دونوں
حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سعد نے عرض کیا یا رسولؐ
یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اس نے مجھے اس کے متعلق وصیت کی تھی

اور عبد ابن ذمعہ نے کہا۔ میرا بھائی ہے۔ اور میرے باپ کی لونڈی کا فرزند ہے۔ جو اس کے بستر پر متولد ہوا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے عبد ابن ذمعہ وہ تیرا ہی بھائی ہے۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا۔ بچہ بستر سے منسوب ہے۔ اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ پھر حضور نبی کریم نے اپنی زوجہ حضرت سودہؓ زینب ذمعہ کو فرمایا۔ کہ اس سے پردہ کیا کرو۔ اور یہ اس لئے آپ نے فرمایا۔ کہ آپ نے اس میں عتبہ بن ابی وقاص کی مشابہت پائی۔ چنانچہ اس کے بعد اس نے سودہ کو نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات ہوگئی۔ اس حدیث میں ایک فقہی نکتہ کافر کی وصیت پر عمل کرنے کے بارے میں ہے۔ کیونکہ عتبہ کی وفات حالت کفر میں ہوئی تھی۔ اور یہی شخص ہے جس نے جنگ اُحد میں حضورؐ کے دندان مبارک شہید کئے تھے اور حضورؐ نے بد دعا کی تھی۔ کہ وہ سال سے پہلے پہلے مر جائے۔ چنانچہ اس پر سال نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ وہ حالت کفر میں مر گیا۔ اس بات کو عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح ابن ابی خیثمہ نے بھی۔ کہ وہ بحالت کفر ہلاک ہوا۔ اور اس میں دوسرا فقہی نکتہ کسی شخص کا اس دعویٰ کرنے کے متعلق ہے۔ کہ فلاں میرا بھائی ہے۔ اور اس بات میں اختلاف نسبتاً ہے۔ فرزندی میں نہیں۔ اور تیسرا نکتہ قطع ذرائع کا ہے۔ کیونکہ قطع ذرائع یہ ہے۔ کہ مباح سے منع کیا جائے۔ تاکہ حرام میں مبتلا نہ ہوں

Marfat.com

اور جس کی مثال یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ عورتیں چلنے میں اپنے
پاؤں کو زمین پر اس طرح نہ ماریں۔ کہ ان کا مخفی سنگار ظاہر ہو جائے۔ اور
جس کی مثال اللہ تعالےٰ کا یہ قول ہے۔ کہ مومنوں سے کہا گیا۔ کہ نبیؐ کو خطاب
کرتے وقت راعنا (توجہ فرمایئے) کہنے سے منع کیا ہے۔ حالانکہ اس سے
مومنین کا مقصد نبیؐ کو کسی طرح ایذا دینا نہ تھا۔ پس انہیں اس لئے منع
کیا۔ کہ یہودی حضور کو خطاب کرتے وقت کہتے تھے۔ راعنا جس سے اُن
کی مراد تمسخر تھی۔ اور اسی کی مثال میں سے ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سبت (شنبہ)
کے روز اہل سبت کو شکار سے منع فرمایا۔ تو بعض نے کسی حیلہ سے شنبہ
کے سوائے دوسرے دن مچھلیاں پکڑیں۔ اور اس شکار کو شنبہ کے شکار
کے موافق ٹھہرایا۔ اور اس پر اُن کو عذاب ہوا۔ اور اسی طرح حضرت نبی
کریمؐ نے حضرت سودہ کو منع فرمایا۔ کہ وہ ابن زمعہ کے سامنے آئے
اس خیال کی بنا پر کہ وہ ان کے لئے اجنبی ہے۔ اور فیصلہ بھی دیا کہ
وہ زمعہ کا بیٹا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ پس
حضورؐ نے دو حکم صادر فرمائے۔ ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔

اور امام شافعی نے قطع ذرائع کے بارے میں یہاں تک فرمایا
ہے۔ کہ آدمی کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ بیوی کو اس کے اپنے بھائی کے
پاس آنے سے بھی منع فرمائے۔ اور یہ کہ نبی کریمؐ کا حضرت سودہ سے

Marfat.com

یہ فرمانا۔ کہ تم اس سے پردہ کیا کرو۔ بطور احتیاط کے ہے۔ اور یہ رسول اللہ کے اس حکم کے خلاف ہے۔ جو حضورؐ نے ابن المقیس کے بھائی افلم کے بارہ میں حضرت عائشہؓ کو دیا تھا جب کہ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ وہ تمہارے چچا ہیں۔ اور تمہارے پاس آسکتے ہیں۔ حالانکہ وہ اُن کے رضاعی چچا تھے تو یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ کہ عورت کو اس کو اپنے بھائی سے ملنے سے منع کیا جائے۔ اور بخاری نے اس حدیث کو تفسیر المشتبہات میں درج کیا ہے۔ اور اس حدیث کے ساتھ وہ حدیث بھی درج کی ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ جو بات تم کو شک میں ڈالے۔ اُسے ایسی بات کے لئے چھوڑ دو۔ جو تم کو شک میں نہیں ڈالتی۔ اور یہ حدیث حضرت امام مالک کے خیال کی مؤید اور حضرت امام شافعی کے خیال کے خلاف ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ زانی کے لئے پتھر ہے یہ مراد ہے۔ کہ آپ نے زانی سے فرزند کے تعلق کو قطع کر دیا۔ اور نیز یہ کہ اس کو اس پر کوئی حق نہیں۔ اور اسے اس کی طرف منسوب نہ کیا جائے جیسے عرب کا قول ہے۔ کہ تیرے منہ میں پتھر یعنی تجھے کچھ نہیں مل سکتا لیکن واردی نے کہا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ زانی کو سنگسار کیا جائے۔

امام شافعی کہتے ہیں۔ کہ فعل حرام امر حلال کو حرام نہیں کرتا۔ اور اسی

Marfat.com

طرح انہوں نے فرمایا۔ کہ نبیؐ کا حضرت سودہؓ کو پردہ کا حکم دینا تنزیہ و
احتیاط کی بنا پر تھا۔ اور امام ابو حنیفہ کا خیال ہے کہ زنا حرام کو حرام کر دیتا
ہے اور امام مالک کے اقوال مختلف ہیں۔ بعض اقوال میں ہے کہ فعل حرام
مرحلال کو حرام نہیں کرتا۔ اور بعض میں فرمایا۔ کہ حرام کر دیتا ہے۔ اور
ان کے شاگردوں کے مذہب میں غالب یہی ہے کہ حرام نہیں کرتا۔

Marfat.com

غلاموں کو آزاد کرنا

مصنف عبدالرزاق میں حضرت علیؓ کی زبانی روایت کی گئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے رسولؐ اللہ کو وصیت سے قرض ادا کرتے دیکھا ہے۔ اور تم کہتے ہو۔ کہ وصیت کے بعد اور اس بارہ میں اختلاف نہیں۔ کہ قرض کی ادائیگی وصیت سے پہلے لازم ہے۔ اور موطا وغیرہ میں حسن سے اور محمد بن سیریں سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے نبیؐ کریم کے زمانہ میں اپنے چھ غلام آزاد کئے۔ تو رسولؐ اللہ نے ان میں قرعہ ڈالا۔ اور پھر ان غلاموں میں سے دو کو آزاد کیا۔ امام مالک فرماتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس شخص کے پاس ان غلاموں کے سوائے اور کوئی مال نہ تھا۔ چنانچہ رسول اللہ اس سے ناراض ہوئے۔ اور فرمایا

Marfat.com

تو نے یہ قصد کیا تھا۔ کہ میں تم پر جنازہ کی نماز نہ پڑھوں؟ اور مصنف
عبدالرزاق میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر
مجھے موقعہ ملتا۔ تو وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا۔ پھر اُن
غلاموں کے درمیان قرعہ ڈالا۔ پس اُن میں سے دو کو آزاد کر دیا۔ اور باقی
چار رہنے دئے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ ایک انصاری
عورت نے چھ غلام آزاد کئے۔ اور رسول کریمؐ نے چھ تیر منگوائے پھر
اُن میں قرعہ ڈالا۔ اور دو کو آزاد کر دیا۔ دوسری کتابوں میں درج ہے کہ
حضور نبی کریمؐ نے اُن کے تین حصے کئے۔ پھر دو کو آزاد کر دیا۔ اور چار کو
غلام رہنے دیا۔ اسمٰعیل کہتے ہیں۔ یہ واقعہ اس بات پر دلیل ہے۔ کہ حضور
نبی کریم نے اُن کی قیمت لگائی۔ اگر سلیمان کا یہ قول درست ہے۔ تو اس
کے یہ معنی ہیں۔ کہ اُن کی قیمت برابر تھی۔ ورنہ قیمت لگانا اس لئے ضروری
تھا۔ کہ تہائی سے زیادہ نہ ہو۔ اس حدیث میں ایک تو یہ نکتہ ہے کہ
وصیت کو ایک تہائی جاری کیا جا سکتا ہے۔ اور دوسرا نکتہ یہ ہے کہ
غلام کو بذریعہ قرعہ اندازی آزاد کرنا جائز ہے۔ اور تیسرا نکتہ یہ ہے کہ
جو شخص وصیت کو تہائی سے بڑھا دے۔ تو وصیت [illegible] تہائی کی جانب [illegible] ہے
اور چوتھا نکتہ یہ ہے۔ کہ مرض میں غلام آزاد کرنے کا فعل وصیت کے حکم میں ہے
اور پانچواں نکتہ یہ ہے۔ [illegible]

Marfat.com

اس کی قیمت خود لگائے۔ اور یہ کسی کے سپرد نہ کرے۔ اور چھٹا نکتہ یہ ہے۔ کہ اگر غلام اپنے آقا پر اپنے حقوق جتائے۔ تو ان پر غور کر کے آقا اور غلام کے حقوق کے درمیان فیصلہ کرے۔ اور ساتواں نکتہ یہ ہے۔ کہ غیر قریبی کے لئے ⅓ تک مال کی وصیت جائز ہے۔ اور یہ نکتہ اس کے خلاف ہے۔ جو طاؤس وغیرہ سے مروی ہے۔ کہ جو شخص اپنے سے غیروں کے لئے وصیت کرے۔ اور اپنوں کے لئے وصیت نہ کرے۔ اس کی وصیت باطل ہے۔ اور ایک اور جماعت کا قول ہے۔ کہ جو شخص کسی غیر کے لئے وصیت کرے۔ اس وصیت، کے مال میں سے ⅓ اس کے قرابت داروں کو دیا جائے گا۔ اور مصنف عبدالرزاق میں عکرمہ سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فیصلہ فرمایا۔ کہ وارث کے لئے وصیت کی ضرورت نہیں۔ اور عورت کے لئے بھی اپنے مال میں سے کچھ جائز نہیں۔ سوائے اس کے جو اس کا شوہر اجازت دے۔ اور عامر بن شعیب کی ایک روایت میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے ایک شخص کے مدبر غلام کو فروخت کیا۔ اور مسلم کی ایک اور حدیث میں یوں وارد ہے۔ کہ اس شخص کے پاس اس کے سوائے اور کوئی مال نہ تھا۔ اور کتاب ابن شعبان میں جابر سے روایت ہے۔ کہ انصار میں سے ایک شخص نے اپنے غلام کو مدبر بنایا۔ اور وہ محتاج تھا۔ اور اس کے ذمے قرض بھی تھا۔ پس رسول اللہ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم کے عوض

Marfat.com

بیچ دیا۔ اور وہ اُسے دے دئے۔ اور فرمایا۔ کہ اپنا قرض ادا کر۔ اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کر۔ حضرت امام مالک وغیرہم نے تاویل کی ہے۔ کہ پہلی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ کہ حضور نبی کریم نے مدبر غلام کو اس کے مدبّر کرنے والے کی وفات کے بعد فروخت کیا۔ یا اس کی زندگی مدبر کرنے سے پہلے۔ قرض ادا کرنے کے لئے۔ ابن ابی زید کہتے ہیں۔ کہ جابر کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ نبیؐ نے مدبر غلام کو قرض کی ادائیگی کے لئے فروخت کیا۔ کیونکہ نبیؐ نے اُسے بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ اسے کون خریدتا ہے۔ پس جب یہ بات غلط ہے۔ کہ حضور نبی کریم نے اُسے یوں ہی بیکار فروخت کیا ہو۔ تو یہی بات باقی رہ جاتی ہے۔ کہ آپ نے ایک فیصلہ فرمایا اور ایک لازمی بات کو نافذ کیا۔ اور جابر سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ اُس شخص کے پاس اس کے سوائے اور کوئی مال نہ تھا۔ اور وہ فوت ہو گیا۔ تو نبی کریم نے فرمایا۔ اسے کون خریدتا ہے۔ اور ابن ابی زید کی مختصر میں ہے۔ کہ فدوی نے روایت کیا۔ کہ جب لوگوں کو اوطاس کی جنگ میں قیدی ہاتھ آئے تو انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! عزل کے بارے میں حضور کا کیا ارشاد ہے۔ یہ انہوں نے اس لئے دریافت کیا۔ کہ یہ لوگ لونڈیوں سے متمتع بھی ہونا چاہتے تھے۔ کہ ان کے ہاں اولاد نہ ہو۔ کیونکہ اولاد کی صورت میں وہ فروخت نہ کی جا سکتی تھیں۔ کیونکہ

Marfat.com

ہم قیمت چاہتے ہیں۔ آپ نے اسے حرام نہ ٹھہرایا۔ اور اُن کے اس قول میں کہ ہم قیمت چاہتے ہیں اس بات کی دلیل ہے۔ کہ جب کنیز کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے۔ تو اس کی فروخت باطل ہو جاتی ہے۔ اور اس پر ایک دلیل حضور نبی کریمؐ کا ایک قول بھی ہے۔ جو آپ نے اُمِّ ابراہیم کے متعلق فرمایا۔ کہ اس کے بچّے نے اسے آزاد کر دیا۔ اور واضحہ میں ابن حبیب سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے ایسی لونڈیوں کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ جن کے ہاں اولاد ہو جائے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ ایسی لونڈیوں کو نہ وصیت میں دیا جائے۔ اور نہ قرض میں اور مسلم نے کہا۔ کہ میں نے سعید بن سیب سے پوچھا۔ کہ صاحب اولاد لونڈیوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کی کیا رائے تھی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ حضرت عمرؓ نے انہیں آزاد نہیں کیا۔ اُن کی آزادی کا تو حضور نبی کریمؐ نے حکم دیا ہے۔ اور نیز اس امر کا کہ ان کو وصیت میں دیا جائے۔ یا قرض میں۔ اور برقی کی کتاب رجال مؤطا میں سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے۔ ماریہ اُم ابراہیم نے تین ماہ کی عدت پوری کی۔ اور ۱۶ھ ہجری میں وفات پائی۔

حدیث ثابت میں روایت ہے۔ کہ بریرہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں کچھ مدد مانگنے کے لئے آئی۔ اس کے ذمے پانچ اوقیہ تھے۔ جو اس نے باقساط پانچ سال میں ادا کئے۔ یہ تمام حدیثیں عروہ کی روایت میں حضرت

Marfat.com

عائشہؓ سے ہیں۔ البتہ ایک حدیث عمرہؓ کی روایت سے موطا اور بخاری میں ہے۔ کہ حضرت عائشہؓ نے اُسے کہا۔ کہ اگر تیرے متعلقین پسند کریں۔ تو تو میں ان کو مال گن دوں۔ اگر اس میں تمہارے پسند ہو۔ تو میں ایسا کروں بریرہ اپنے متعلقین کے پاس واپس گئی۔ اور ان سے اس بات کا ذکر کیا لیکن انہوں نے اس بات کو پسند نہ کیا۔ پھر وہ حضرت عائشہؓ کے پاس واپس آئی۔ اور اس وقت حضرت رسول کریمؐ بھی وہاں تشریف رکھتے تھے اور حضرت عائشہؓ سے عرض کیا۔ کہ میں نے اپنے متعلقین سے اس بات کا ذکر کیا تھا۔ لیکن انہوں نے اسے پسند نہیں کیا جب رسول اللہ نے اس بات کو حضرت عائشہؓ کی زبانی سنا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اسے خرید لو۔ چنانچہ حضرت عائشہ نے ایسا ہی کیا۔ پھر رسول اللہ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے۔ اور اللہ تعالٰے کی حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ اور وہ ایسی شرطیں کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالٰے کی کتاب میں نہیں ہیں۔ اور جو شرط خدا کی کتاب میں نہیں۔ وہ باطل ہے۔ خواہ ایسی سو شرطیں ہوں۔ اللہ تعالٰے کا فیصلہ بہر حال سچا ہے۔ اور اللہ تعالٰے کی شرط زیادہ پختہ ہے۔ اور نبیؐ کے اس قول کے کہ جو شرط کتاب اللہ میں نہ ہو۔ یہ معنی ہیں کہ کتاب اللہ کے خلاف ہو۔ اور اس واقعہ میں مضمون کا جو طریق عمل نہ ہو۔ ہے۔ وہ کتاب الطلاق کے اندر اس موقعہ پر لکھا گیا

Marfat.com

جہاں اس لونڈی کا ذکر ہے۔ جو شوہر کے نکاح میں آزاد کی جائے۔ اور
اور حضرت عائشہؓ نے اُسے اسی وقت خرید فرمایا جب وہ اپنا مال کتابت
ادا کرنے سے عاجز آ گئی۔ اسے مطرف وغیرہ نے بھی بیان کیا ہے۔

کتاب ابن شعبان میں درج ہے۔ کہ اسلام میں سب سے پہلے مکاتب
سلمان فارسی تھے۔ جن کے متعلقین نے ان کو ایک سو کھجور کے پودے
لگا دینے پر آزاد کرنے کی شرط کی تھی۔ اور انہوں نے مقررہ میعاد
کے اندر وہ پودے لگا دئے۔ حضرت رسول کریمؐ نے اُن سے فرمایا۔ کہ
جب وہ پودے لگانے لگیں۔ تو حضور کو اطلاع دیں۔ چنانچہ حضورؐ نے
ان پودوں کے لئے اُن کے حق میں دُعا کی۔ پس اُن میں سے ایک پودا بھی
خشک نہ ہوا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ اسلام میں سب سے پہلا
مکاتب ایک شخص تھا۔ جس کی کنیت ابو موئل تھی۔ اس کے لئے رسول اللہ
نے فرمایا۔ کہ ابو موئل کی مدد کرو۔ چنانچہ اس کی امداد کی گئی۔ پس اس
نے اپنا مال کتابت ادا کر دیا۔ جب کچھ مال اس کے پاس بچ گیا۔ تو اس نے
رسول اللہ سے اُس کے بارے میں فتویٰ دریافت کیا۔ حضورؐ نے
فرمایا۔ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

مدونہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے۔ کہ
زنباغ کا ایک غلام تھا۔ جس کا نام سندر یا ابن سندر تھا۔ اُس نے

دیکھا۔ کہ اُس نے اُن کی ایک لونڈی کو تقبیل کیا۔ زنباع نے اُسے
پکڑ کر اُس کے ناک اور کان کاٹ ڈالے۔ آپ نے زنباع کو بلا بھیجا جب
وہ آیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ تم اپنے غلاموں پر اتنا بوجھ نہ ڈالو۔ جو ان کی
بس سے باہر ہو۔ تم انہیں کھلاؤ۔ جو خود کھاتے ہو۔ تم انہیں پہناؤ۔ جو
پہنتے ہو۔ اور جس غلام کو تم ناپسند کرتے ہو۔ اسے بیچ دو۔ اور جسے پسند
کرتے ہو۔ اُسے رکھو۔ اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔ اس کے
بعد رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ جس غلام کی صورت بگاڑ دی جائے یا اسے
آگ کے ساتھ جلایا جائے۔ تو وہ آزاد ہے۔ پھر اس نے عرض کی یا رسول
اللہ! میرے بارہ میں وصیت کی جائے۔ حضور نے فرمایا۔ میں تیرے بارے
میں ہر مسلمان کو وصیت کرتا ہوں۔ اور کتاب مسلم میں سوید بن مقرن سے
روایت ہے۔ کہ اس کی ایک لونڈی کو کسی نے تھپڑ مارا۔ تو سوید نے
اسے کہا۔ تمہیں معلوم نہیں۔ کہ چہرہ پر مارنا حرام ہے۔ تو میرا معاملہ
رسول اللہ کے ساتھ دیکھ چکی ہے۔ ہم سات بھائی تھے۔ اور ہم سب کے
پاس ایک غلام کے سوا کچھ نہ تھا۔ ہم میں سے کسی نے اس کے
قصور کی بنا پر اس غلام کو ایک تھپڑ مار دیا۔ تو رسول اللہ نے ہمیں حکم دیا
کہ اس غلام کو آزاد کر دیں۔ اور ایک حدیث میں [illegible] بیان کی۔ اور ایک اور
حدیث میں [illegible] نے کہا یا رسول اللہ [illegible]

Marfat.com

پاس اس غلام کے سوائے اور کوئی غلام نہیں۔ فرمایا۔ اس سے خدمت لو۔ اور جب فائدہ اٹھا چکو۔ تو اُسے آزاد کر دو۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ جو شخص اپنے کسی غلام کو ایسی سزا دے۔ جس کا مستوجب نہیں۔ یا اُسے طمانچہ مارے۔ تو اس کا کفارہ یہ ہے۔ کہ اُسے آزاد کر دے +

Marfat.com

راہ پڑی چیز کے بارے میں رسولؐ اللہ کا حکم

موطا اور بخاری میں مذکور ہے کہ ایک شخص رسول اللہؐ کی خدمت
میں حاضر ہوا اور حضور سے گری پڑی چیزوں کے بارے میں دریافت
کیا۔ آپ نے فرمایا اس کے تھیلے اور منہ باندھنے کی رسی کو پہچان رکھ۔ اور
ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ۔ اگر اس کا مالک آ جائے۔ تو اس کے
حوالے کر دے۔ ورنہ اپنے کام میں لا۔ اس نے کہا کہ گم شدہ بکری کے بارے
میں کیا حکم ہے۔ فرمایا۔ وہ تیرے لئے ہے یا تیرے بھائی کے لئے یا
بھیڑیے کے لئے۔ اور دوسری کتابوں میں ہے کہ اپنے بھائی کی گم شدہ
چیز اسے دے دے۔ اس نے پوچھا۔ اور گم شدہ اونٹ؟ بخاری اور مسلم
میں ہے کہ اس سوال پر رسول اللہ ناراض ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ کا

Marfat.com

چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ تجھے کیا پڑی ہے۔ اس کی مشک اُس کے ساتھ ہے۔ اور اس کے موزے ہیں۔ وہ پانی پر جا پہنچتا ہے۔ درخت کو کھاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا مالک اُسے آملتا ہے۔ ابن البر کہتے ہیں۔ کہ حدیث کے یہ الفاظ کہ اپنے بھائی کی گم شدہ چیز اُسے واپس کر دے۔ امام مالک کی روایت کے سوا دوسری روایت میں ہے۔ طحاوی کہتے ہیں۔ کہ کوئی عالم امام مالک کے اِس فتوی کے ساتھ متفق نہیں۔ کہ اگر اُسے کھالے۔ اگر اسے کسی خوفناک مقام میں پائے۔ تو اس کا ضامن نہ ہو گا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اُن کا نبی کریمؐ کے اس قول سے دلیل پکڑنا۔ کہ وہ تیرے لئے ہے۔ یا تیرے بھائی کے لئے یا بھیڑئے کے لئے ہے۔ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ حضور کے فرمان کا یہ منشاء نہیں۔ کہ وہ تیری ملکیت ہو گئی۔

اور بخاری و مسلم میں سوید بن غفلہ سے روایت ہے۔ کہ میں ابی بن کعب سے ملا۔ تو انہوں نے مجھے بتایا۔ کہ میں نے ایک تھیلی پائی۔ جس میں سو دینار تھے۔ پس میں اُسے حضور نبی کریمؐ کے پاس لایا۔ آپ نے فرمایا ان کا سال بھر تک برابر اعلان کرو۔ میں نے اعلان کیا۔ لیکن کوئی دعوے دار پیدا نہ ہوا۔ پھر میں اُسے آپ کی خدمت میں لایا۔ پھر فرمایا۔ کہ اس تھیلی کو۔ اس کے بند اور گنتی کو محفوظ رکھو۔ پھر اگر اُس کا مالک آ گیا۔ تو اُسے دے دو۔ ورنہ اُس سے فائدہ اٹھاؤ۔ پس میں نے اُن سے فائدہ

Marfat.com

اٹھایا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مدت کے بعد اُن کے مالک سے مکّہ میں ملا۔
معلوم نہیں کہ تین سال کے بعد یا ایک سال کے بعد۔

بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے رسول کریم کو مکّہ میں فتح دی۔ تو آپ لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کی۔ اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مکّہ سے قتل کو روک دیا۔ اور اس پر اپنے رسول اور مومنوں کو مسلط کیا۔ وہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا۔ اور آج میرے لئے دن میں حلال ہوا ہے۔ اور پھر میرے بعد بھی کسی کے لئے حلال نہ ہوگا۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ نہ اس کی گری ہوئی چیز حلال ہوگی۔ سوائے اس کے جو اُسے اٹھائے کہ اس کے مالک کو پکارے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ سوائے ایسے آدمی کے جو اس کی تشہیر کرے۔ اور جس کا کوئی آدمی مارا جائے۔ اُسے دو صورتوں میں سے بہتر صورت اختیار کرنے کا حق ہے۔ یا تو فدیہ لے اور یا قصاص لے اور عباس نے کہا۔ سوائے اذخر کے۔ کیونکہ وہ ہماری قبروں کے لئے اور ہمارے گھروں کے لئے ہے۔ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ ہاں سوائے اذخر کے۔ اہل یمن کا ایک شخص ابو شاہ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ لکھ دیجئے۔ آپ نے کہا ابو شاہ کو لکھ دو۔ ولید کا بیان ہے کہ

Marfat.com

پھر آپ نے یہ خطبہ اُسے لکھوا دیا ؛

Marfat.com

صدقہ کئے ہوئے باغ کے بارے میں حکم

مؤطا، بخاری اور مسلم میں حضرت انس سے روایت ہے کہ ابوطلحہ مدینہ میں سب انصار سے زیادہ نخلستانوں کے مالک تھے اور ان میں سے بیرحاء ان کو سب سے زیادہ پسند تھا جو مسجد کے سامنے تھا۔ آنحضرت رسول کریم کبھی کبھی اس میں تشریف لے جاتے۔ اس کا عمدہ پانی پیتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ تو ابوطلحہ نے حضور نبی کریم کی خدمت میں آ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اپنے مالوں میں سے مجھے سب سے زیادہ پسند بیرحا کا باغ ہے۔ اسے میں خدا کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے اجر کی امید کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ آپ اسے جہاں مناسب سمجھیں رکھیں

Marfat.com

فرمائیں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ یہ تو بڑا النفع بخش مال ہے۔ جو کچھ آپ نے کہا ہے۔ وہ میں نے سُن لیا ہے۔ پس میں مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ آپ اس خطہ کو اپنے قریبیوں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیں۔

بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اسے تم اپنے محتاج قریبیوں کو دے دو۔ انس کہتے ہیں۔ پس طلحہ نے اُسے حسان بن ثابت اور ابی ابن کعب کے لئے مختص کر دیا۔ اور وہ دونوں میرے مقابلے میں اُن سے زیادہ قریب تھے۔ اس واقعہ میں یہ فقہی نکتہ ہے۔ کہ جو شخص یہ کہے۔ کہ میرا مال صدقہ ہے۔ اور یہ ظاہر نہ کرے۔ کہ فقراء وغیرہ کے لئے ہے۔ تو جائز ہے۔ اور اسے اپنے عزیزوں میں جہاں چاہے دے دے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ جائز نہیں۔ بلکہ اُسے ضرور ظاہر کرنا چاہئے۔ کہ کس کے لئے ہے۔ اور ان میں سے پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اور اس میں دوسرا نکتہ یہ ہے۔ کہ جب کوئی شخص کوئی زمین صدقہ کرے۔ اور ظاہر نہ کرے تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ صدقہ کر دینا اُسے ظاہر کر دینے کے مترادف ہے اور یہ سب بخاری میں ہے۔

اور مؤطا امام مالک میں یحیٰی بن سعید سے روایت ہے۔ اور انہیں متعدد وسیلوں کے ذریعے زید بن کعب سے معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ مکّہ جانے کے ارادے سے نکلے۔ اور اس وقت آپ محرّم تھے۔ اس حالت

Marfat.com

میں آپ بہ مقام روحا پونچے۔ تو ایک زخمی گورخر آپ کو ملا۔ رسول اللہ
سے ذکر ہوا۔ تو حضور نے فرمایا۔ اسے رہنے دو۔ شاید ابھی اس کا مالک
آجائے۔ اس کے بعد اُس کے مالک تشریف لائے۔ اور رسول اللہ سے
عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کو اس گورخر پر کامل اختیار ہے۔ حضور نے
حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا۔ اور انہوں نے اُسے رفیقوں کے درمیان تقسیم
کر دیا۔ پھر آپ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب آپ مقام اثایہ میں پہنچے
جو رویثہ اور عرج کے درمیان ہے۔ تو اچانک ایک ہرن کو دیکھا
جو سائے میں جھکا بیٹھا تھا۔ اور اُسے تیر لگا ہوا تھا۔ راوی کہتے ہیں
کہ رسول اللہ نے ایک شخص کو حکم دیا۔ کہ وہ اس کے پاس کھڑا ہو جائے
تاکہ وہ بھڑک نہ جائے۔ اور لوگ گذر جائیں ۔

ودیعت یا امانت کے متعلق احکام

احکام ابن زیاد میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ رہن پر کوئی تاوان نہیں۔ اور اہلِ علم کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں کہ اُس میں کوئی کمی بیشی کرے۔ اور احکام کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ ہر ماخوذ کے ذمہ ہر اس چیز کا واپس لوٹانا ہے۔ جس نے اس پر قبضہ کیا۔ اور بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے۔ کہ امانت کا ضامن ہونا پڑتا ہے۔ جس کی دلیل میں اللہ تعالےٰ کا یہ قول ہے۔ کہ امانتیں اُن کے اہل کو واپس کرو۔ اور ابن سلام وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ یہ آیت کعبہ کی ودیعت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جب کہ حضرت عباسؓ نے حضور نبی کریمؐ سے کعبہ کی چابی کے لئے درخواست کی تھی۔ پس اللہ تعالےٰ

نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ اللہ تعالےٰ حکم دیتا ہے۔ کہ امانتیں اہل امانت کو واپس کر دو۔ پس آپ نے چابی عثمان بن طلحہ کو دے دی۔ اور ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ شیبہ بن عثمان کو دی۔ اور ان میں سے پہلا قول امام مالک کا ہے۔ اور وہ زیادہ مشہور ہے۔ اور روایت ہے۔ کہ حضور نبی کریم نے پکار کر فرمایا۔ عثمان کہاں ہے تو حضرت عثمانؓ بن عفان حضور کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا عثمان بن طلحہ کہاں ہے۔ اور عثمان بن طلحہ نسبتاً چھوٹے قد کے تھے۔ بنی الحضرمیاں میں سے ایک شخص ان کو اٹھا کر حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ تو نبی کریم نے کعبہ کی چابی ان کے حوالے کر دی۔ آپ نے کنجی عطا کر کے فرمایا۔ اے عثمان! اس کو سنبھالو ہمیشہ کے لئے۔ اور تم پر اس کے لئے کوئی ظلم نہ کرے گا۔ مگر ظالم اور ایک روایت ہے۔ کہ مکہ کی فتح یہ واقعہ سال حجۃ الوداع کا ہے۔ یہ عثمان ابی طلحہ کے بیٹے تھے جنہیں حضرت علیؓ نے جنگ احد میں بعد تقابلہ قتل کیا تھا۔

اور جب امین یہ کہے کہ امانت اس کے پاس سے ضائع ہوئی ہے تو اسے حلف دلانے کے بارے میں حضرت امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام مالک میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور شافعی تو یہ کہتے ہیں کہ حلف دیا جائے۔ اگرچہ وہ متہم ہی ہو۔ امام مالک کہتے ہیں کہ

Marfat.com

حلف نہ لیا جائے۔ مگر ایسی صورت میں کہ وہ بدنام ہو۔ ابن منذر نے اشراف میں کہا ہے۔ کہ قسم لینا زیادہ صحیح اور زیادہ اچھا ہے۔ ابن نافع نے امام مالک سے مبسوط میں روایت کی ہے۔ کہ جب قرض گیر دعوے کرے۔ کہ سارا مال یا مال کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہے۔ تو اُس سے حلف لینا چاہیے خواہ وہ بدنام ہو یا نہ ہو۔ اور یہی قول ابن مواز کا ہے۔ اور واضحہ میں ہے کہ اُس سے حلف نہ لیا جائے۔ مگر یہ کہ بدنام ہو۔ یا بد دیانت ہو۔ اور مبسوط میں ودیعت کے تلف ہو جانے کے بارے میں یہ ہے۔ کہ اس سے بہر حال حلف لیا جائے۔ اسی طرح مدونہ میں امام مالک سے ابن مالم کا قول مروی ہے۔ کہ حلف لیا جائے۔ خواہ وہ بدنام ہو یا نہ ہو۔

مانگی ہوئی چیز کی ذمہ داری

ابن شہاب کی روایت ہے۔ کہ نبیؐ کے زمانے میں بعض عورتیں اسلام قبول کرتیں۔ اور وہ ہجرت نہ کرتیں۔ اُن کے اسلام لانے کے وقت اُن کے شوہر کافر ہوتے۔ اُن عورتوں میں سے ایک ولید بن مغیرہ کی بیٹی ہے۔ جو صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھی۔ وہ فتح مکہ کے روز اسلام لائی۔ اس کا شوہر صفوان بن امیہ بھاگ گیا۔ رسول اللہؐ نے اُن کی طرف اُس کے چچیرے بھائی رہبر بن عمر کو اپنی چادر امن کے طور پر دے کر بھیجا۔ اور حضور نبیؐ نے اُسے اسلام کی دعوت دی۔ اور کہا کہ وہ آپ کے پاس

Marfat.com

آجائیں۔ صفوان آپ کے پاس آ گیا۔ اور ایسی حالت میں کہ سب لوگ موجود تھے۔ صفوان نے رسول اللہ کو پکار کر کہا۔ یا محمد! یہ وہب بن عمر آپ کی چادر لے کر آیا ہے۔ اور اُس نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ نے مجھے اپنے پاس حاضر ہونے کے لئے کہا ہے۔ اور نیز یہ کہ اگر میں کسی بات پر راضی ہوں تو آپ اُسے قبول فرمائیں گے۔ ورنہ مجھے دو ماہ کی مہلت دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابو وہب! اتر آؤ۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ واللہ جب تک آپ مجھے کھول کر نہ بتائیں گے۔ میں نہ اتروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ بلکہ تم کو چار ماہ کی مہلت ہے۔ اس کے بعد جب حضرت رسول کریم جنگ حنین میں ہوازن کے مقابلہ پر نکلے۔ تو صفوان بن اُمیہ کے پاس پیغام بھیجا۔ جس میں اس سے آلات و اسلحہ عاریتاً طلب فرمائے تھے۔ اُس نے پوچھا۔ خوشی سے یا مجبوری سے۔ آپ نے فرمایا۔ خوشی سے۔ تو اس نے آپ کو آلات و اسلحہ جو اُس کے پاس تھے عاریتاً دئے۔

یحییٰ کی روایت ہے۔ کہ پھر وہ واپس آگیا لیکن یہ غلط ہے۔ اور صحیح یہ ہے۔ کہ پھر وہ رسول اللہ کے ساتھ طائف اور حنین کی لڑائی میں گیا۔ اور اسی طرح سب راویوں نے کہا ہے۔ اگرچہ وہ کافر تھا۔ اور اس کی بیوی مسلمان تھی۔ لیکن رسول اللہ نے اس میں اور اُس کی بیوی میں تفریق نہ کرائی تھی یہاں تک کہ اس نے اسلام قبول کر لیا اور اس کی

Marfat.com

بیوی اُسی نکاح میں اُس کے پاس رہی۔ اور اُس نے اپنے شوہر سے ایک ماہ پہلے اسلام قبول کیا۔

مصنف عبدالرزاق میں صفوان بن امیہؓ کے بعض بیٹوں کی زبانی مروی ہے۔ کہ صفوان کی نبی کریمؐ سے دو قسم کی عاریتیں ہیں۔ ایک ذمہ داری کے ساتھ اور دوسری ذمہ داری کے بغیر۔ اور اسیر وغیرہ میں ہے۔ اور اسے ابن شعبان نے ذکر کیا ہے۔ کہ وہ اسلحہ جو صفوان نے نبی کریم کو عاریتاً دیا تھا اس میں ایک سو زرہیں تھیں، مع اُن کے متعلقہ اسلحہ کے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ نبی کریمؐ نے اُن سے یہ فرمائش بھی کی تھی۔ کہ وہ اپنے آدمی کے ذریعے ہی سے پونچا بھی دیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ کام بھی کر دیا۔ اور انہیں تیس اونٹوں پہ لاد کر نبی کریمؐ کے پاس پونچا آئے۔

مؤطا کے سوائے دوسری کتابوں میں ہے۔ کہ جب رسول اللہ نے صفوان سے اسلحہ کی فرمائش کی۔ تو اس نے کہا۔ یا محمدؐ! کیا زبردستی؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ ایسی رعایت کے ساتھ جو قابل ادا ہے۔ پس اس واقعہ کے پیش نظر مال کی ذمہ داری اُس شخص پر ہے۔ جو عاریتاً لے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے مالک کو ادا کر دے۔ اور اگر وہ مال تلف ہو جائے۔ اور اُس کے تلف ہو جانے کا علم ہو۔ تو اُس کی ذمہ داری ساقط نہیں ہوتی۔ اور امام مالک وغیرہ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ جب عاریتاً لیا ہوا مال تلف ہو جائے۔ اور اُس

Marfat.com

کی گواہی موجود ہو۔ تو ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے۔

مصنف ابو داؤد میں ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ اے صفوان کیا تمہارے پاس کچھ ہتھیار ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کیا زبردستی یا عاریت فرمایا۔ نہیں عاریت۔ تو انہوں نے آپ کو تیس سے چالیس زرہوں تک بطور عاریت دیں۔ اور رسول اللہ انہیں حنین کی جنگ میں کام لائے۔ جب جنگ کا خاتمہ ہوا تو صفوان کی زرہیں جمع کی گئیں۔ ان میں سے کچھ زرہیں کم ہو گئیں۔ تو رسول اللہ نے صفوان سے کہا۔ تمہاری زرہوں میں سے کچھ زرہیں بھی نہیں ملتیں۔ تو کیا ہم تمہیں ان کا جرمانہ ادا کریں۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! آج میرے دل کی وہ کیفیت ہے جو اس روز نہ تھی جب میں نے وہ زرہیں آپ کو دی تھیں۔ اور ابو داؤد کہتے ہیں۔ کہ صفوان نے آپ کو وہ زرہیں اپنے اسلام لانے سے پہلے دی تھیں۔

اسیلی کی کتاب دلائل میں ہے۔ کہ ذمہ داری اس رعایتی چیز میں ہو غائب کی جا سکے۔ اور اس کے ضائع ہو جانے کا علم نہ ہو۔ لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے۔ کہ اس کے ضائع ہونے کی ذمہ داری عاریتاً لینے والے پر عائد نہیں ہوتی۔ تو اس پر ذمہ داری نہیں۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ عاریت میں کوئی ذمہ داری نہیں۔ خواہ اس کا ضائع ہونا مخفی ہو یا نہ ہو۔ اور امام شافعی فرماتے ہیں۔ کہ عاریت پر ذمہ داری بہر حال موجود ہے۔

Marfat.com

اور اگر یہ کہا جائے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ ہاتھ جس چیز کو لے۔ اس کا واپس کرنا اس کے ذمے ہے۔ تو کہا جائے گا۔ کہ یہ حدیث حسن سے روایت کی جاتی ہے۔ اور حسن عاریت کا ذمہ داری کے نیچے ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ اور اگر یہ کہا جائے۔ کہ صفوان کی حدیث میں ہے۔ کہ عاریت ذمہ داری کے نیچے ہے۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر یہ الفاظ واپس بھی ہو جائیں۔ تو ان سے بھی عاریت کا اسی طرح زیر ذمہ داری ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ جیسا کہ امام شافعیؒ کا خیال ہے۔ اور بلاشبہ حضور نبی کریمؐ نے صفوان سے جو ہتھیار عاریتاً لئے۔ وہ اس کے مسلمان ہونے سے پہلے تھے۔ پس اس لئے حضورؐ نے عاریتاً لی ہوئی چیز کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ کیونکہ صفوان سے آپ کا اس طرح کا معاملہ کرنا مصلحت کے لحاظ سے تھا اور اس لئے آپ نے اس بات کا اقرار کر لیا۔ جسے آپ نے اپنی ذات پر لازم کر لیا۔ اور جو بات کفار کے ساتھ ہی لازم کی جائے۔ اس سے احکام دین پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ جو شخص کسی محلے میں لوگوں کی اجازت سے مکان بنا لے۔ اور اس کے بعد وہ اسے نکالنا چاہیں تو اپنے گھر کی قیمت لینا اس کا حق ہے۔ اور جو شخص لوگوں کے محلے میں ان کی اجازت کے بغیر گھر بنا لے۔ اسے صرف ملبہ اٹھانے کا حق ہے۔ اور بس۔ اور اس حدیث کے راویوں میں سے عمرو بن قیس اور حمزہ ضبی پر جرح کی گئی ہے +

Marfat.com

وراثت کے مال کے متعلق احکام

معانی القرآن میں ہے۔ کہ سعد بن ربیع کی بیوی نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرا شوہر آپ کی معیت میں جہاد کرکے شہید ہو گیا۔ اور آج یہ حالت ہے۔ کہ عورتوں کے ساتھ نکاح صرف اُن کے مال کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور اُدھر یہ کیفیت ہے۔ کہ میرا شوہر اپنی دو لڑکیاں اور اپنا باپ میرے لئے چھوڑ گیا ہے۔ اور اس کے باپ نے سب مال سنبھال لیا ہے۔ رسول اللہ نے اُس شخص کو بلایا اور حکم دیا کہ اس عورت کو آٹھواں حصہ دو۔ اور بیٹیوں کو $\frac{2}{3}$ اور باقی تیرا حصہ ہے۔

محمد بن سحنون نے اپنی کتاب الفرائض میں کہا ہے۔ کہ اُس نے حضرت نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضورؐ کو معلوم ہے عورتوں کے

ساتھ نکاح اُن کے مالوں کی وجہ سے کئے جاتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ ان دو ہستیوں کو دیکھ رہا ہے۔ اور وہ اگر چاہے گا۔ تو ان کے بارے میں کوئی قانون نافذ فرمادے گا۔ پھر رسول اللہؐ نے کئی روز تک توقف کیا۔ اور اس کے بعد سعد کی بیوی کو کہلا بھیجا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے اور تیری بیٹیوں کے لئے حکم بھیج دیا۔ اور پھر رسول اللہ نے وہ آیت تلاوت فرمائی۔ جو سورہ النساء کے دوسرے رکوع میں ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ تمہاری اولاد کے حصوں کے بارے میں اللہ تعالےٰ تم سے کہتا ہے۔ کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دو۔ پھر اگر لڑکیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ تو ترکہ میں ان کا $\frac{2}{3}$ ہے۔

اس کے بعد رسولؐ اللہ نے بیوی کو آٹھواں حصہ۔ دونوں بہنوں کو دو تہائی اور باپ کو باقی ماندہ مال دے دیا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ اسلام میں یہ پہلی میراث ہے۔ جو تقسیم کی گئی۔ سحنونؔ کی روایت کے مطابق سعد کی بیوی نے اور بخاری کے قول کے مطابق ہذیل بن شرحبیل نے کہا۔ کہ ابو موسیٰ سے سوال کیا گیا۔ کہ ایک شخص اپنی وفات پر ایک بیٹی۔ ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑ گیا۔ پس اُن کا حصہ کس طرح ہوگا۔ تو انہوں نے کہا۔ بیٹی کے نصف۔ بہن کے لئے نصف۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا۔ کہ تم لوگ ابن مسعود کے پاس جاؤ۔ امید ہے۔ وہ بھی میرے اس قول کی تصدیق

Marfat.com

کریں گے۔ ابنِ مسعود سے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ اگر میں بھی ایسا ہی فیصلہ دوں۔ جو ابو موسیٰ نے دیا۔ تو جانو میں گمراہ ہو گیا۔ اور اُن لوگوں میں سے نہ رہا۔ جو صحیح راہ پر ہیں۔ پس میں وہ فیصلہ کرتا ہوں۔ جو حضور نبی کریم نے کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ بیٹی کے لئے نصف۔ پوتی کے لئے چھٹا حصہ۔ تاکہ اس سے دو ثلث پورے ہو جائیں۔ اور باقی بہن کے لئے۔ پھر وہ ابو موسیٰ کے پاس آئے۔ اور اُن کو ابن مسعود کے قول سے مطلع کیا۔ اس پر انہوں نے کہا۔ کہ جب یہ علامہ تم میں موجود ہیں۔ مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو۔

عصبات بخاری اور مسلم میں ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مقررہ حصے ان کے حق داروں کو پہنچا دو۔ پھر جو باقی بچے۔ وہ زیادہ قریبی شخص کے لئے ہے۔ جو مرد ہو۔ اور واقف کاروں کے نزدیک اس کے معنی وہ حصہ ہیں۔ جو بحالت مرد ہونے کے ہی ورثہ پا سکتے ہیں۔ جیسے پھوپھیاں۔ بھتیجے۔ بھانجوں کی اولاد۔ چچوں کی اولاد۔ پس باقی حصہ لینے والے صرف مرد ہیں۔ نہ کہ عورتیں۔ لیکن اگر چھوڑنے والے کی ایک بیٹی ایک حقیقی بہن اور ایک حقیقی بھائی ہو۔ تو بیٹی کے لئے نصف ہے۔ اور نصف بھائی بہن کے لئے ہے۔ اس حساب سے کہ مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ۔ اور اسی طرح بیٹی اور علاتی بھائی بہن کا میں بھی یہی صورت ہے۔ یہاں یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ اپنی بہن سے

مقدم ہے۔ بخاری اور مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں میں روایت ہے کہ ابن عباس اور ابن زبیر نے کہا۔ بیٹی کے لیے نصف اور عصبہ کے لئے نصف اور بہن کے لئے کچھ نہیں۔ اور ابن عباس سے کہا گیا۔ کہ ابن عمرؓ تو نصف بہن کے لئے اور نصف بیٹی کے لئے ٹھہراتے تھے۔ تو ابن عباس نے جواب دیا کہ تم زیادہ عالم ہو۔ یا اللہ۔ معمّر کہتے ہیں۔ میں اس کی وجہ نہیں سمجھ سکا۔ اور میں طاؤس کے پاس آیا۔ تو انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے ابن عباس کے بارے میں یہ خبر دی۔ کہ وہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ہلاک ہو جائے۔ اور اس کی اولاد نہ ہو۔ اور ایک بہن ہو۔ تو اس کے لئے نصف کا ترکہ ہے۔ ابن عباس نے فرمایا۔ تم کہتے ہو کہ اُس کے لئے نصف ہے۔ خواہ اس کے ہاں اولاد ہی ہو۔ ابن طاؤس کہتے ہیں۔ کہ میرے والد ابن عباس سے اور وہ ایک اور شخص سے اس امر کے بارہ میں رسول اللہ سے کچھ روایت کرتے تھے۔ اور طاؤس اس شخص پر مطمئن نہ تھے۔ اس کے متعلق شک کرتے تھے۔ اس لئے اخت کے بارے میں کچھ نہ کہتے تھے۔

مؤطا میں ابن شہاب سے روایت ہے۔ کہ ایک دادی حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں اپنے ورثہ کے بارے میں سوال کرنے آئی۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔ کتاب اللہ میں تیرے لئے کچھ نہیں۔ اور رسول اللہؐ کی سنت میں بھی تیرے لئے کچھ نہیں۔ اس لئے تو واپس چلی جا اور میں

Marfat.com

مشورہ کر کے تجھے جواب دوں گا۔ پس انہوں نے بعض لوگوں سے پوچھا

تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا۔ کہ ایک بڑھیا رسول اللہ کی خدمت آئی۔ تو آپ

نے اُسے چھٹا حصہ عطا فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دریافت کیا۔ کہ کوئی

اور شخص بھی اُس وقت موجود تھا۔ تو محمد بن مسلمہ انصاری کھڑے ہوئے

اور انہوں نے وہی بات کہی۔ جو مغیرہ نے کہی تھی۔ پس حضرت ابوبکرؓ

نے اس عورت کے لئے ایک حصہ قائم کر دیا۔ اسی طرح ایک اور دادی

حضرت عمرؓ کی خدمت میں اپنے ورثہ کی بابت سوال کرنے آئی۔ تو انہوں

نے فرمایا۔ تیرے لئے کتاب اللہ میں کچھ نہیں۔ اور جو فیصلہ ہوا ہے۔

وہ تیرے سوا دوسری ہی کے لئے ہوا ہے۔ میں فرائض میں کچھ اضافہ

نہیں کر سکتا۔ پس اگر تم دونوں اتفاق کر لو۔ تو وہ حصہ دونوں کے لئے

ہے۔ مصنف عبدالرزاق میں منصور کی زبانی ابراہیم کے واسطے سے

جو روایت درج ہے۔ کہ رسول اللہ نے تین دادیوں کو چھٹا حصہ عطا

فرمایا۔ میں نے ابراہیم سے پوچھا۔ وہ کون کون تھیں۔ کہا ایک اس کے

باپ کے نانی۔ ایک اُس کے باپ کی دادی اور ایک خود اس کی نانی۔

محمد بن سحنون کے دیوان کی کتاب الفرائض میں ایک حدیث درج ہے

کہ رسول اللہ نے فیصلہ کیا۔ کہ حقیقی بھائی علاتی بھائی سے افضل ہے

پھر علاتی بھائی حقیقی بھائی کے بیٹے سے اولیٰ ہے۔ پھر جب مال اور

Marfat.com

باپ کے بیٹے اور باپ کے بیٹے ایک درجہ پر ہوں۔ اور ایک ہی نسبت پر ہوں۔ تو باپ اور ماں کے بیٹے باپ کے بیٹوں سے افضل ہیں۔ اور جب ماں اور باپ کے بیٹوں سے باپ کے بیٹے بلند مرتبہ ہوں تو باپ کے بیٹے اولیٰ ہیں۔ اور حسب و نسب میں برابر ہوں۔ تو باپ اور ماں کے بیٹے باپ کے بیٹوں سے اولیٰ ہیں۔ راوی نے بیان کیا۔ اور فیصلہ دیا کہ حقیقی چچا علاتی چچا سے افضل ہے۔ اور علاتی چچا حقیقی چچا کے بیٹوں سے اولیٰ ہے۔ اور پھر جب باپ اور ماں کے بیٹے ایک ہی درجہ اور ایک ہی نسب میں ہوں۔ تو باپ اور ماں کے بیٹے باپ کے بیٹوں سے اولیٰ ہیں۔ اور بھائی کے ساتھ اور بھتیجے کے ساتھ چچا اور چچا کا بیٹا ورثہ نہیں پاتے۔ اور یہ بھی فیصلہ فرمایا۔ کہ عصبے اکیلے ہونے کی صورت میں اُن کے لئے اس کی میراث اُن فرائض کے مطابق ہو گی۔ جو کتاب اللہ میں درج ہیں۔ محمد بن سحنون کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث علماء کے نزدیک متفق مجمع علیہ ہے۔

حماد بن سلمہ کی روایت ہے۔ کہ ثابت بن وحداح فوت ہو گیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم بن سدی سے پوچھا۔ کہ کیا تم عرب میں اس کے نسب کو جانتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ بیشک عبد المنذر نے اس کی بہن سے نکاح کیا تھا۔ تو اس سے ابو البابہ پیدا

Marfat.com

ہوا۔ اور وہ اس کا بھانجہ ہے۔ محمد بن نصر مروزی کی کتاب میں مروی ہے۔ کہ ایک شخص نے کسی دوسرے کو تیر مارا۔ اور اُسے مار ڈالا۔ اور اس کا کوئی وارث نہ تھا۔ سوائے ایک ماموں کے۔ یہ واقعہ ابو عبیدہ بن الجراح نے حضرت عمرؓ کی طرف لکھا۔ حضرت عمرؓ نے جواب بھیجا۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ اور رسولؐ اس شخص کے حق دار ہیں جس کا کوئی حق دار نہ ہو۔ اور ماموں اس شخص کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

ہم سے ایک حدیث بیان کی گئی۔ کہ حضرت حمزہ کی بیٹی کا ایک آزاد کردہ غلام فوت ہوگیا۔ اور اُس نے ایک بیٹی وارث چھوڑی پس رسول اللہ نے اس کی بیٹی کو نصف اور حضرت حمزہؓ کی بیٹی کو نصف نصف عطا فرمایا۔ شعبی کہتے ہیں مجھے یہ معلوم نہیں۔ کہ یہ واقعہ فرائض کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ یا بعد کا۔ اور حضرت حمزہ کی بیٹی کو حضرت علیؓ مکہ سے ۷ھ میں عمرۃ القضاء کے سال لائے۔ اور فرائض جنگ احد سے کچھ تھوڑا ہی عرصہ بعد نازل ہوئے ہیں۔ ابن ابی النمر کہتے ہیں بعض کا قول ہے۔ کہ جب وہ مکہ سے آئیں تو نابالغ تھیں۔ پس اگر ایسا ہوا ہے۔ تو ان کا بالغ ہونا۔ غلام کو آزاد کرنا۔ اور غلام کا نزول فرائض کی آیات نازل ہونے سے پیشتر مرجانا ممکن ہے۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ وہ آزاد کردہ غلام حضرت حمزہؓ کا تھا۔ اور درحقیقت وہ ان کی بیٹی کا تھا۔

Marfat.com

واثلہ بن الاسقع یعنی ابو صافہ نے حضرت رسول کریمؐ سے روایت کی ہے۔ کہ عورت تین ورثے پاتی ہے۔ اپنے آزاد کئے ہوئے غلام کا۔ لاوارث پڑے ہوئے بچے کا۔ جو اس کا پرورش کردہ ہو۔ اور اپنے اس بچے کا جس کے لئے اُس نے اپنے خاوند سے لعان کیا ہو +

ناجائز بچّے کے بارے میں حکم

ابن نصر مروزی کی کتاب میں درج ہے کہ اہل عراق و حجاز و شام و مصر اس بات پر متفق ہیں۔ کہ زانی کے ساتھ نسب ملحق نہیں ہوتا۔ اور اسحاق بن راہویہ کا خیال ہے۔ کہ زنا کا بچہ جب اس شخص کے بستر پر پیدا نہ ہوا ہو جس کے بستر پر پیدا ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو وہ اس کا وارث نہیں۔ جب زانی اس کا دعویٰ کرے۔ تو وہ اس کے ساتھ منسوب کیا جائے گا۔ اور انہوں نے حضور نبی کریمؐ کے اس قول کی تاویل کی ہے۔ کہ بچہ بستر کے لئے ہے۔ اور زنا کار کے لئے پتھر ہے۔ اور اس روایت سے ان کی یہ دلیل ہے جو حسن سے ایک آدمی کے متعلق کی گئی ہے۔ اس نے ایک عورت سے زنا کیا۔ پس اس عورت سے بچہ پیدا ہوا۔ تو اس شخص نے اس بچہ کا دعویٰ کیا

Marfat.com

فرمایا۔ کہ اس شخص کو دُرّے لگائے جائیں۔ اور بچہ اس سے متعلق کر دیا جائے
عروہ اور سلیمان بن لیسار سے روایت ہے۔ کہ جو شخص کسی بچے کی طرف
یہ کہتا ہوا گذرے۔ کہ وہ اس کا بیٹا ہے۔ اور اس کی ماں کے ساتھ زنا کیا
ہے۔ اور کوئی دوسرا شخص اس لڑکے کا مدعی نہ ہو۔ تو وہ اس کا وارث ہوگا
اور سلیمان نے اس سے یہ دلیل لی ہے۔ کہ حضرت عمرؓ جاہلیت کی اولاد کو
ان لوگوں سے متعلق کر دیتے تھے۔ جو اسلام میں ان کا دعوےٰ کرتے تھے۔

مصنف ابو داؤد میں اتنا زیادہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنے باپ کی موت کے بعد اس کا مولود ہونے کا دعوےٰ
کرے۔ اور متوفی کا وارث بھی اُسے تسلیم کرے۔ تو اگر وہ اس کی مملوکہ
لونڈی سے ہو۔ تو وہ اُسی کا ہے۔ جس کا وہ ہونا چاہتا ہے۔ اور باپ کی
میراث سے اس کے لئے کوئی شے نہیں۔ ہاں! اگر ساتھ شامل ہونے والا
اپنے حصہ میں سے کچھ دے دے۔ تو اور بات ہے۔ اگر وہ اس کی مملوکہ لونڈی
میں سے نہ ہو۔ بلکہ آزاد عورت ہو۔ تو اس کو میراث میں سے کچھ نہ ملے گا +

Marfat.com

متفرق فیصلہ جات

Marfat.com

قیافہ شناسوں کے بارے میں

باپ کا درجہ اور حصّہ

مسلمان کی وصیت پر نصرانی کی شہادت

بدکردار عورت کے متعلق فیصلہ

کتوں کے بارے میں رسولؐ اللہ کا حکم

پانی سے ملحق زمین کے بارے میں فتویٰ

خرید و فروخت اور اُس کا نفع

جلاوطن کی واپسی

ہدیہ کی واپسی

آگ سے کسی کو ہلاک کرنا

طائف کے محاصرے کا ذکر

رسولؐ اللہ کے امر و نواہی

قیافہ شناسوں کے بارے میں

بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول کریمؐ ایک دن میرے ہاں تشریف لائے۔ تو آپ کا چہرہ بہت شگفتہ تھا۔ اور فرمانے لگے۔ کیا تم نے دیکھا۔ کہ مجززؓ نے ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کی طرف دیکھا ہے۔ مگر ان دونوں کے اوپر کمبل تھا۔ اور صرف پاؤں ظاہر تھے۔ تو کہا۔ کہ یہ قدم باپ بیٹے کے ہیں۔

مروزی کی کتاب اختلاف العلماء میں درج ہے۔ کہ جو حضرات قیافہ شناسوں کے بارے میں اور ان کے فیصلوں کے قائل ہیں۔ وہ امام مالک، لیث، اوزاعی، امام شافعی اور احمد و اسحاق ہیں۔ اور امام شافعیؒ نے اس حدیث کی ہم معنی ایک اور حدیث سے اس باب میں استدلال کیا ہے۔ کہ ضروری

کریم نے اس بات کا اثبات فرمایا ہے۔ اور اس سے انکار نہیں کیا۔ اور اگر یہ علم نادرست ہوتا۔ تو حضورؐ ضرور انکار فرماتے۔ کیونکہ یہ نکاح شدہ عورتوں پر تہمت ہے۔ اور جنوں کا انکار نکلتا ہے۔

زید بن ارقم کی زبانی اصیل کے دلائل میں مذکور ہے۔ کہ جن ایام میں حضرت علیؓ یمن میں تھے۔ تو تین شخص آپ کے پاس لائے گئے جو ایک ہی بچے کے دعوے میں شریک تھے۔ حضرت علیؓ نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا۔ اور جس شخص کے نام قرعہ نکلا۔ اُسے ⅔ قیمت کا ذمہ دار قرار دے کر بچہ اس کے سپرد کر دیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد جب میں رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے اس فیصلے کا ذکر کیا۔ تو آپ نے تبسم فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

مصنف ابو داؤد میں ہے۔ اور اسی طرح مروزی کی کتاب میں ہے۔ کہ رسول اللہؐ نے ایک مکاتب غلام کے بارہ میں جسے قتل کر دیا گیا۔ اتنی مقدار میں آزاد کی دیت کا فیصلہ فرمایا۔ جس قدر حصہ سے وہ آزاد ہو چکا تھا۔ اور ابن عباس کہتے ہیں۔ کہ مکاتب غلام پر مملوک کی حد قائم کی جاتی ہے۔ اور حماد بن زید سے روایت ہے۔ کہ ایک مکاتب رسول اللہؐ کے عہد میں قتل کیا گیا۔ تو رسول اللہؐ نے فیصلہ فرمایا۔ کہ جس قدر زرِ کتابت وہ ادا کر چکا ہے اس کے حساب سے حُر کی دیت دی جائے۔ اور اسی طرح مصنف ابو داؤد

Marfat.com

میں آیا ہے۔ کہ ایک مکاتب رسول اللہؐ کے عہد مبارک میں فوت ہو گیا۔ اور اُس کے متعلقین میں سے کوئی نہ تھا۔ سوائے ایک غلام کے جسے اُس نے آزاد کر دیا تھا۔ تو نبی کریمؐ نے اُس شخص کی میراث اُسے دے دی۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ ایک شخص فوت ہو گیا۔ اور اُس نے کوئی وارث نہ چھوڑا۔ نبیؐ کریم نے فرمایا۔ کہ تلاش کرو۔ لیکن کسی ایسے شخص کا پتہ نہ چلا۔ جو اُس کا وارث ہوتا۔ اس پر حضور نبی کریمؐ نے اُس کی میراث اس شخص کو دے دی۔ جس کو مرنے والے نے آزاد کر دیا تھا۔ اور اسی پر حضرت عمرؓ نے بھی فیصلہ کیا۔ اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے۔ کہ حبشہ میں ایک شخص کی میراث کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ دیکھو یہاں حبشہ کے مسلمانوں میں سے کوئی ہے تو اُس کی میراث اُسے دے دو۔ اور مصنف عبدالرزاق میں عمرو بن شعیب سے روایت ہے۔ کہ نبی کریمؐ نے فیصلہ فرمایا جس شخص سے جاہلیت میں حلف کیا گیا ہو۔ تو وہ اپنے حلف پر بہر حال قائم ہے۔ اور اس کے لئے دیت کا حصہ ہے۔ اور اس سے دیت کا حصہ وہ شخص بھی لے گا جس کے ساتھ اُس نے حلف لیا ہے۔ اور اس کی میراث اس کے عصبوں کے لئے ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ اسلام میں حلف نہیں۔ لوگوں نے جاہلیت کے حلف سے کام لیا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسلام میں اس کو زیادہ سختی دی ہے۔

Marfat.com

باپ کا وجہ اور حصّہ

مصنّف عبدالرزاق میں ابن جریج سے روایت ہے۔ کہ میں نے ابو حسین کو یہ کہتے سنا۔ کہ ایک شخص نے اپنے والد کے خلاف حضور نبی کریمؐ کے حضور دعویٰ کیا۔ کہ میرا باپ میرا مال کھا رہا ہے۔ تو نبی کریمؐ نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں۔ پھر اس کے باپ کو حکم دیا۔ کہ تم اس کے مال سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اگر یہ انکار کرے۔ تو مجھے اطلاع دو میں اس کے مقابلے میں تمہاری مدد کروں گا۔

عبدالرزاق نے مختلف واسطوں سے۔ حدیث ہم سے بیان کی۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! میرا باپ مجھ سے میرا مال مانگتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اُسے دے دو۔ اُس نے کہا۔ وہ چاہتا

Marfat.com

ہے۔ کہ میں اُس سے دست بردار ہو جاؤں۔ فرمایا۔ تو اُس کے لئے دست بردار
ہو جا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے اس شخص کو نصیحت کرتے ہوئے
فرمایا۔ کہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی مت کرو۔ اور اگر وہ تم سے یہ تقاضا کریں
کہ تم ہمارے لئے اس دنیا سے نکل جاؤ۔ تو اُن کے لئے اس سے بھی نکل
جاؤ۔

ذوی الارحام کی میراث کے بارے میں حضورؐ کا حکم

مصنف عبد الرزاق میں عمر سے روایت ہے۔ اور انہوں نے زید بن اسلم
سے روایت لی۔ کہ ایک شخص حضور نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضورؐ سے
سوال کیا۔ کہ خالہ اور پھوپھی ہے تو حضور نبی کریمؐ بار بار فرماتے تھے۔ خالہ
اور پھوپھی ؟ اور آپ اُن کے بارہ میں وحی الٰہی کے منتظر تھے۔ اس کے بعد
حضورؐ نے فرمایا۔ کہ ان کے بارہ میں کچھ نازل نہیں ہوا۔ ایک اور حدیث میں
صفوان بن سلیم سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے حضور نبی کریمؐ کی خدمت
میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ایک شخص نے اپنی خالہ اور پھوپھی چھوڑی
ہیں۔ تو ان کے لئے کیا حصہ ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ اچھا ایک شخص نے خالہ
اور پھوپھی چھوڑی۔ تو تو نے اس کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا۔ پھر رسول اللہؐ نے
اُس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اُن کے لئے کچھ نہیں۔ اور ایک اور حدیث
میں معمر بن طاؤس سے روایت کی جاتی ہے۔ کہ میں نے مدینہ میں [illegible]

Marfat.com

نبی کریمؐ نے فرمایا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ اُس شخص کے والی ہیں۔ جس کا کوئی والی نہ ہو۔ اور ماموں اس کا وارث ہے۔ جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ اس حدیث کو عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے روایت کیا ہے۔ بیہقی کے دلائل میں ہے کہ حضور نبی کریمؐ سے پھوپھی اور خالہ کے ورثہ کے بارہ میں دریافت کیا گیا۔ اس وقت حضورؐ اونٹ پر سوار ہو کر بنی عمرو بن لوت کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ اونٹ کو روکو۔ پھر اپنا سر اٹھایا۔ اور کہا۔ کہ الٰہی ایک شخص مر گیا۔ اور اس نے اپنی پھوپھی اور خالہ چھوڑی۔ پھر دوسری نوبت میں فرمایا کہ سائل کہاں ہے۔ ان دونوں کے لئے کچھ نہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ سے سوال کیا گیا۔ تو تھوڑی دیر چلتے رہے۔ پھر فرمایا۔ مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے بیان کیا۔ کہ ان دونوں کے لئے میراث میں کوئی حصہ نہیں۔

قاتل کی میراث سے محرومی

ابو محمد بن ابی زید نے کہا۔ کہ جب نبی کریمؐ نے قاتل کو اس بنا پر کہ اس نے قتل کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ میراث سے محروم کر دیا۔ تو مریض کے لئے عورت کو میراث سے محروم کر دینا منع ہو گیا۔ جب تک کہ اس کی عدت سے کچھ باقی نہ رہے۔ اس بنا پر اس نے طلاق واقعہ کی ہے۔ ان کے سوائے دوسروں نے کہا ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قاتل کے لئے میراث سے کچھ نہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب اُسے غلطی

Marfat.com

سے قتل کرے۔ تو مال کا وارث ہو گا۔ اور دیت کا وارث نہ ہو گا۔ اور
جب عمداً قتل کرے۔ تو نہ مال سے وارث ہو گا۔ نہ دیت سے۔ اور اس
بات پر علماء کا اجتماع ہے۔ کہ قتل عمد کا مرتکب مقتول کے مال سے کسی چیز
کا وارث نہیں ہوتا +

مسلمان کی وصیّت پر نصرانی کی شہادت

تفسیر ابن معصوم میں کلبی کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص بنی سہم کا آزاد کردہ غلام تھا۔ وہ تجارت کے لئے روانہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ تمیم داری اور ایک اور آدمی تھا۔ اور وہ دونوں نصرانی تھے۔ سہمی مرنے کے قریب ہوگیا۔ پس اس نے ایک وصیّت لکھی۔ اور اُسے اپنے اسباب میں رکھ لیا۔ پھر اُسے ان دونوں کے سپرد کیا۔ اور کہا۔ اسے میرے متعلقین کے پاس بھیج دینا۔ پس ان دونوں نے اس شخص کے مرنے کے بعد اُس کے اسباب کو ٹٹولا۔ اور جو چیز اُس میں سے اُن کو پسند آئی وہ لے لی۔ اور پھر باقی مال کو مرنے والے کے متعلقین کے پاس لائے۔ جب ان لوگوں نے مال کی پڑتال کی۔ تو بعض چیزیں جو ان کا آدمی ساتھ لے کر گیا تھا گم پائیں۔ لوگوں نے اُن سے

Marfat.com

پوچھا۔ کیا ہمارے آدمی نے کوئی چیز فروخت کی۔ ان دونوں نے کہا۔ نہیں۔
پوچھا۔ کیا وہ بیمار ہوا۔ اور اس کی بیماری لمبی ہو گئی۔ اور اس نے اپنی
بیماری پر خرچ کیا تو انہوں نے کہا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ کہ اس کی وصیت
میں کیا لکھا ہوا ہے۔ البتہ اس نے مال ہمارے سپرد کیا۔ اور ہم نے وہ آپ کو
پہنچا دیا۔ پس ان لوگوں نے یہ معاملہ رسول اللہ کے حضور پیش کیا۔ اس پر یہ
آیت نازل ہوئی۔ کہ اگر تم کہیں سفر کرو۔ اور حالت سفر میں موت وارد ہو جائے
تو ان دو گواہوں کو نماز کے بعد روک لو (المائدہ) پس ان دونوں نے نماز
کے بعد حلف اٹھایا۔ اور پھر انہیں چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد تمیم کے پاس
چاندی کا ایک نقشین برتن جس پر سونے کا ملمع تھا۔ دیکھا گیا۔ دلائل
میں کہا گیا ہے۔ کہ وہ مکہ میں پایا گیا۔ اور دوسروں نے کہا۔ اور وہ ایک ہزار
درہم پر فروخت کیا گیا۔ اور پانچ پانچ سو درہم دونوں نے لے لئے۔ لوگوں
نے کہا۔ یہ ہمارے آدمی کا برتن ہے۔ جسے وہ سفر میں اپنے ساتھ لے گیا تھا
اور تم نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ اس نے کچھ چیز فروخت کیا۔ ان دونوں نے
کہا۔ ہم تمہیں یہ بتانا بھول گئے تھے۔ کہ ہم نے اس برتن کو اس سے خریدا تھا
پس پھر ان دونوں کا معاملہ رسول اللہ کے حضور پیش کیا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے
یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ پھر اگر گواہی دینے کے بعد یہ معلوم ہو جائے کہ
ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی ہے۔ تو ان کی تردید کے لئے دوسرے دو

Marfat.com

آدمی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جائیں جن کا حق انہوں نے دبانا چاہا تھا اور جو قریبی رشتہ دار ہوں۔ وہ اللہ تعالےٰ کی قسم کھائیں۔ کہ پہلے دو گواہوں کی گواہی کی نسبت ہماری گواہی زیادہ معتبر ہے۔ اور ہم نے زیادتی نہیں کی۔ اگر ایسا کیا ہو۔ تو ہم ظالم ہوں گے (المائدہ) پس مرنے والے کے اولیاء میں سے دو آدمی کھڑے ہوئے اور وہ عبداللہ بن عمرو۔ اور مطلب بن ابی دراء تھے۔ اور انہوں نے حلف اٹھایا۔ کہ جو کچھ وصیت میں درج ہے۔ وہ حق ہے۔ اور تمیم اور اس کے ساتھی نے خیانت کی ہے۔ پس تمیم اور اس کا ساتھی اس وصیت کی رُو سے قابلِ مواخذہ قرار دئے گئے۔

اور معانی قرآن میں روایت ہے۔ کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا۔ جسے ابوطعمہ کہتے تھے۔ اس نے ایک زرہ چرائی۔ اور اُسے آٹے کی ایک بوری میں رکھ لیا۔ وہ بوری پھٹی ہوئی تھی۔ اس لئے اُسکے گھر تک آٹا اُس میں سے گرتا گیا۔ خیال کیا گیا کہ وہی زرہ کا چور ہے جب تحقیقات کی گئی۔ تو وہ زرہ کو یہودیوں میں سے ایک آدمی کے پاس لے گیا۔ اور اس کے پاس بطور امانت رکھ دی۔ اور پھر اپنی برادری کی طرف واپس ہوا۔ اور اُن سے کہنے لگا۔ کہ مجھ پر خواہ مخواہ زرہ کی چوری کی تہمت لگائی گئی ہے۔ اور درحقیقت وہ زرہ ایک یہودی کے پاس ہے۔ اور وہی اس کا چور ہے۔ پس اُس انصاری کی برادری کے لوگ حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضورؐ سے

Marfat.com

درخواست کی۔ کہ حضور اس شخص کی طرف سے لوگوں سے عذرخواہی کریں اور انہیں بتائیں۔ کہ زرہ درحقیقت یہودی نے چرائی ہے۔ پس نبی کریمؐ نے لوگوں کی طرف سے عذرخواہی کا ارادہ کیا۔ اتنے میں اللہ تعالے نے آپ کی طرف وحی نازل کی۔ اور حضورؐ کو انصاری کی کارستانی سے آگاہ کیا۔ کہ وہ بددیانت ہے۔ اور اس لئے اللہ تعالے نے آپ کو اس کی حمایت کرنے سے منع فرمایا۔ اور اس ارادہ سے استغفار کا حکم دیا۔ اور نیز یہ کہ اس بارے میں اللہ تعالے نے اپنی کتاب میں جو حکم دیا ہے۔ اس کے مطابق فیصلہ کریں۔ چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا۔ "ایسے لوگوں کی طرف سے آپ مت گھبرائیں۔ جو اپنے نفسوں میں خیانت کرتے ہیں۔" یعنی ابوطعمہ اور اس کی برادری کے لوگ جو اس کی مدد کرتے ہیں۔ حالاں کہ وہ جانتے ہیں۔ کہ یہ چور ہے۔ اور روایت کیا گیا ہے۔ کہ اس کے بعد ابوطعمہ مکّہ کی طرف بھاگ کر چلا گیا۔ اور اسلام سے مرتد ہو گیا۔ اور مکّہ کی ایک دیوار میں اس نے نقب لگائی۔ تاکہ وہ مال چرا لے۔ وہ دیوار اس پر گر پڑی۔ اور وہ اس کے نیچے آکر مر گیا۔

موطا میں ہے کہ نبی کریمؐ نے بلال بن حارث کو ایک جاگیر عطا فرمائی ابن سحنون کی کتاب میں ہے۔ اور اسے ابن ابی زید نے نوادر میں ذکر کیا ہے۔ کہ وہ اس کی ملکیت میں نہ تھی۔ اور جنگل میں تھی البتہ پہلے

Marfat.com

کہتے ہیں۔ کہ وہ مدینہ کے قریب ہے۔ اور داخلِ ملک ہے۔

ابو عبید کی کتاب میں ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابیض بن جمال مازنی نے علاقہ مآرب میں برف کے پانی کے لئے درخواست کی۔ کہ بطور جاگیر عطا فرمایا جائے۔ آپ نے عطا فرما دیا۔ جب واپس جانے لگا۔ تو ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! حضور کو معلوم ہے۔ کہ اس نے کیا چیز بطور جاگیر لی ہے؟ آب شیریں! راوی کا بیان ہے۔ کہ پس آپ نے اس سے یہ واپس لے لیا۔

Marfat.com

Marfat.com

بدکردار عورت کے متعلق فیصلہ

مصنف ابو داؤد میں اور دوسرے نسخہ میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میری عورت کسی چھونے والے کے ہاتھ کو رد نہیں کرتی۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اُسے طلاق دے دے۔ اور مصنف میں ہے۔ کہ پھر اسے نکال دے۔ اس نے عرض کیا میں ڈرتا ہوں۔ کہ میرا جی اس کے پیچھے جائے۔ اور دوسرے نسخہ میں ہے۔ کہ میں اس کے بغیر صبر نہیں کر سکتا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا پھر اس سے فائدہ اٹھاتا رہ۔ (اس حدیث میں ان الفاظ سے کہ وہ کسی چھونے والے کے ہاتھ کو رد نہیں کرتی۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت بدچلن ہے۔ غیر آدمی اسے بدنیتی سے چھیڑے تو برا نہیں مناتی تو پھر واللہ

نے شوہر کے اس بیان پر کہ وہ اس کے بغیر صبر نہیں کر سکتا۔ اُسے کیوں اجازت دی۔ کہ اُسے اپنے پاس رکھ۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتا رہ۔ اسی لئے بعض شارحین حدیث نے اس کا یہ مطلب نکالا ہے۔ کہ وہ گھر کی کسی چیز کی حفاظت نہیں کرتی۔ اور جو شخص بھی گھر کی کسی چیز پر ہاتھ ڈالے اس کے ہاتھ کو رد نہیں کرتی۔ اس تاویل سے شبہ رفع ہو جاتا ہے)

سعد بن عبادہ کی حدیث ہے۔ کہ انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پاؤں۔ تو اُسے قتل کر دوں۔ یا مہلت دوں۔ اور چار گواہ پیش کر۔ تو رسول اللہ یہ کہتے کہتے رُک گئے۔ کہ تلوار کا شاہد ہونا کافی ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ اگر غیرت مند آدمی بے قابو ہو کر اُس پر آنہ گرے ؛

Marfat.com

کتوں کے بارے میں رسول اللہؐ کا حکم

ابن زیاد قاضی کے احکام میں ہے۔ کہ اُن کی طرف کسی قاضی نے خط لکھا۔ جس میں کتوں کے متعلق سوالات کئے۔ اور کہا۔ کہ اگر اللہ تعالے قاضی صاحب کو توفیق دے۔ تو وہ ہمیں وہ بات سمجھائیں جن سے ان کتوں کے معاملہ پر روشنی پڑے۔ جو بستیوں میں پائے جاتے ہیں کیونکہ اُن میں سے اکثر دکھ دیتے اور کاٹتے ہیں۔ اور بچوں کو ایسے زخم پہنچاتے ہیں۔ جو ان کے لئے سخت مضر ہوتے ہیں۔ اور بارہا جناب کی خدمت میں اس بات کی شکایت پہنچی۔ اور اس آفت میں مبتلا ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے پس ان کی جواباً لکھا گیا۔ کہ اس بارے میں جو بات واجب ہے۔ اور اس کی اللہ تعالے قاضی صاحب کو توفیق دے

Marfat.com

یہ ہے کہ وہ کتوں کو مارنے کا حکم دیں۔ سوائے اُن کتوں کے جو شکار کے لئے۔ یا کھیتی کے لئے۔ اور جو کوئی ریوڑ۔ یا کھیتی کے کتے کے علاوہ کتا پالے۔ تو اللہ تعالٰے اس کے اجر سے ایک قیراط مٹا دیتا ہے۔ اور آل حضرتؐ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا۔ تو وہ شخص جسے یہ حکم دیا گیا۔ ایک اندھی بوڑھیا کے گھر پونچا۔ جس کا ایک کتا تھا۔ اور اُس نے اُسے مار ڈالنا چاہا۔ عورت نے منع کیا۔ کہ تم دیکھ رہے ہو کہ میں اندھی ہوں۔ یہ کتا مجھ سے درندوں کو دور کرتا ہے۔ اور مجھے اذان سے آگاہ کرتا ہے۔ تو وہ شخص حضور نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بڑھیا کے معاملے میں آپ کو اطلاع دی۔ تو آپ نے کتے کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔ اور عورت کے عذر کو معقول تصور نہ فرمایا +

Marfat.com

پانی سے ملحق زمین کے بارے میں فتویٰ

ابن ابی زید کے نوادر میں ہے کہ ابن نافع نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے
چاہ قدیم کی ملحقہ زمین کی حد دس گز ہے۔ اور چاہ جدید میں پچیس گز
اور ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ کھیتی کے کنویں میں ملحقہ زمین
پانچ سو گز ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں: مجھے یہ معلوم نہیں کہ کھیتی کے
کنویں کی ملحقہ زمین حدیث میں ہے یا وہ سعید کے قول سے ہے۔ ابن
شہاب نے کہا کہ میں نے سنا ہے چشموں کی ملحقہ زمین پانسو گز ہے اور
کہا جاتا ہے کہ کنووں کے لئے ہزار گز اور جن کنووں سے اونٹ پانی
کھینچتے ہیں۔ ان میں تین سو گز۔ اور ابن اشہب اور ان علماء سے جو
روایت کرتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ وہ کم آب چشموں میں جو ملحقہ زمین ہے اس

Marfat.com

نوسو گز کا فاصلہ دیتے تھے۔ اور اگر وہ سخت زمین میں ہوتے۔ تو ساڑھے
چار سو گز کا۔

Marfat.com

خرید و فروخت اور اُس کا نفع

واضح میں ہے کہ رسول اللہ نے حکیم بن حزام کے ہاتھ ایک دینار بھیجا کہ وہ آپ کے لئے اس سے ایک قربانی کا جانور خریدیں۔ حکیم بن حزام نے قربانی کا جانور خریدا۔ اور پھر اُسے دو دینار میں فروخت کر دیا۔ اور پھر ایک دینار کا جانور لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور قربانی اور اُس کے ساتھ ایک دینار خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے اس دینار کو خیرات کر دیا۔ اور اُن کے لئے تجارت میں برکت کی دُعا کی۔ واضح کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی ہے کہ پھر اُن کی یہ حالت ہوگئی کہ اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو نفع اٹھاتے۔ اور یہ حدیث بخاری کی کتاب   کے اس باب میں ہے کہ مشرکوں نے آپ سے سوال کیا کہ کوئی معجزہ دکھائیے۔ آپ نے

Marfat.com

انہیں شق القمر کا معجزہ دکھا دیا۔ کتاب ابن شعبان میں ہے۔ کہ عروہ بارقی کو رسول اللہ نے ایک دینار دیا۔ کہ اس سے قربانی کا ایک جانور خریدیں۔ تو انہوں نے اُس سے دو قربانیاں خریدیں۔ اور ایک قربانی اور ایک دینار لے کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ راوی کہتا ہے۔ پھر رسول اللہ نے اُن کے لئے تجارت کے مال میں برکت کی دعا کی۔ پھر اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس سے نفع کما لیتے۔ اور ابن شعبان نے حکیم سے اسی واقعہ کے مانند ذکر کیا ہے +

Marfat.com

جلاوطن کی واپسی

یہ بات ثابت ہے۔ کہ حضور نبی کریم نے حکم بن ابی العاص کو جو مروان
کا باپ تھا۔ مدینہ سے نکال دیا تھا۔ اور وہ طائف کی طرف چلا گیا تھا۔ یہاں
تک کہ حضور نبی کریم نے وفات پائی۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے اُسے طائف سے
بھی نکال دیا۔ اور وہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں مدتوں تک مارا مارا پھرتا
رہا۔ پھر جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ تو انہوں نے اُسے اس علاقے سے
دور کہیں نکال دیا۔ جہاں حضرت ابوبکرؓ نے جلاوطن کیا تھا۔ پس وہ حضرت
عمرؓ کی خلافت میں اسی طرح مارا مارا پھرتا رہا۔ پھر جب حضرت عثمانؓ
خلیفہ ہوئے۔ تو انہوں نے فرمایا مرحبا غریب الوطن قریشی کو [illegible] الحکم [illegible]
میں ذکر ہے۔ اور اسے فقہا نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے [illegible]

Marfat.com

حضور نبی کریمؐ سے حکیم بن ابی العاص کو اپنے زمانہ میں واپس بلا لینے کی اجازت حاصل کر لی تھی +

Marfat.com

ہدیہ کی واپسی

احمد بن خالد کہتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے ام سلمہؓ سے نکاح کیا تو ان سے کہا میں نے نجاشی کی طرف ایک پوشاک اور چند اوقیہ مشک تحفتاً بھیجی ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی انتقال کر گیا ہے۔ اگر یہ تحائف مجھے واپس مل گئیں تو وہ تمہاری ہیں۔ چنانچہ جس طرح حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔ ویسا ہی ہوا۔ پھر آپ نے اپنی ازواج میں سے ہر ایک کو ایک اوقیہ مشک عطا فرمائی۔ اور باقی مشک اور پوشاک ام سلمہ کو عطا فرمائی۔

امام رازی فرماتے ہیں یہ واقعہ دلیل ہے ہدیہ کی واپسی جائز ہے کہ اس پر قبضہ نہ ہوا ہو اور صدقہ کی واپسی حلال نہیں ہے

Marfat.com

رسول اللہ نے منع فرمایا ہے۔ اور بخاری میں مروی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صدقہ کو واپس لینے والا اُس کتے کی مانند ہے جو قے کرکے چاٹ لے۔ اور یہ مدونہ اور واضحہ میں بھی ہے۔

Marfat.com

آگ سے کسی کو ہلاک کرنا

بخاری وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک فوجی مہم کو بھیجا۔ اور انہیں حکم دیا کہ اگر فلاں فلاں کو پاؤ تو انہیں آگ کے ساتھ جلا دینا۔ پھر جب روانگی کے وقت ہم آپ سے رخصت ہونے کے لئے آئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو پاؤ۔ تو انہیں آگ سے جلا دو۔ مگر آگ کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ ہی عذاب دے گا پس اگر ان کو پاؤ۔ تو انہیں قتل کر ڈالو۔ اور ان دونوں کے نام ہبار بن اسود اور نافع بن عبد عمرو تھے۔ اور ایک بیان کے مطابق دوسرے کا نام نافع بن عبد قیس ہے۔ یہ دونوں واقعہ [illegible] [illegible]

Marfat.com

مدینہ جا رہی تھیں۔ اور وہ قریش کے آدمیوں کی ایک جماعت میں سے تھے جو اُن کے تعاقب میں گئی تھی۔ پس جو شخص اُن میں سب سے پہلے حضرت زینبؓ کے پاس پہنچا۔ وہ ہبار اور اس کا ساتھی تھے۔ ہبار نے آگے بڑھ کر اونٹ کو لاٹھی ماری جس کے نتیجے میں حضرت زینب ہودج سے گر پڑیں اور وہ حمل سے تھیں۔ اور اُن کا حمل ساقط ہو گیا۔ ان کا دیور کنانہ ابن الربیع اُن کے ساتھ تھا۔ اُس نے جو یہ حال دیکھا۔ تو وہ تیر کمان لے کر سامنے ہو گیا۔ اور پکار کر کہا۔ کہ واللہ! جو شخص قریب آیا۔ میں اُسے چیر ڈالوں گا۔ تو وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد ابو سفیان۔ قریش کے چند آدمیوں کے ساتھ آیا۔ اور بولا۔ اے شخص تیر روک۔ یہاں تک کہ میں تجھ سے گفتگو کر لوں۔ پس ابو سفیان آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ اُس کے پاس جا کھڑا ہوا۔ پھر کہا۔ کہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ جو اس عورت کے ساتھ ان لوگوں کے سامنے علانیہ نکلے۔ حالاں کہ تم کو ہماری مصیبت۔ ہماری گردش۔ اور جو کچھ محمدؐ کی وجہ سے ہم پر گذری ہے۔ اس کا علم ہے۔ پس جب تم اس شخص کی بیٹی کے ساتھ علانیہ لوگوں کے سامنے سے گذرے۔ تو لوگوں نے جانا۔ تمہاری یہ دلیری بھی اُسی ذلت کی قسم سے ہے۔ جو پیش آمدہ مصیبت کی وجہ سے ہم کو ملی ہے۔ اور یہ ہماری کمزوری اور سستی کی وجہ سے ہے۔ اور خدا کی قسم ہمیں اس کو اس کے باپ سے جدا کرنے کی

Marfat.com

کوئی ضرورت نہیں۔ اور نہ اس بارے میں ہم نے کوئی ہنگامہ برپا کیا ہے۔
لیکن تم اس عورت کو واپس لے جاؤ۔ یہاں تک کہ غوغا ختم ہو جائے۔ اور لوگ
کہنے لگیں کہ ہم اس کو واپس لے آئے۔ تو پوشیدہ طور پر راتوں رات جانا۔ اور
اس کے باپ کے ساتھ جا ملانا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ بعد ازاں وہ چند
راتیں مکہ میں رہیں۔ یہاں تک کہ چرچا ختم ہو گیا۔ تو وہ ان کو رات کے وقت لے
کر نکلا۔ یہاں تک کہ ان کو زید بن حارثہ اور ان کے ساتھیوں کے حوالے کر
دیا۔ اور وہ دونوں ان کے ساتھ ہو لئے۔ اور رات ہی رات مدینہ پہنچے۔ اور
حضور کے پاس ان کو لے آئے ؛

Marfat.com

طائف کے محاصرے کا ذکر

سیر میں ہے۔ کہ رسول اکرمؐ نے اسلام میں پہلی مرتبہ جن پر منجنیق کیا وہ اہل طائف ہیں۔ چنانچہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ رسول اللہؐ کے اصحاب کی ایک جماعت دبابہ (منجنیق) کے نیچے داخل ہوئی۔ اور پھر وہ لوگ طائف کی فصیل پر حملہ آور ہوئے۔ تاکہ اُسے توڑ ڈالیں۔ بنو ثقیف نے لوہے کی سلاخیں گرم کرا کہ ان پر گرائیں۔ اور وہ اس کے نیچے سے نکلے۔ تو بنو ثقیف نے اُن پر تیر پھینکے۔ اور بہت سے آدمی مار ڈالے۔ اس پر رسول اللہ نے ثقیف کے انگور کے باغ اجاڑنے کا حکم دیا۔ لوگ ان باغوں کو کاٹنے کے لئے دوڑے۔ اور ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ طائف کی طرف آگے بڑھے۔ اور آواز دی۔ کہ اے بنو ثقیف ہمیں امن دو۔ کہ ہم تم سے

Marfat.com

گفتگو کریں۔ تو ان دونوں کو انہوں نے امن دیا۔ انہوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں کو پکارا۔ تاکہ اُن کے پاس آئیں۔ اور وہ اُن کے گرفتار ہونے سے ڈرتے تھے۔ وہ آئیں۔ اور اُن میں آمنہ بنت ابوسفیان رضی جو عروہ بن مسعود کے نکاح میں تھی۔ اور اس سے اس کا بیٹا عروہ بن مسعود تھا پس جب وہ عورتیں آئیں۔ تو ان دونوں کو ابن اسود بن مسعود نے کہا۔ اے ابوسفیان اور اے مغیرہ کیا میں تم کو اُن سے کثیر چیز کی طرف رہنمائی نہ کروں جس کے لئے تم آئے ہو۔ بنو اسود کا مال وہاں ہے۔ جہاں تم کو معلوم ہے۔ اور رسول اللہ اُس کے اور طائف کے مابین ایک وادی میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے۔ جسے وادی عقیق کہتے ہیں۔ طائف میں کوئی مال بنو اسود کے مال سے زیادہ گراں بار نہیں ہے پس اگر محمد نے قبضہ بھی کر لیا تو وہ ہمیشہ کے لئے اُن کے پاس نہ چلے گا۔ پس آپ دونوں حضرات ان سے گفتگو کریں۔ اور خواہ اسے اپنے لئے مسخر کریں یا اللہ کے لئے اور قرابت کے لحاظ سے چھوڑ دیں۔ اور رسالت مآب اور ان کے درمیان قرابت ہے۔ جو غیر معلوم نہیں رہ سکتی کہا جاتا ہے کہ نبی کریم نے طائف کو اُن کے لئے چھوڑ دیا۔

رسول اللہ کے قیام کے دوران میں بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ غلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان

Marfat.com

رسول اللہ نے انہیں آزاد کردیا۔ اہل طائف کی ایک جماعت نے بعد اس کے کہ وہ اسلام لا چکے۔ اُن غلاموں کے بارہ میں گفتگو کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ اللہ کی راہ میں آزاد کئے ہوئے ہیں +

Marfat.com

رسول اللہ کے امر و نواہی

اصحاب ظاہر اور بعض اہل حدیث نے کہا ہے کہ رسول اللہ کے اوامر فرض ہیں۔ اور آپ کے نواہی حرام ہیں۔ اور انہوں نے آپ کے قول کو قرآن کے قول کے مطابق ٹھہرایا ہے۔ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ آپ کے اوامر کا درجہ وہی ہے۔ جو علماء نے متعین کیا ہے۔ جسے انہوں نے فرض قرار دیا ہے وہ فرض ہے۔ اور جسے سنت قرار دیا ہے۔ یا مستحب تو وہ ایسا ہی ہے۔ اور یہی مذہب امام مالک کے شاگردوں کا ہے۔

رحم و کرم کی ایک اعلیٰ مثال

بخاری میں ہے کہ مروان اور مسور بن مخرمہ نے عروہ کو خبر دی کہ جب بنی ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر آیا۔ اور انہوں نے آپ سے سوال کیا

کہ اُن کے اموال اور قیدی واپس کیئے جائیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ میرے نزدیک وہ لوگ بھی ہیں جنہیں تم دیکھ رہے ہو (یعنی غیر مسلم) اور میرے نزدیک پسندیدہ بات وہی ہے۔ جو سچی ہو۔ پس دو قسموں میں سے ایک کو اختیار کر لو۔ یا مال اور یا قیدی۔ اور میں تمہارے جواب کا منتظر ہوں۔ پس نبی کریمؐ نے کچھ اوپر دس راتیں اُن کا انتظار فرمایا۔ جب کہ طائف سے علیحدہ ہوئے۔ اور جب ان کو بخوبی روشن ہو گیا۔ کہ نبی کریمؐ ان دو قسموں میں سے صرف ایک کو واپس کریں گے تو انہوں نے کہا۔ کہ ہم اپنے قیدی چھڑانا چاہتے ہیں۔ پس نبی کریمؐ کھڑے ہوئے اللہ تعالے کی حمد و ثنا کی جس کا وہ اہل ہے۔ اور پھر فرمایا۔ اما بعد تمہارے بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں۔ اور میں مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ ان کے قیدی ان کو واپس کر دئے جائیں۔ پس جو شخص تم میں سے خوشی کے ساتھ ایسا کرنا چاہے وہ ایسا کرے۔ اور جو شخص یہ پسند کرے۔ کہ وہ اپنا حصہ بھی لے۔ تو وہ ایسا ہی کرے اس پر لوگوں نے کہا۔ کہ ہم خوش ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ تم میں سے کون واپسی کا اذن دے رہا ہے پس تم واپس جاؤ۔ یہاں تک کہ تمہارے بڑے تمہارا معاملہ ہمارے سامنے پیش کریں۔ پس لوگ چلے گئے۔ اور ان لوگوں کے بڑوں نے اُن سے گفتگو کی۔ پھر وہ لوگ نبی کریمؐ کی طرف واپس ہوئے۔ اور حضورؐ کو خبر دی۔ کہ ان لوگوں نے قیدیوں کو واپس کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

اس واقعہ میں فقہی نکتہ یہ ہے۔ کہ غائب کو کوئی چیز ہبہ کی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

اور یہ احادیث اِس بات کی تائید کرتی ہیں۔ کہ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے جاگے۔ تو چاہئے۔ کہ اپنے ہاتھ تین مرتبہ دھوئے۔ قبل اس کے کہ وہ انہیں وضو کے برتن میں داخل کرے۔ اور آں حضرتؐ نے فرمایا۔ جو شخص وضو کرے۔ تو اُسے چاہئے۔ کہ ناک صاف کرے۔ اور جو شخص استنجا کے لئے جائے۔ تو وہ اپنے ساتھ طاق ڈھیلے لے جائے۔ حالاں کہ خواب سے اٹھتے وقت ہاتھ دھونا۔ ناک جھاڑنا۔ اکثر علماء کے نزدیک فرض نہیں ہے۔ اور اسی طرح آپ کے اس قسم کے بہت سے اوامر ہیں۔ جو فرض نہیں ہیں۔ جیسے آپ کا یہ ارشاد۔ کہ جب امام کہے سمع اللہ لمن حمدہ۔ تو تم کہو ربنا لک الحمد۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب امام کہے۔ کہ والاالضالین۔ تو تم کہو آمین۔ اور جب موذن کو اذان کہتے سنو۔ تو جو کچھ موذن کہتا ہے۔ تم بھی کہو۔ اور جیسے آپ نے دروازہ بند کرنے۔ مشک کا منہ باندھنے اور برتن ڈھانکنے اور چراغ گل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور جیسے آپ کا قول ہے کہ سائل کو دو۔ اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ اور جیسے آپ کا یہ قول۔ کہ جب تم میں سے کوئی پہنے تو دائیں پاؤں سے شروع کرے۔ یہ تو آداب اور پسند کی باتیں ہیں۔ اور نبی کریمؐ نے فرمایا۔ جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں۔ تو اس میں سے جس قدر تم کر سکو۔ بجالاؤ۔ اور جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو سب باز

Marfat.com

آجاؤ۔ اور امام مالک کے خیال کی تائید کرنے والی باتوں میں سے ہے

کہ حضور نبی کریمؐ کے اوامر اُس تفصیل پر ہیں جس تفصیل پر اُن کو صحابہؓ نے

حاصل کیا ہے۔ اور وہ ہیں جنہیں حضرت ابوہریرہؓ نے نبی کریمؐ سے

روایت کیا ہے۔ کہ تم میں سے کوئی اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں کھونٹی

گاڑنے سے منع نہ کرے۔ پھر ابوہریرہ کہتے ہیں۔ کہ کیا بات ہے۔ میں تم

کو اس سے روگردانی کرتے دیکھتا ہوں۔ اور واللہ میں اُسے تمہارے

سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اور آں حضرتؐ کا جمعہ کے دن غسل کرنے کا حکم

دینا اور صحابہ نے ایسے فرض پر عمل نہیں کیا۔ اور آپ کا منع فرمانا۔ انگور

اور خرما کے مخلوط نچوڑ سے۔ اور منع فرمایا۔ دودھ اور خرما کے کھانے سے

اور ثرید کی چوٹی میں سے کھانے سے۔ اور راستے پر آخری شب میں ڈیرا

کرنے سے۔ اور اسی قسم کی نواہی۔ اور حضورؐ کی جن نواہی کو علماء نے

حرام پر محمول کیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ سونے کو چاندی کے عوض میعاد پر بیچنا

پھلوں کے لکھنے سے پہلے بیچنا۔ اور اسی طرح کھانے کو حتٰی کہ وہ پک

جائے۔ پیٹ کے بچے کو بیچنا۔ بیعانہ کا سودا۔ تر کھجوروں کے درخت

بیچنا۔ خشک کھجوروں کے عوض۔ اور بٹائی پر زمین دینا۔ اور حصہ پر

زراعت کرانا۔ چوپاؤں کو بھوکا پیاسا باندھنا۔ اُن کی صورت بگاڑنا۔

چوپاؤں کو باہم لڑانا۔ ستاروں کی تصویر۔ اور تصویروں سے سوائے

Marfat.com

اُن کے جو کپڑوں میں منقش ہوں۔ سوائے اس کے کہ وہ پاؤں کے نیچے آئیں۔ اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور شک کے دن روزہ رکھنے سے۔ اور اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں۔ اور آپ کی وہ نواہی جن کے بارے میں علماء کا باہم اختلاف ہے۔ شغار کا نکاح۔ جس میں دو شخص ایک دوسرے کی بیٹی کے ساتھ مہر کا ذکر کئے بغیر نکاح کریں۔ کچلیوں والے درندوں کا گوشت۔ روزہ کے ساتھ روزہ بلا افطار و سحری۔ اکیلے تہمد کو اپنے اوپر لپیٹنا۔ قافلہ والوں کو سودے کے لئے پہلے جا ملنا گرانی کی امید پر اناج کو بند رکھنا۔ اکثر علماء نے اُن کو حرام پر محمول کیا ہے۔ اور بخاری میں کتاب البیوع میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نے دو قسم کے کپڑوں سے منع فرمایا۔ ایک تو چادر کو اپنے اوپر لفافہ بنانے سے۔ اور دوسرے یہ کہ ایک آدمی ایک کپڑے میں دو زانو ہو کر بیٹھے۔ اور پھر اس کو کندھوں پر ڈال لے۔ نیز خانگی گدھوں کے گوشت سے بھی منع فرمایا۔

Marfat.com

Marfat.com

حضورؐ کا نسب نامہ اور احوال

Marfat.com

نسب نامہ

ولادت

نبوّت

وفات

Marfat.com

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بن عبداللہ۔ بن عبدالمطلب۔ بن ہاشم۔ بن عبدمناف۔ بن قصی۔ بن
کلاب۔ بن مرہ۔ بن کعب۔ بن لوی۔ بن غالب۔ بن فہر بن مالک۔ بن نضر بن
کنانہ۔ بن خزیمہ بن مدرکہ۔ بن الیاس بن مضر۔ بن نزار بن معد۔ بن عدنان۔

ازرقی کا بیان ہے۔ کہ جس کمرہ میں حضور کی ولادت ہوئی۔ وہ حجاج
کے بھائی محمد بن یوسف کے گھر تھا۔ وہ ہمیشہ اپنی حالت پر رہا۔ یہاں تک
کہ دو خلیفوں یعنی موسیٰ اور ہارون کی والدہ اور خیزران آئیں۔ اور انہوں
نے اسے مسجد بنا دیا۔ جس میں نماز پڑھی جانے لگی۔ اور اسے گھر کی حیثیت
سے خارج کر دیا۔ اور بعض اہل مکہ نے بیان کیا ہے۔ کہ بعض لوگوں نے
اس گھر میں سکونت اختیار کی۔ اور بعد اس سے چلے گئے۔ تو انہوں نے کہا۔
واللہ اس میں ہم کو کوئی آفت نہ پہنچی۔ اور نہ حاجت تھی۔ اور جب ہم اس گھر
سے نکلے۔ تو ہم پر زمانہ سخت ہو گیا۔

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں۔ کہ میرے والد عباسؓ نے رسول اللہ

Marfat.com

کی طرف بھیجا۔ میں آپ کے پاس رات کو رہا۔ تو میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔ "الٰہی! میں تجھ سے تیری خاص رحمت کا سوال کرتا ہوں جس سے تو میرے دل کو ہدایت دے۔ اور اس سے میری پریشانی طبع کو جمعیت خاطر سے بدل دے۔ اور میری خاطر جمع کر دے۔ اور مجھ سے فتنوں کو دور کر دے۔ اور میرے حال کو بہتر کر دے۔ اور میرے غائب کی حفاظت کر۔ اور اس سے میرے وجود کو بلندی بخش۔ اور اس سے میرے چہرے کو نورانی بنا دے۔ اور اس سے میرے عمل کو پاک کر دے۔ اور اس سے مجھ کو میری راست روی سمجھا دے۔ اور اس سے مجھے ہر برائی سے بچا الٰہی! مجھے سچا ایمان عطا کر۔ اور ایسا یقین جس کے بعد کفر نہ ہو۔ اور ایسی رحمت جس سے میں دنیا و آخرت میں تیرے کام کا شرف حاصل کروں۔ الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ قضا کے وقت کامیابی اور شہیدوں کی مہمانی کا۔ اہل سعادت کی زندگی کا۔ انبیاء کی رفاقت کا۔ اور دشمنوں پر فتح پانے کا۔

رسول کریمؐ مکہ معظمہ میں سوموار کے روز ربیع الاول کی بارہویں رات کو سال فیل میں نیساں کی بیسویں تاریخ کو پیدا ہوئے۔ اور پیر کے روز چالیس سال کی عمر میں نبوت سے مشرف ہوئے۔ امام مالک وغیرہم کا قول ہے۔ اور برتی محمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم نے کہا ہے۔ کہ بیان کیا جاتا ہے۔ آپ پر قرآن کا نزول ہوا۔ تو آپ پینتالیس برس کے تھے۔ امام

Marfat.com

مالک نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ نے سوموار کے روز تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ نبوت کے بعد آپ مکہ میں تیرہ سال اور مدینہ میں دس سال تک رہے اور ابن عبدالبر کی کتاب المہدیہ میں اتنا زیادہ ہے۔ کہ عبدالمطلب نے آپ کی پیدائش کے ساتویں روز آپ کا ختنہ کیا۔ اور آپ کی پیدائش کے لئے ضیافت کا اہتمام کیا۔ اور آپ کا نام محمدؐ رکھا۔ اور ابن وضاح کی روایت میں ہے۔ کہ قریش نے پوچھا تم نے اس کا نام محمد کیوں رکھا۔ اور اپنے نام اور اپنے آبا کے ناموں کو چھوڑ دیا۔ تو انہوں نے کہا۔ یہ اس لئے کہ اہل آسمان اور اہل زمین ان کی تعریف کریں۔

اور موطا وغیرہ میں ہے۔ کہ رسول اللہ کو تین سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان میں سے ایک یمنی چادر تھی۔ اور اسے ابن ابی زید نے نوادر میں ذکر کیا ہے۔ اور سحول یمن کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ اور حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کہ ان میں ایک وہ کپڑا تھا جس میں آپ بیمار ہوئے تھے اور حضرت عائشہؓ کی ایک روایت ہے کہ جب لوگوں نے غسل دینے کا ارادہ کیا۔ اور چاہا کہ آپ کی قمیص اتاریں۔ تو آواز آئی۔ کہ قمیص نہ اتارو۔ پھر آپ کو غسل دیا گیا۔ بحالیکہ وہ قمیص آپ کے بدن پر موجود رہی۔

دالنسحہ وغیرہ میں ہے۔ کہ جن لوگوں نے حضور نبی کریمؐ کو غسل دیا۔ اور

Marfat.com

آپ کو قبر میں اتارا۔ وہ عباس، علی ابن ابی طالب۔ فضیل بن عباس اور ...
صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام شقران تھے جن کا ایک نام صا...
بھی تھا۔ شعبی کہتے ہیں۔ کہ چوتھے عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ اور مو...
بن کہتے ہیں۔ اسامہ بن زید تھے سیرت ابن ہشام میں ہے۔ کہ علی ...
ابی طالب، عباس، فضل بن عباس۔ قسم بن عباس۔ اسامہ بن زید۔ ا...
شقران نے آپ کے غسل کا کام سرانجام دیا۔ اور نیز یہ کہ حضرت علیؓ ...
آپ کو اپنے سینے سے سہارا دیا۔ اور عباس اور فضل اور قسم آپ کے پ...
بدلتے تھے۔ اور اسامہ و شقران آپ پر پانی ڈالتے تھے۔ اور حضرت علیؓ ...
آپ کو غسل دیتے تھے۔ بحالیکہ آپ پر قمیض تھی۔ اس کے اوپر سے آپ کا ...
ملتے تھے۔ اور رسول اللہ کے بدن تک آپ کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔ ...
حضرت علیؓ کہتے تھے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یا رسول ال...
آپ بحالت زندگی اور بحالت وفات کس قدر پاکیزہ ہیں۔ اور آپ ...
بن حبشامہ کے کنوئیں سے غسل دیا گیا۔ جو قبا میں تھا۔ اور جسے بیر القد...
جاتا ہے۔

ابن اسحاق کا قول ہے۔ کہ آپ کو دو صحاری کپڑوں اور ایک ...
چادر میں کفن دیا گیا۔ اور ان میں آپ کو لپیٹا گیا۔ اور مؤطا میں ہے کہ ...
حضور نبی کریمؐ نے سوموار کے روز وفات پائی۔ اور منگل کے روز ...

Marfat.com

ہلاک ہو گئے۔ اور یہ بھی ہے۔ کہ حضورؐ کے جنازہ کی نماز لوگوں نے فرداً
فرداً پڑھی۔ اور کسی نے امامت نہیں کرائی۔ دفن کرنے کی جگہ کے بارے
میں لوگوں میں اختلاف ہوا۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ منبر کے پاس دفن کیا جائے۔ کوئی
بقیع میں کہتا تھا۔ آخر حضرت ابو بکر تشریف لائے۔ اور انہوں نے فرمایا۔ کہ
میں نے نبی کریمؐ کو فرماتے سنا ہے۔ کہ کوئی نبی دفن نہیں ہوا۔ مگر اُس مکان
میں جہاں اُس نے وفات پائی۔ پس وہیں آپ کے لیے قبر کھودی گئی۔ مدینہ
میں قبر کھودنے کے ماہر دو شخص تھے۔ جن میں سے ایک لحد نکالتا تھا
اور دوسرا لحد نہیں نکالتا تھا۔ لوگوں نے لحد نکالنے والے کو لیا۔ کیا
چنانچہ اُس نے قبر میں لحد بنائی۔ موطا کے سوائے دوسری کتب میں درج
ہے۔ کہ لحد بنانے والے ابو طلحہ انصاری تھے۔ اور لحد کے بغیر قبر کھودنے
والے ابو عبیدہ بن الجراح تھے۔

سیر کی کتابوں میں ہے۔ کہ حضورؐ کا بستر اٹھایا گیا۔ اور اُس کے
نیچے قبر کھودی گئی۔ پھر لوگ آئے۔ پہلے مردوں نے یکے بعد دیگرے
نماز جنازہ پڑھی۔ اور اس کے بعد عورتوں نے اور اُس کے بعد لڑکوں
نے۔ اور اس کے بعد حضور کو دفن کر دیا گیا۔

مختصر ابن زید میں ہے۔ کہ ابن عقبہ کہتے ہیں۔ حضور نبی کریمؐ نے حضرت
36 عائشہ کے گھر میں اُن کی باری کے دن ایسی حالت میں کہ حضور کا سر مبارک

حضرت عائشہؓ کے سینے پر تھا۔ چاشت کے وقت وفات پائی۔ امام مالک
فرماتے ہیں۔ کہ حضور کی وفات پیر کے روز ہوئی جب کہ ربیع الاوّل کی
بارہ راتیں گذر چکی تھیں۔ اور منگل کے روز دفن کیا گیا۔ اور کہا گیا ہے
کہ زوال آفتاب کے بعد حضور دفن کئے گئے۔ اور جو لوگ حضور کی قبر
میں اُترے۔ وہ اسامہ بن زید اور اوس بن خول تھے۔ اور بیماری آپ
کی حضرت میمونہؓ بنت حارث کے گھر میں بدھ کے روز جب کہ ماہ صفر
کی دو راتیں باقی تھیں۔ شروع ہوئی۔ اس کے بعد حضور حضرت عائشہؓ
کے ہاں تشریف لے گئے۔ اور وہاں مقیم رہے حتیٰ کہ وفات پائی۔

اللہ کا درود اور سلام ہو آپؐ پر

Marfat.com

فقیر ابو عبد اللہ محمد فرح کہتا ہے۔ کہ جس بات نے مجھے اس کتاب کے مرتب کرنے پر آمادہ کیا۔ وہ یہ تھی۔ کہ میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ کی تصنیفات میں سے ایک کتاب دیکھی۔ جس کا نام اقضیۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اس میں تھوڑے سے فیصلے لکھے گئے ہیں۔ اور وہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔ اور ابوبکر ابن ابی شیبہ کی زبانی روایت ہے۔ کہ ہم نے ان واقعات کو دیکھا۔ جن میں حضور رسول اللہ نے فیصلہ فرمایا۔ تو ہمیں ایک سو سے زیادہ حدیث نہ ملی۔ پس میں نے مناسب خیال کیا۔ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فیصلوں کو تلاش کروں۔ ان سے برکت حاصل کرنے۔ اور ان کی محبت کی وجہ سے اور ان کی پیروی کرنے کے لئے۔ اور حضورؐ کے اوامر اور نواہی سے آگاہ ہونے کے لئے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

Marfat.com

کہ پیغمبر جس چیز کا تمہیں حکم دیں۔ اُسے اختیار کرو۔ اور جس سے منع کریں۔ اُس سے باز رہو۔ (الحشر) اور اللہ تعالےٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو لوگ رسولؐ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔ انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیئے۔ کہ کہیں ان پہ آفت نہ آپڑے۔ یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو۔

اور میں نے ان فیصلوں کو مندرجہ ذیل کتابوں سے اخذ کیا ہے جو تعداد میں چونتیس ۳۴ ہیں:-

مؤطا امام مالک	تفسیر ابن اسلام
معانی القرآن زجاج	نحاس
مفضل	الاحکام اسمٰعیل قاضی
ہدایہ مکی	صحیح بخاری
مسلم	مصنف عبدالرزاق
سنن ابو داؤد	سنن نسائی
مسند ابن ابی شیبہ	مسند
سیرت ابن ہشام	شرح الحدیث ابی عبید
خطابی	الکامل
مدونہ	مختصر مدونہ

Marfat.com

مستخرجه	واضحه
نوادر	كتاب ابن شعبان
دلائل حبيل	احكام ابن زياد
تاريخ ابن خيثمه	شرف المصطفى
كتاب الاحوال ابي عبيد	كتاب الاحوال اسمعيل قاضي
كتاب محمد بن نصر المروزي	تفسير موطا ابن مزين
داودي	قنازعي

والحمد لله رب العالمين
وصلى الله على سيدنا محمد
خاتم النبيين وسلموا تسليما

Marfat.com

عدالت نبوی کے فیصلے

Marfat.com